غنی کو ہے مفلس سے نفرت کمال
مساکین سی یون بھاگتے ہین اسیر
مگر تیری رحمت یہ کہتا ہے خدا
تو ہے ایخدا اندیست و بلند
امان جزو و کل کی تری ذات تو
ہماری بھی بر لامراد دلی
ہم احوال دل کا کرین کیا بیان
بہت غم رسیدہ ہین ہم شاد کر
بس ایدل حد حمد یزدان نہین
یہان یہ ہوا حال عنقای فکر
زبان بیان کو طاقت نہین
کہ طے کر سکے منزل حمد حق
سکوت سخن اب یہان کیجیے

نعت جناب سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفٰے

مقام ادب ہی سنبھل سے قدم بڑھا
سمجھ لے تو تحریر کر بیت کو
خبردار یہ امتیاز ... سی نہ ہو
دوات ادب پیشتر چوم لے جس طرح تھے عطار کر
سر صفحہ لکھ لے درود خدا
تحفہ ...

یہ تا وہ ...
کہ جسطرح دنیا ...
کرو خستہ بیار ...
بر آرندہ حاجت ...
گنہگار پہ بخش ...
بحق محمد ...
کہ معصوم ہے ...
بس اب فکر ...
وہ دریا ہے ...
کہ شل ہو گئے ...
... ایکن
مگر ...
زمین ...

…ذ نے رہا فرق قوسین کا | فقط نور تھا پردہ مابین کا

…امِ خداوند عالم سے | گُل بوستان فصاحت سے چُنے

…عرش کو فخر نعلین سے | دیا کفش نے تاج عزت اوسے

…ہے رتبۂ شاہ عالم نواز | کہ پڑھوائی سب انبیا کو نماز

…یب خداوند عالم یہ ہین | ق | قسیم جنان فخر آدم یہ ہین

…ی کو جو بے سایہ پیدا کیا | یہ ہے وجہ حق کو یہ منظور تھا

…ہما یارا ہو محبوب بھی | دو عالم مین یکتا ہو محبوب بھی

…ی مرجع خلق ہین اسطرح | ہے سجدہ بیت الحرم جس طرح

…یز د آب کوثر انہین کو ہوا | شرف انبیا پر انہین کو ہوا

…ہین اسطرح قبلہ اہل دین | کہ جس طرح کعبہ بروے زمین

…ولی خاتم [illegible] انھین کی لیئے | ہوا ہے جو کچھ ہے انہین کی لیئے

…[illegible] ہے ایسا بلند | مساجد سے جس طرح اقصےٰ بلند

…ین محشر مین انبیا اس طرح | کتابون مین قران ہے جس طرح

…غ ہدایت دکھایا ہمین | عذاب سقر سے بچایا ہمین

…تون کو چھوڑایا ہے کعبہ سے | نکالا ہے بل اہل زنار سے

…یط جہان ہے یہ فیض قدم | کہ ہے لات و عزا سے خالی حرم

…روضۂ پاک کی شان ہی | ملایک فدا چرخ قربان ہی

…ب اسکی تصنیف [illegible] … زمین ہے اسکا بھی | بچھاتے ہین پر جبرئیل امین

…یان ہے شرف روضۂ پاک سے | ملک نور افشان ہین افلاک سے

…راغ اور قندیل کی رو لیل عصیان سست ہوئی ہے سے

…یان سے اوڑا جب غبار زرینۂ عذار [illegible] چہرہ [illegible] خستیون

…چا طلبگار جان ہے یہان | فلک خواستہ [illegible] ہے دامان رو…

…ضر کو طلب رہنمائی کی ہے | ملک [illegible] ہے ہر گرہ

[illegible]

خدا مدح کرتا ہے قرآن مین — بہت سورتین آیتین ہین شار
کرے جسکی تعریف خلاق جان — صفت اوسکی کیونکر ہو مجہسے بیان
مددگار اگر ہو خدا اے قدیر — تو موزون ہو مدح جناب

مدح جناب امیر المومنین امام المتقین سید الوصیین شیر خدا حضرت مرتضی علی علیہ السلام

ادب سے گہر بار ہوا ہے زبان — مدد کی طلبگار ہوا ہے تا
گہڑی آج جو ہر تمائی کی ہے — کہ امید مشکل کشائی کی
نیام وہان مین کہان تک قرار — دکہا جوہر اب صورت و
کئی مرتبہ پڑہ لے نادِ علی — کہ ہو حسب دلخواہ یاد
اگر آپ کو شرم ہو دستیاب — تو منگوا اپنے غسل تو ذرا
عنان ادب سے ذرا ہوشیار — کہ ہے مدح سلطان دلدل سوار
یہ ہین جن و انس و ملک کے امام — علی شاہ مردان علیہ السلام
ید اللہ و شیر خدا ہین یہی — دو عالم مین مشکلکشا ہین
انہین حق سے تیغ دو پیکر ملی — ہے عقد بنت پیمبر
یہ ہین قوت بازوے مصطفے — یہ ہین زینت پہلوے مصطفے
بظاہر جدا گو تن نیک تہے — تہا نبی مگر لحم و خون ایک
مدینہ پیمبر ہین و در ہین علی — بدن ہین نبی مثل سر ہین
انہین سے ہے روئے زمین کا شرف — کہ ہے اسم اعظم نگین کا
بلا فصل یون ہین نبی کے وصی — حسن جس طرح تہے علی
اشارہ یہ ہے رجعت مہر کا — کہ دن پہیر دیتے ہین
طلب ہوے جسگہڑی بوتراب — زمین سے سوا اون کے
کعبہ منور ہوا — چراغ حرم نور حیدر
تہی بوتراب — سجا ہین ذرہ علی آفتاب
تہا — وہ ہین اشک شبنم یہ آفتاب

ہم ایک اخگر تیغ یہ نور ہین | وہ مین شمع یہ مشعلہ طور ہین
سب افلاک ہین زیر پائے علی | کہ عرش شعلے سے ہے جائے علی
کہ مظہر رہتی تھی درمیان نیام | کہ دشمن کو دست اجل تھی حسام
پر و بال مرغ شجاعت وہ تھے | کہ شمشیر شاہ ولایت وہ تھے
عیان سایہ چتر تھا پشت پر | کہ تھی رشک مہر نبوت سپر
لکھو مین اگر حال جنگ جناب | تو ہو باب خیبر مین بھی اک کتاب
جناب بتول و جناب حسن | حسین ابن حیدر غریب الوطن
ہوئے انکے بعد اور جتنے امام | مع صاحب عصر سب پر سلام
یہ آقا یہ مولا ہمارے ہین سب | سپہر امامت کے تارے ہین سب
الٰہی خدائے سمیع و بصیر | پذیرا ہو یہ التماس حقیر
یہ ہنگام انبوہ روز جزا | رہون پیرو خاصگان خدا
و محشر مین ہوتی ہے وہ ہاتھ ہو | اماموں کے دامان مین ہاتھ ہو

بیان سبب تصنیف کتاب

سخن دہر مین باعث نام ہے | سخن لطف آغاز و انجام ہے
ذل سے ہے طرح بیان سخن | ابد تک رہیگا نشان سخن
سی سے بقائے سخن سنج ہے | نشان یہ برائے سخن سنج ہے
سبب اسکی تصنیف کا کیا کہون | تمنا اے دل اب چپ ہون یا کہون
ناسب ہے اسکا بھی لکھنا مجھے | چھپانے سے اب فایدہ کیا مجھے
ی مین نے جس وجہ سے یہ کتاب | وہ ہے طرفہ احوال پر اضطراب
جب عہد سلطان عالم ہوا | ہر اک شخص فکر و [illegible] مین
فی ہر دل مرد و زن کو خوشی | ہوئی طایران چمن سے [illegible]
اک گل مین شگفتہ سا ہوگئی | ہوا اسکے [illegible]
و فتح جسم و جان سے ملال | ہو [illegible]

زمانہ سے اندوہ وغم اوٹھ سے
سخن سنج تھے جو سلیمان جناب
غرض جوش اس مے کو ایسا ہوا
سب استاد کامل طلب ہو گئی
بہت قدر فرما ہوے بادشاہ
مجھے بھی جو تھا کچھ مذاق سخن
بہت تھی جو فکر رہ مدعا
مرے ایک مشفق ستودہ صفات
بہت اہل دانش مین تھے ہوشمند
عناصر مین اونکے یہ سب تھے بہم
سخن گو سے تھی اونکو رغبت کمال
بہت وہ مرے قدر فرما ہوے
شب و روز جنسے جو صحبت ہوئی
مگر واہ رے حسن طبع بلند
تخلص کو مشتق کیا نام سے
غرض میرے وہ محرم راز تھے
ندیمان شہ تک جو تھے وہ رسا
مصاحب تو تھے شہ کی پچیس تیس
بڑی اوسکی شوکت بڑی بات تھی
تا چشمہ جود و دریای فیض
ر کی قدردانی بہت
یہ ایما کیا
روز

سیا وام سے قدم اوٹھ نہ
لگی لینے لہرین سخن کی تر
کہ پینے لگے زاہد و پار
شرف یاب درگاہ سب ہو گئی
ہوا اوج داد سخن مثل ماہ
ہوئی خواہش بزم شاہ زمن
در دولت بادشہ تک گیا
خوش اقبال عالی نسب نیکذات
مع رتبہ تھی اونکی ہمت بلند
محبت مروت عنایت کرم
کہ تھے نثر مین وہ بھی شیرین مقال
ہوئی رغبت شعر گویا ہوے
تعلی سے واقف طبیعت ہوئی
کہ دیرینہ تھی مشق ایام چند
فقط لفظ مرزا لیا نام سے
پئے مدعا چارہ پرداز تھے
مجھے اک مصاحب سے ملوا دیا
مگر سب ندیمون تھا وہ امیر
سوا سب سے شہ کی عنایات تھی
اوسی کی تھی دولت سرا جای فیض
بہر حال کی مہربانی بہت
کہ ہو جائیگا حاصل اب مدعا
عجب اوسمین احوال تھا دل فزا

کہا خوب اسکو سمجھیے
مجھے مثنوی ایک کہہ دیجیے

وہ تحریر لے کر کہی مثنوی
کئی دن مین تیار کی مثنوی

دیا مجھکو اوسکا صلہ اس قدر
کہ وہ یاد دل کو رہا عمر بھر

غرض روز دربار ہونے لگا
فزون ربط ہر بار ہونے لگا

خوشی کو ترقی تھی مثل ہلال
سمند توقع ہوا چار سال

مگر سال پنجم ہوا جب شروع
کیا امر تقدیر نے یون وقوع

کہ رنگ زمانہ دگرگون ہوا
غم آگین دل پیر گردون ہوا

پے سلطنت ہوگیا انقلاب
میان کسوف آگیا آفتاب

دل مضطرب غم سے تھرا گیا
کہ یکبار سب پر زوال آگیا

اس آفت سے ایک ایک کو غم ہوا
کہون کیا وہ میرا جو عالم ہوا

یہہ وقت تھا رنج امید گاہ
کہ یون بٹ گئی حیف سرکار شاہ

غم شاہ کا آگیا جب خیال
یہ رویا کہ آنکھین ہوئین لال لال

سی روز صدمے سے فرصت نہ تھی
مجھے کون سی شب قیامت نہ تھی

غرض دو مہینے یہ عالم رہا
کہ سر زانوے یاس پر خم رہا

ہوا اکیلا ن جا کے صحرا نشین
کہا دل نے چپکے رہو اب یہین

نہین دور تک نام انسان کا
فقط ہمنشین خوف ہے جان کا

وہ شہر مین یہ میسر نہین
مکان وحشت سے بہتر نہین

سب ماہ مین بیٹھ کر کچھ کہو
سنا جاتا کہکر یہین سور ہو

ہے حمد خالق مین اشعار چند
کہ اے کارپرداز و کریہ پسند

کہ لطف و رحمت تری ذات ہے
جو بگڑی بنا دے تو کیا بات یون

ترے فضل سے کیا عجب اے الہ
کہ سلطان عالم ہو انکے یاد مان مردون

نہ کام مجکو جو منظور ہو
ابھی سلطنت نہ ... ہے ہرگز

یرا کر اے خالق انس و جان
کہ ہے یہ الہٰی

آمدن آفتاب
ادبار دنیای سلطنت
است کہ جہان پنجم
... سال ...

یہ کہتے ہی چشمے اوبلنے لگے
بہت پیش حق آہ و فریاد کی
شب غم مین رو یا کیے
لمبے انکھونکی ندی بہی
اسی حال مین سحر ہو گیا
اوٹھا تو بہت خرم اوٹھا
وہ افشا کرون راز یہ کیا مجال
کہا دل نے کیون اتنو آیا یقین
بس اب ذکر سلطان مین مشغول ہو
یہ سنتے ہی مینے اوٹھایا قلم
دم فکر احوال کہنے لگا
وظیفہ مجھے ذکر شاہی ہوا
نہ نکلا کسی کی ملاقات کو
کہی مثنوی یہ عجب حال مین
بہت شعلہ افروختہ دل کی داغ
بہت مین نے کھایا ہی خون جگر
کہا ہے پئے اہل دانش اسے
پسندیدۂ بادشہ ہو اگر
ہوا کام تائید اللہ سے
بہا اور نامون سے بہتر ہی نام
ل کو تاسف ہوا
ملب نہ تھا کچھ یہان
رسا نجا

کہ ہر پہلان تک اشک تھے کہ
حقیقت کہی جان ناپا نظر
یہم اشک سے داغ دہوتا
رہا حال تھا پہلے پہر تک
تو وقت نماز سحر ہو گیا
بہت دل کو لطف شب
کہون گا مگر خاتمہ مین وہ حال
تسلی تشفی ہوئی یا نہین
کہا احوال ایسا کہ مقبول ہو
ہوئی طبع موزون کو فکر رقم
یہم بحر ابیات بہنے لگا
سو خانہ صحرا سے راہی ہو
لکہا ان کو جو کچھ کہا رات کو
تردد مین سختی مین جنجال مین
شب فکر مین سے بجای چراغ
بہ مشکل ملا ہے یہ گنج گہر
بجز جوہری قدر جوہر کسے
تو جتنے ہین عیب اسمین سب ہون ہنر
ملا نام بہی نسبت شاہ سے
کہ تاریخی آئین اختر ہے نام
کہ نا موزون اکثر تصرف ہو
سماتے نہتے نام وہ بحر مین
کہ تھا اس طرح آئی تھا

…ہے یہ اللہ سے صبح و شام | کہ ہو یہ پسندیدۂ خاص و عام
وہ تحریر

تعریف شہر لکھنؤ

دیا مجھکو ساقی شراب مراد | دکھاوے رخ آفتاب مراد
…لا اس طرح کی مے خوشگوار | نہو جسکے نشے کو خوف خمار
…آئین نشے مین غلمان و حور | ملے دل کو لطف شراب طہور
خم فیض کا جام درکار ہے | مین گمنام ہون نام درکار ہے
بہت ملک ہین ہفت اقلیم مین | کہ ہین بادشاہون کی تقسیم مین
جداگانہ ہر ایک ہے مرز بوم | کوئی ملک ایران کوئی ملک روم
خراسان و ماچین و توران و شام | غرض خوب ہی ہر جگہہ ہر مقام
بہت خوب ہے گو کہ ہر سرزمین | مگر ہند سے کوئی بہتر نہین
ہر اک گوشۂ ہند ہے اسقدر | کہ ایران توران ہین جسقدر
خوشا ملک پنجاب و ملک دکن | زمینین یہ ہین رشک مصر و یمن
دلاویز ہے خطۂ کاشمیر | نہین ربع مسکون مین جسکا نظیر
عجب ملک بنگال ہے دلفریب | گیا جو وہان ہو گیا ناشکیب
غضب کی ہین بنگالنین خوش جمال | کہ لاکھون ہین وارفتہ و پایمال
ستم ہے کرشمہ ادا دلبری | کوئی سیکھ لے انسے جادوگری
…ہر و تازہ ہین رود تا لاب کشت | درختون مین ہین میوہائے بہشت
یہی حال ہے ہند مین ہر طرف | مگر ہے زمین اودہ کو شرف
…میوون مین ہے یہ زمین اسطرح | جواہر مین الماس ہے جسطرح
کوئی ملک زر ریز ایسا نہین | دیار دلاویز ایسا نہین
…صحت یہان کی بہت شاد ہی | زمین سبز پانی ہے امان رود
ہر اک دامن دشت گلشن ہی ہے | گل تر سے ہے بستہ ہر گرہ
…ہرا اسا خون سے صحت پسند | کہ ہو…

گلستان ہین سب واوے لکھنو | پرستان ہے آباد ...
عجب لکھنو دل نشین شہر ہے | کہ محسود آباد وے ...
یہ مشہور ہے چار سو لکھنو | کہ سب کہتے ہین ...
نیا ہے یہان دن نئی رات ہے | یہان کی انوکھی ہے ...
ہمیشہ یہان شادمانی رہی | بڑھاپے مین بھی نوجوانی رہی
امیران عالی ہمم ہین یہان | سب ارباب لطف و کرم ہین یہان
یہان کے سب انسان ہین وضعدار | شریف و نجیب و عبادت گزار
سخاوت مین حاتم سے افزون ہین سب | تعشق مین مانند مجنون ہین سب
سب ارباب دولت ہین سب اہل مال | یہان سرو آزاد بھی ہین نہال
برابر ہین ہمت مین بے اشتباہ | یہان کے گدا اور ملکون کے شاہ
عمارت ہے سنگین و پختہ تمام | سپہر برین تک ہین ایوان و بام
سطح ہر اک سمت ہے راستہ | دکاندار و بازار آراستہ
ہمہ وقت ہے چوک مین اژدحام | وہی آخر شب وہی وقت شام
دکانون مین ہین جلوہ گر جوہری | لب بام ہین زہرہ و مشتری
طلبگار ایک ایک قربان ہے | فرنگی محل یا پرستان ہے
فصاحت کلام و زبان مین نہین | کہ ایسی فصاحت جہان مین نہین
کہان یہ طلاقت کہان یہ زبان | نہ یہ روزمرہ نہ ایسے ...
کسی جا ہین غلمان کہین حور عین | یہان ہر گلی سے ...

حال تخت نشینی حضرت ابو المنصور ناصر الدین جم ... زبان سلطان عالم محمد واجد علی شاہ بادشاہ اودہ خلد ...

... ساقی شراب سخن | کہ ہو جاؤن مین کامیاب ...
... رجام کلام | ... نشۂ فکر مضمون ...
... ہے | زمانے مین ہو نام ...

کہا خوب ... کہ پہونچے تہ عرش وہم رسا
وہ مضمر ہے تہ ہو جاؤ میں تیز گام ... رہِ منزلِ مدعا ہو تمام
دیا ... سے ساقیٔ مہربان ... تو ہو جائے سے آب تیغ زبان
عطا مجھکو ملک سخن کر مجھے ... کہیں آفرین سب سخنور مجھے
تو لا اس مشکل میں درکار ہے ... تجھے سہل ہے مجھکو دشوار ہے
نہیں فرق اس واقعے میں ذرا ... یہ لکھتا ہون دیکھا ہوا ماجرا
کہ جب سے ہوا لکھنؤ تخت گاہ ... کئی عہد گذرے کئی بادشاہ
اولی العزم تھے بادشاہ و وزیر ... جہان دار گیتی ستان قلعہ گیر
رعیت نوازی تھی ہر بات میں ... جواہر لٹاتے تھے خیرات میں
زر و دُر لٹاتے رہے اہلکار ... برستے رہے گوہر آبدار
وہ لکھنؤ لٹ رہا جو زمانہ رہا ... ہمیشہ یہی کارخانہ رہا
زمانے میں امجد علی شاہ کے ... بہت خوش رہے بندے اللہ کے
نیک سیرت و پارسا تھا وہ شاہ ... وہ تھا عادل و عابد و دین پناہ
وہ تھا روزہ دار صوم و صلوٰۃ ... اوسی نے دیا مال خمس و زکوٰۃ
کیا ملک کا اس طرح انتظام ... کہ خورسند و راضی رہے خاص و عام
ولیعہد واجد علی شاہ تھے ... کہ بیٹوں میں فرزند دلخواہ تھے
وہ تھے صاحب صولت و فر و جاہ ... سزاوار تخت و نگین و کلاہ
جوانی پر ابھی سبزہ آغاز تھا ... شوقی پر طوطی راز تھا
... ہی حسن اتنی ہی شباب ... ابھی سے بہت دور وقت خضاب
وہ صورت کہ نور خدا سے نمود ... فرشتہ جو دیکھے تو سمجھے درود
کلاہ گیر میں ہو سی سر تا بدوش ... سراسر وہ ہیں دام مرغان ہوش
... سے سیہ وہ جبین دلفروز ... گریبان شب میں ہے تابان روز
... گیسو وہیں سراسر گرہ ... مگر نافۂ مشک ہے ہر گرہ
...وات

مزین یہ ہے بال پر مانگ پر
ہوئی فکر سے راہ ظلمات طے ق
چمکتی ہے پیشانی پر ضیا
یہ داغ اس جبین صفا مین ہی
جبین اور ابرو سے ہے اشمال ق
بھوین کام کرتی ہین تلوار کا
بھوون کو یہ تو کہو نہین تو کب
ثنا و صفت ابرو مجھے سے کہنے دو
فسون گر ہین آنکھین عدیم المثال
لئے جام خوبی سے مخمور ہین
بھوین اور آنکھین دلارام ہین
قیامت کی ہی پھانس ہر اک پلک
در آئی ہے سینو نہین پلکون کی صف
منور ہین رخسارۂ نازنین
خط سرخی غنچۂ گل ہین لب
انارون کی دانو سے بہتر ہین دانت ق
رہا اس قدر ورد حمد خدا
کشیدہ ہے بینی جھکین ہین بھوین
یہ بینی ہے چہرے کے یون درمیان
کبھی خال رخ داغ دل بن گئی ق
ہر اک گوش ہی صورت نصف بدر
بیان کس زبان سے ہو تعریف گوش
صفائے خزن کی نہین انمین راہ

کہ ہے قفل ترتیب مین کلید
[illegible] سر مانگ سے صفحۂ [illegible]
یہ داغ سجدہ سے جادہ
کہ بیضا کف دست موسے مین
[illegible] یک شقہ مین دو ہلال
ہو روز بجتا ہے دو چار
پرانی ہے یہ بات کیا
لب شیشہ سے انکے تکرید
کہ یک دہ چشنے مین چشم [illegible]
یہ [illegible] سرو آزاد اچشمۂ نور
[illegible]ن کے گدا اور
دل عاشقان تک ہین الوان بام
نگین جگر مین ہین موتی نجف
[illegible] چار دہ ہین کہ مہر [illegible]
[illegible] یہ نام ہین [illegible]
[illegible] اب ہین
ستارے ہین نایاب گوہر ہین دانت
کہ خالق نے سنہ موتیو سے بھر
نظر آتی ہے شمع محراب مین
[illegible] ہے جس طرح سوزن عیان
کبھی چشم عاشق مین ان آنکھو گئی
حضور انکے کیا ماہ کامل کی قدر
دم فکر سنتے ہین بانگ سروش
بجز نالۂ بیکس و داد خواہ

...نکسار رہا ہے ہیں لعل لب اشعار — ہرا دے لیا جو ہے یا سحر تر
...نفس آب دہن ہو گیا — نکلتے ہی شیریں سخن ہو گیا
...سپید دندان سے گوہر ہے ملا — بیاض گلو ہے کہ فانوس نور
...سبز کا لپٹ لب پر ہے جوش — دہن تنگ ہے غنچہ سبز پوش
...ن سخن کے اندر ہے جلوہ نما — ق کہ فانوس میں شعلہ ہے شمع کا
...منقش میں ہے بھر یاد خدا — کہ لغزش میں ہے مرغ قبلہ نما
...بازو ہیں سانچے میں ڈہالی ہوے — ہیں آغوش خوبی کے پالے ہوے
...شانی ہیں گو ہے گر بیا حسن — یہ بازو ہیں شاہیں سیران حسن
...ہیں آستیں سے ہر بات ن — کہ یہ قالب آرزو میں ہے جان
...ہی ہاتھ سے ہے ا ہاسکا ن — ہتھیلی ہے گرداب دریا ہے فیض
...وہ للہم رہا جو زمانہ زن — یہ کلیاں ہیں شبو کی یا انگلیاں
...نے ہیں لحن ہی الماس کے — انگوٹھی کے نگ سے دسوں ملگئے
...پنجہ کلائی سے ہر کسے — کہ ہم پنجہ ہے پنجۂ مہر سے
...[illegible] — ہر اک علم و فن کا یہ گنجینہ ہے
...سینہ ہے جو رنگ لا جواب — کہلی ہے یہ گویا مجلد کتاب
...کافی شکم بدر سے ہے سوا — ستارہ ہے یا ناف ہے خوشنما
...لم ہے جو مانند آئینہ صاف — تو ہے پر تو داغ سجدہ یہ ناف
...ہیں ہمسر تار سنبل ہے حاضری — کہ ہے یہ رگ چشم بلبل کم
...لفت محبت سے نہ کچ لیا ہو سکے — کہ تکیے یہ ہیں پہلوے حسن کے
...میوں سے جہاں نقش پا — تو نور ثریا نظر آ گیا
...طاقت جو ہے قد آزاد میں — وہ خوبی نہیں سرو شمشاد میں
...اروں پر سر دہن دیوانہ وار — محل بیگمیں سب ہیں دل سے نثار
...ہی عاشق ماہ رخسار ہے — کوئی چشم جادو سے بیمار ہے

اسی طرح جب بھی تھی دل پائمال
دل ہر پریزاد دیوانہ تھا
ہر اک شمع روشن پروانہ تھی
نہ تھا کچھ تردد نہ تھا کوئی غم
مگر ہوتے تھے جشن شام و سحر
جب امجد علی شاہ جنت مکان
ولیعہد کو بادشاہی ہوئی
مزین ہوا فرق پر تاج زر
لباده وه اوس روز تھا زیب دوش
کمر مین تھی شمشیر رشک ہلال
نہ تھا شاہ پر سایہ چتر زر
وه تھا چتر یا تھا سپہر برین
جھکا آسمان بھر تسلیم شاه
مہ نو نے تیغ ظفر نذر دی
ضیا تاج اقبال دینے لگا
برادر یگانے عزیز اقربا
منور ہوئی لال بارادری
غزل مطرب چرخ گانے لگا
صدائے مغنی خدا ساز تھی
سلامی کی توپون سی چھایا دھوان
سرافرازِ کان دولت ہوئے
ہوئے مدح خوان شاعر خوش بیان
ہوئین ہر کہار روز تاریخ آج

ولیعہد سے قفل شب مین کلید
محل سے فی الحقیقت پری خانہ تھا
مگر طبع عالی کو پروانہ تھی
گہر بار تھا ابر دست کرم
کہ تھا سایۂ چتر مہر منیر
روانہ ہوے سوی باغ خیال
عیان شان ظل الہی ہوئی
ہوئے رونق افروز تخت
جسے لنڈنی کہتے تھے اہل ہوش
سر تخت پہلو مین رکھی تھی ڈھال
ہمائے سعادت نے کھولے تھے
کہ تھا وه گل شاخ گلزار منیر
دیئے نذر مین درہم مہر و
مہ چار دہ نے سپر نذر دی
علم فتح کی فال دینے
سب آئے لئے نذر مجرا کیا
لگے ناچنے زہرہ و مشتری
دف مہر گردون بجانے لگا
مبارک سلامت کی آواز تھی
بنا زیر چرخ آسمان آٹھوان
وزیرون امیرون کو خلعت
مورخ نے بھی یہ کہا ناگہان
مبارک مبارک ہو شاہا یہ تاج

شکر بار ہین لعل لب

ادا ماز زمانہ روانہ ہوا — ست دن نیا کارخانہ ہوا
دل ایک ایک کا شادمان ہو گیا — جو تھا پیر وہ نوجوان ہو گیا
گلستان عالم مین آئی بہار — شجر خشک سب ہو گئے سایہ دار
جہان تک تھے چشمے ابلنے لگے — جو خشک ہین سوت چلنے لگے
بدلنے لگا رنگ حال چمن — لگے سبز ہونے نہال چمن
چہکنی لگین بلبلین ہر طرف — وہ نوکر ہوئے جو کہ تھے برطرف
زغن زاغ بھی خوشنوا ہو گئی — دل بستہ غنچہ وا ہو گئے
ندیمون[۱] کی پہلے ترقی ہوئی — بڑھی آبرو قدر اونکی ہوئی
خطابون کے ہمراہ خلعت ہوئے — مراتب جواہر عنایت ہوئے
یہان تک ندیمونکو شہ نے دیا — کہ ایک ایک دامن کو خرمن کیا
کیا ایکدن قصد درگاہ[۲] کا — نمایان ہوا کر و فر شاہ کا
جلوس اور فوج اور سب اہلکار — پس و پیش کچھ کچھ یمین و یسار
در دولت شہ سے درگاہ تک — بھری تھی تماشائیون سے سڑک
ہزارون تھے انسان بالائے بام — مگر چوک مین تھا بڑا اژدحام
پیادون سوارون سے رستا نہ تھا — کہان کسطرف ہین برستا نہ تھا
تصدق دیا شاہ نے اس قدر — کہ دب دب گئے آدمی زیر زر
جواہر لٹاتے گئے راہ مین — مشرف ہوئے جاکے درگاہ مین
پس نذر جب کھا چکے حاضری — سو تختگہہ پھر سواری پھری
غرض جب شہ رشک خاقان چین — ہوئے صاحب تخت و تاج و نگین
ترقی ہوئی دین اسلام کی — کھدی بیخ و بنیاد اصنام[۳] کی
مسلمان شوالونمین رہنے لگے — برہمن بھی تکبیر کہنے لگے
پڑا اس طرح کفر تفضیح مین — جنیے تار زنار تسبیح مین

رہے تشنہ جام مئے بادہ نوش — لے گئے شہر سے مے فروش

---

۱ یعنی رفیق الدولہ، نجیب الدولہ، وحید الدولہ، ذوالفقار الدولہ، انیس الدولہ، مصاحب الدولہ
۲ یعنی نقل روضۂ جناب عباس علمدار
۳ از اجلاس سلطان عالم بعد دو ماہ یا ہفت فتاوای زنار و دیبناز ثبت بیع بزوران بازار رسیدہ بود ۱۳

کہین پیر میخانہ کا گھر نہ تھا — دوا کو بھی قفل سبب مین کلید
چھپا کر کسینے جو ساغر بھرا — تو شیشے نے دی محتسب کو
کیا تھوڑے عرصے مین وہ انتظام — کہ خوش ہو گئے اہل عالم تمام
کئی تھے تکلف سے گشتند و تجر — سواری کے ہمراہ وہ رہتی تھی
گذرتی تھی جو عرضی داد خواہ — اودھین مین وہ رہتی تھی شام
فراغت جو پاتے تھے شاہ زمان — سے دستخط کرتے تھے عرضیان

بیان حال معزولی نواب امداد حسین خان و خلعت وزارت یافتن نواب علی نقی

وزیر پدر شاہ کا تھا وزیر[1] — بہت اوس سے خوش تھے امیر و فقیر
مدبر جو تھا وہ مدار المہام — کیا عہد مین اپنے خوب انتظام
ہوا ایکدن یہ عجب اتفاق — کہ باہم ہوئے چند اہل نفاق
بدستور گھر سے چلا جب وزیر — چھپے تھے کہین راہ مین وہ شریر
کیا زخمی تیغ اوسی راہ مین — سنبھالے نے دیا خدمت شاہ مین
کئی آدمی اور زخمی ہوئے — جو اوسکے قدیمی نمکخوار تھے
اوسی وقت مخبر نے پرچہ دیا — ندیمون نے آگاہ شہ کو کیا
ہوا حکم کچھ لوگ جائین ابھی — گرفتار اونکو کر کے لائین سبھی
پیادے سوار اور چند اہلکار — گئے پھر امداد سب ایکبار
کہا اونسے کیا تمکو درکار ہے — یہ کیا ناپسندیدہ کردار ہے
وہ بولے کہ ہم طالب مال ہین — یہ نواب ہین صاحب اقبال ہین
نہ چھوڑینگے جب تک نہ پائینگے زر — پئے مرگ باندھی ہے ہمنے کمر
چھڑائین جو نواب کو بادشاہ — تو دین ہمکو صاحبکلان کی پناہ
کیا شہ کے ایما سے صاحبکلان نے — ہوئی سطے جو تکرار تھی درمیان
دیا شاہ نے حسب عرض انکو زر — وہ دستور زخمی گیا اپنے گھر
لایا ساتھ انکو پہلے تو مال — مگر زندگی ہو گئی پھر وبال

[1] امین الدولہ نواب امداد حسین خان بہادر وزیر اعظم بود بعہد سلطان عالم بر چند ماہ وزارت کرد (۱۲)

شکر پاسے مین لعل ہو گئے — وہ ہستی مین اپنے فنا ہو گئے
وہان تو ہوا صدمۂ زخم دست — کرے کون اب ملک کا بند و بست
وہ زخمی ستھے انگور کی فکر مین — مگر شہ ستھے دستور کی فکر مین
سزاوار جو ستھے اس کام کے — وہ ستھے منتظر صبح کر شام کے
دل میر مہدی کو امید تھی — محمد ابراہیم کو تھی خوشی
مگر ایک تہا صاحب احترام — زمین بوس شہ را تدن صبح شام
وہ عالی نسب اور عالی گہر — نیاگان نامی سے تھا نامور
ان اسمون سے ہے نام اوسکا عیان — علی سے نقی سے مع لفظ خان
مشہور تھا نام فرخندہ فال — علی کو نقی خان سے تہا اتصال
…رشتہ تہا نسبتی شاہ سے — شرف تھا ہر اک صاحب جاہ سے
…ص اوسکو خلعت دیا شاہ نے — وزیر الممالک کیا شاہ نے
…سے جانکر شاہ نے خیر خواہ — دیا اختیار سفید و سیاہ
…یت کی جاگیر و املاک دے — کیا شاہ نے خاک سے پاک اوسے
…او دستخط کا اوسے اختیار — رہا حسب سر رشتہ مصروف کار
…ست ذو فنون تھا جو وہ نیکنام — کیا کام ملک و سپہ کا تمام

…ن آمد امیر کبیر نواب گورنر جنرل ہارڈنگ بہادر وزیر شہنشاہ
…دن در فن جہانبانی از بارگاہ سلطانی بنا بر استقبالش
روانہ شدن خیام شاہی جانب کانپور برای ملاقات گورنر

…ساغر ای ساقی مہر بان — کہ دکھلاؤن لطف بیان و زبان
…میکدہ سے نئی بات ہو — …نے محتسب سے ملاقات ہو
…کے لئے مین بڑھاؤن قدم — دکھاؤن زمانی کو جاہ و حشم
…ن سے پرست اور ساتہ سے چلے — لیس پیش خانہ لشکر سے چلے
…نی وزارت ہوئی جب … — اور اسکی بھی گذرے مہینے کئی

گورنر کی آمد سنی یک بیک
رزیڈنس نے دی خبر شاہ کو
مناسب ہے جانا برسم قدیم
ہمیشہ سے جاری ہے یہ رسم وراہ
بڑھیگا ملاقات سے اتحاد
یہ صاحبکلان کا جو ایما ہوا
ہوا شاہ کا حکم نواب کو
کہو اور سب سے کہ طیار ہون
وزیر الممالک نے تعجیل کی
بہ تاکید سب کو جو فرمان ہوا
ہزارون طلائی سنے ظرف طعام
کئی تحفہ حقے جواہر نگار
مع ہودج زر تھی ہاتھی کئی
بہت باد پا تھے مع زین زر
شکاری سگ و نکلی بہی تھین جوڑیان
بہت عمدہ پشمینہ کی مار کی
روانہ ہوے تحفۂ دل پسند
ہوا حکم ثانی نویسندہ کو
کہ درپیش ہے بادشہ کو سفر
جہان تک ہی جسکے علاقے کی
کسی شے کی لشکر مین قلت
ہوے شقے طیار جب پانچ
غرض پیش خیمہ نکلا لگیا

دار کی قسم سے از
بہ راست ۱۱
سنہ مرزا ولی محمد خان
ملکی ارزو ارمان درگاہ
۱۲۹۶

کہ آیا ہے وقفۂ شب مین کلبید سحر
کہ لازم ہے عزم سفقہب گور
نہین اسمین اندیشہ و خوف تما
گئے تھے بہانے کئی بادشا
کہ ہے دوستی قفل ۔۔
شۂ تاجور کو پذیرا ہوا
ابھی چاہیے پانی روانہ کرے
سفر ہم کرینگے خبردار ہون
ہر اک حکم شاہی کی تعمیل کی
او سیدن ادسی زود سامان ہوا
بلورین تھے سب چاہی پانی کی جام
کئی خوان سامان تھے چند آبدار
ہوادار بوچے سنہری کہار
کئی دست تھین بہریان تیز پر
کئی بگھیون کے لیے گھوڑیان
غرض لاکے ہر چیز طیار کی
گیا ساتھ ایک ایلچی ہوشمند
کہ شقون مین یہ ناظمون کو لکھو
پہونچتی ہے پہلے سے تمکو خبر
وہان تک فراہم کرے وہ رسد
دکاہ و دانہ شکایت نہو
روانہ ہوے لیکے ناقہ سوار
پرانا مناسب سنبھالا

لشکر بارہ مین [illegible] تھی کئی روز تک
ہوئی کوہ شمشال کو سون سرک

وہان تو تھے ہر کارخانے کی اوٹ
کئی سولہ سے تھے خزانے کے اونٹ

وہ سب اسباب حسب ضرور
روانہ ہوا جانب کانپور

سراچے جو استادہ ہونے لگے
سفر پر دل آمادہ ہونے لگے

کہین راوٹی تھی کہین مال کی
سر راہ پالین تھین بازار کی

عجب لطف بازار تھا راہ مین
کہ دنیا کی موجود تھین نعمتین

زمین ہو گئی صورت آسمان
سڑک بن گئی غیرت کہکشان

غرض شہدرے سے لب گنگ تک
کٹوری کی بازار مین تھی کہنک

نہ تھا خیمے سے کوئی خالی مقام
یہان سے وہان تک بپا تھے خیام

شہنشہ سوار و پیادہ گئے
سوا لاکھ سے بھی زیادہ گئے

لب گنگ تھا خیمون کا یہ حساب
کہ اوتنے نہ تھے خیمہ ہائے حباب

کھڑی تھی بڑی دور تک بارگاہ
پہونچتی نہ تھی جسکی حد تک نگاہ

کئی خیمے استادہ تھے درمیان
کہ جنکی بلندی تھی تا آسمان

وہ خیمے تھے رفعت مین چرخ برین
سپہر برین سے تھے اونچے کہین

وہ پشمینے کے خیمے تھے زرنگار
طنابون مین تھی بادلے کی بہار

کئی ٹیٹ تھے اون خیمون کے درمیان
وہ تھے آسمان کے تلے آسمان

کھڑی تھی وہ مخمل کی بارادری
کہ چھت جسکی تھی موتیون سے بھری

کنول جھاڑ تھے قیمتی اس قدر
کہ تھے جنمین آویزہ ہائے گہر

بیان کس سے ہو شان اسباب کی
کہ تھین ہانڈیان وہ نایاب کی

نہ تھے کوچ و منزل سے خالی خیام
نہ خیمے تھے سب جہان تھے مقام

لب آب تھا باغ تازہ بہار
پھلے سب تھے نارنج و سیب و انار

تر و تازہ وہ تختۂ بوستان
کہین سے اوٹھالاؤ تھے باغبان

یہ سب پھول تھے درمیان چمن
سمن یاسمن نارون نسترن

کہین تھا ہزارا کہین تھا گلاب | ہر اک سہول تھا غیرت آفتاب
عزیزون کے خیمے جب دولت سے | بعید و قرین حسب درخواست تھے
ہزارون تھے آتے کندلے ہزارون خیام | کہ تھے جنمین شاگرد پیشہ تمام
و دیشاہ پر خاص بازار تھا | وہ سب تھا مہیا جو درکار تھا
کہین گرم خباز کا تھا تنور | کوئی پاس ڈیوڑہی کے تھا کوئی دور
وہ طباخ تھے کام مین لاجواب | سحر گہ پکاتے تھے تماشے کباب
بھٹیارن کی دکان تہی ہر جگہ | زر و سیم کی کان تہی ہر جگہ
وہ سب تھین جو زیور سے آراستہ | تماشائیون سے نہ تھا رستہ
یہ ہر شے تھی جلوہ دو پیرہن | بنت گوکھرو گوٹ لچکا کرن
مہاجن ہزارون تھے صراف تہی | زر سرخ کے ڈھیر تا ناف تھے
جدا گانہ ہر گنج کا تھا نشان | بھری تہی ہر اک جنس سے ہر دکان
فراوان تھی ہر شے نہ تہی کچھ کمی | سفر مین تھے گھر کی طرح آدمی
گئے تھے تماشے کو سب اہل شہر | وہ میدان تھا حاصل باغ دہر
طوایف جو لشکر کے ہمراہ تھے | وہ خورشید وش غیرت ماہ تھے
پس و پیش خیمہ تھے عاشق تمام | بنا تھا فرنگی محل وہ مقام
نہ تھا کثرت فوج سے کچھ شمار | ہزارون تھے پیدل ہزارون سوار
پس و پیش تھے توپخانے کئی | کئی تو نئے تھے پرانے کئی
عجب ناک توپون نے دکھلائی تھی | پہاڑون سے اژدر اوتر آئی تھی
ہزارون وہ توپین تھین پیروز جنگ | کہ نکلے تھے دریا سے باہر نہنگ

رسیدن ایلچی بفرخ آباد و شرفیابی بحضور وزیر

ادہر لو کہہ تھا عالم خیمہ گاہ | ادہر ایلچی نے بھی کی قطع راہ
کیا منزل چند تعداد مین | وہ پہونچا غرض فرخ آباد مین
بپا ہو گئے آپ جو ہر خیام | کیا ایکدن ماندگی سے مقام

[illegible] بار میں [illegible]

[illegible]ے رونق تجمل کی — گرانمایہ پوشاک تبدیل کی
ہوئے گھوڑے ہاتھی سب آراستہ — گورنر کی جانب لیا راستہ
اور خیمہ ذی حشم پہ گیا — برسم رسول و پیمبر گیا
بڑی شان خیمہ کی تھی حرمت بڑی — فلک سے بھی تھی اوسکی شوکت بڑی
سراپردہ پر تھا سنہری علم — بہت ذی شرف تھے بہت ذی حشم
عجب شان دربار آیا نظر — ستم بر سر دار آیا نظر
تعدی تھی زندان تعزیر میں — جفا کا بھی تھا پاؤن زنجیر مین
شرف تھا پئے مصر دانشوری — قمر تھے نجوم جہان پروری
تہ تیغ گردن تھی بیداد کی — رسائی تھی تا گوش فریاد کی
خرد حکمران تھی جہان گیر تھی — مگر ناظم ملک تدبیر تھی
شجاعت کو سالاری فوج تھی — ظفر کو علمداری فوج تھی
وہ دربار تھا مرجع اہل ہند — سب اہل ہند و سب اہل سند
فلک چومتا تھا زمین نیاز — مہ و مہر بھی تھے جبین نیاز
نہ تھا وہ گورنر بھی ہر چند شاہ — مگر شاہون سے تھا سوا فروجاہ
وہ تھا رکن درگاہ ملک فرنگ — وزیر شہنشاہ ملک فرنگ
میان بزرگان مکرم وہ تھا — وزیرون مین دستور اعظم وہ تھا
وہ نواب ذیشان امیر کبیر — فلاطون منش تھا ارسطو نظیر
غرض حسب دستور بعد خبر — ہوا بہرہ اندوز پیغامبر
بجا لا کے آداب و رسم سلام — گزارش کو کھولی زبان پیام
کہ شاہ اودہ آسمان بارگاہ — خدیو جہاندار عالم پناہ
خداوند عالم کے مشتاق ہین — یہ ایام دوری بہت شاق ہین
دلون کو ہے دونون طرف انشراح — بہت شہ نے پوچھا ہے حال مزاج
کہا اوسنے شہ کی عنایات ہے — بہت ہمکو شوق ملاقات ہے

ہم آئے ہیں پھر ملاقات شاہ | ہو مژدہ ظفر شب میں کلید سحر
اسی طرح کی چند باتیں رہیں | جو کہنی تھیں وہ ایلچی نے کہیں
دیا خوب ہر یک سخن کا جواب | کہ تھا خوش بیانی میں وہ لاجواب
ہدایا بھی گذرے نظر سے تمام | کیا رخصتی ایلچی نے سلام
گورنر نے فرمان دیا کوچ کا | غرض پیش خیمہ روانہ ہوا
کئی روز میں خیمہ پہونچا وہاں | کہ تھا لشکر شاہ والا جہاں
لب یک بیک وادی کا پنور بر | ہوئے خیمے تالاب سے تھوڑی دور
گورنر چلا فرخ آباد سے | سواری چلی تیز تر باد سے
بہت ساتھ گورے تھے کالے بہت | پیادے بہت تھے رسالے بہت
وہ گورے تھی پوشش مگر تھی سیاہ | سفیدی نے پہنی تھی وردی سیاہ
سیاہ اور توپوں کی کیا انتہا | ہر اک چیز جنگی تھی لا انتہا
بڑا توپخانہ میں تھا انتظام | سبک توپ تھے باد پا تیز گام
چمک تھی وہ بالائی رخت سیاہ | کہ تابندہ تھا نجم بخت سپاہ
یہ تھی کثرت فوج فیروز جنگ | کہ تھا بحر مخیم بیابان تنگ
فرنگی بہت صاحب جاہ تھے | بہت فیل لشکر کے ہمراہ تھے
چلی توپ آگاہ لشکر ہوا | کہ خیمے میں داخل گورنر ہوا

سوار شدن بادشاہ از تختگاہ جانب کانپور برای ملاقات گورنر

ادھر لو وہ آیا ادھر | سب چلے لکھنؤ سے سوئے خیمہ گا
در دولت شہ سے دو کوس تک | دو رویہ تھی سب جمن تھی سڑک
بہت اونٹ زنبور خانے کے تھے | تزک اور سامان زمانی کے تھے
کھڑے تھے بہت انگریزی سوار | سواران ہندی بھی تھے بیشمار
جلوخانے میں فیل طیار تھے | قرین در شہ ہوادار تھے
کشادہ جو تھا صحن دولت سرا | لگی تھیں کئی بگھیاں جابجا

ابت انمول تہین بکہیان گہوڑیان
محل سے برآمد ہوئے بادشاہ
ہوادار زرین ہوا جلوہ گر
خواص اور خادم بہی تہی بیشمار
عجب اوسگھڑی عالم نور تھا
بگل ہر رسالے مین بجنے لگا
سلامی سے سبکو یہ پہونچی خبر
بجا کوس نصرت سواری چلی
سب ارکان دولت بہی ہمراہ تہی
سوار مین اسوار تہے بیشمار
غرض طے ہوئی ایک لحظہ مین راہ
رہے باغ مین دو شبین ایکدن
کئی دن سے تھا ابر چھایا ہوا
نظر آتی کیا دیدہ آسمان
سواری کی تھی دہوم زیر فلک
فلک پر تو نقارہ تھا رعد کا
نہ تہے قطرۂ آب ہر ایک پر
اسی طرح جب طی کئے سات کوس
سر راہ تھا خیمہ توپین بہی تہین
عجب حال آبادئ راہ تھا
جب اونام سے بہی بڑھی سورہی دور
بزرگان لشکر کو تھا انتظار
خبر آمد شہ کی پانے لگے

جتنی تہین برابر کی جوڑیان
مشرف ہوئے حاضر بارگاہ
مصاحب بہت تہے ادہر اور ادہر
ہوادار کے آگے تہے چوبدار
جلو خانہ جلوی سے معمور تھا
چلی توپ بادل گرجنے لگا
سواری مین حضرت ہوئے جلوہ گر
ہوا شور باد بہاری چلی
ستارے وہ تہے مثل مہ شاہ تہی
سوارون کے آگے تہے ناقہ سوار
گئے شہر سے باغ مین بادشاہ
چلے صبح کو دیکھکر نیک دن
غضب کی تہی سردی غضب کی ہوا
کہ پڑتی تہین دو روز سے بوندیان
چھپتے تہے دو دن سے بادل گھٹا
زمین پر مگر کوس کی تہی صدا
سوار اور پیدل تہے سب بے گہر
نولگنج مین پہونچی آواز کوس
وہان بہی سلامی سے دہلی زمین
جہان توپ تہی خیمہ شاہ تھا
تو پیش نظر ہو گیا کانپور
منگاتے تہے شہ کی خبر بار بار
کمیدان پلٹن جتانے لگے

برے باندھ پرچم سلے سب سوار | جو غافل ہو وہ ہوئے ہوشیار
نہ ہی شادی آمد شہر یار | کہ ہر توپ تھی دیدۂ انتظار
سنی سب نے ناگاہ آواز کوس | امیر آگئے بڑھ کر ہوئی خاکبوس
چمکنے لگے بادلے کے نشان | سنہرے روپہلے وہ زرنشان
یکایک سوارون کی آمد ہوئی | صدائے سم اسپ تجدید ہوئی
ہوا جلوۂ بادشہ جب عیان | جھکے بہر تسلیم پیر و جوان
دعا سبکے منہ سے نکلنے لگی | پھنکی ناسے زر توپ جلنے لگی
صداؤن سے توپون کی بر اشتباہ | اوٹھا تھا دہوان بہر تعظیم شاہ
گئے خیمہ مین جب شہ دادگر | گرجنے لگا اور بھی ابر تر
جہان جسم جو پانی برسنے لگا | تو دلدل ہوئی پاؤن پھنسنے لگا
وہ پیکان سی ہی کچھ سوا بوند تھی | کٹاری تھی بوندی کی یا بوند تھی
ہوائی تب لرزہ تھی وہ ہوا | ہر ایک آدمی تھرتھرانے لگا
رہین اسپ تازی تو ڑانے لگے | بہت گاو اشتر ٹھٹکنے لگے
دکھاتی تھی سردی اثر برف کا | کہ جو کوئی بیٹھا جہان جم گیا
طلبگار آتش تھی برنا و پیر | لب گنگ تھا خطۂ کاشمیر
ہوا تند تھی اور اندھیری تھی رات | بمشکل بچے تھے چراغ حیات
یہان تک تو پالو مین تھا فرط آب | کہ خیمون مین تھی خیمہ ہائے حباب
سمجھ مین نہ آتے تھے اکثر لغات | نکلتی نہ تھی منہ سے سردی کی بات
یہ سردی سے تھا عالم خوف و بیم | کہ گرمی چھپی تھی میان گلیم
رہا ابر تیرہ علی الاتصال | کھلا تیسرے روز وقت زوال
ہویدا جو مہر منور ہوا | شگفتہ دل اہل لشکر ہوا

رفتن مرزا اسکندر حشمت برادر کوچک بادشاہ نواب علی نقی را بعد روز

ہوا حکم سلطان یہ نواب کو | ملاقات کا دن معین کرو

اذیت سفر میں اوٹھائی بہت — ہر انسان نے تکلیف پائی بہت
برابر جو بارش رہی تین دن — گران سب کو گذرے یہی تین دن
ملاقات سے کاش فرصت ملے — یہان سے روانہ ہون راحت ملے
گورنر بہادر کے پاس آج جاؤ — جہان تک مدارج ہین سب طے کراؤ
روانہ ہون مرزا سکندر حشم — مع چند ارکان و فوج و علم
وزیر اور شہزادۂ ذی وقار — اوسی دم ہوئے ہاتھیون پر سوار
روانہ ہوئے دونون عالیجناب — رسالے سوارون کی تھی ہمرکاب
مع شاہزادہ گیا جب وزیر — میان خیام امیر کبیر
بہت پیش آیا وہ اعزاز سے — وزیر اور مرزا سے ممتاز سے
بہت دیر تک ذکر سلطان رہا — کچھ اوسنے کہا کچھ اونھون نے کہا
غرض بات کا جب ہوا اختتام — اوٹھے بعد رخصت وہ عالی مقام
روانہ وہان سے وہ ذیشان ہوگئے — زمین بوس درگاہ سلطان ہوئے
کہا اے جہاندار فیروز بخت — ہمیشہ سلامت رہے تاج و تخت
گورنر کو ہے شاہ کا اشتیاق — بڑی آرزو ہے بڑا اشتیاق
وہی ہو گی تعظیم عالم پناہ — ہوئی تھی جو پھر نیاگان شاہ
ہر اک بات کا فیصلہ ہو گیا — کہ اقرار کل صبح کا ہو گیا
یہان اہتمام آج کی رات ہو — وہان صبح چلئے ملاقات ہو
یہ سنکر کہا شاہ نے حکم دو — سویرے سے کل فوج طیار ہو
مستغرق بزر ہون ملازم تمام — زر اندود ہون جامۂ خاص و عام
وزیر الممالک نے تسلیم کی — یہی دولت حکم تقسیم کی
کہ کل صبح کو شاہ ہونگے سوار — کہا افسرون سے کہ ہون ہوشیار
خبردار ہون سب سواری کے لوگ — اوٹھین شب ہی با دبہاری کے لوگ
غرض چوبدارون نے پہونچائی حکم — بزرگان لشکر کی پاس آئی حکم

اسی گفتگو مین ہوا دن تمام | ہویدا ہوا نور ہر وقت شام
رہے شب کو آمادہ خدمت گزار | ہر اک شے سے جہاڑا کئے وہ غبار
سب اسباب شوکت سنوارا کئے | غلافون کو فراش اوتارا کئے
وہ سامان تا نصف شب ہو گیا | کوئی سو کے جاگا کوئی سو گیا
اوٹھے دو گھڑی شب سے جاکر تمام | ملے سب نے گھوڑے چڑہا کر لگام
گجر بجتے کسے زین زر | کسے زین زر اپنی باندہی کمر
کہین پیلبان بیل کسنے لگے | بہ سرعت بہ تعجیل کسنے لگے
ہوئین فوج مین بھی کمر بندیان | جوانون نے پہنین نئی وردیان
سپیدا سحر کا جو پیدا ہوا | تو سامان لشکر ہویدا ہوا
جمی تہین جو سید ان مین پلٹنین | چکا چوند تہی چشم خورشید مین
چمکتے تہے رخت تن خاص و عام | وہ زر لفت کی وردیان تہین تمام
سوار انگریزی تہے نو دس ہزار | سراپا لباس اونکے تہے زر نگار
لٹکتی تہی تلوار زیر کمر | کہ تہا فاشیہ تہامی دست ظفر
چمک تیغ عریان مین تہی برق وار | اور ایک ایک بیرق لئی تہی سوار
برابر تہے پہلو سے پہلوی اسپ | دم اسپ مین تہا نہان وری اسپ
ہزارون ذرہ پوش بہی تہے سوار | کہ دیوار روئین وہ تہی آشکار
حلم دوش تک تہی لٹکتی ہوئی | سپر آہنی تہی چمکتی ہوئی
سرون پر مصقّل تہے مغفر عیان | پی اسپ تازی تہی برگستوان
سر دوش تہے نیزۂ نہ گرہ | وہ نیزے کہ جو توڑتے تہے ذرہ
کمان سے بہا تیغ تہی بے نظیر | تنیجے تہے انمول بیشل تیر

سوار شدن بادشاہ از خیمہ گاہ خود بسوی خیام گورنر

امیرون کی اوسدن عجب شان تہی | کہ خود خوشنمائی بہی قربان تہی
سراپا وہ پہنے تہے ملبوس زر | کوئی سے تہی پر زر کوئی پر گہر

ندیمون کے کچھ اور ہی ذات تھی — لباس زری جسم مین ٹانک تھی
وہ زرتار سب ہانٹ تھے اسطرح — پرافشان جبین پر شکن جسطرح
عنایت ہوئے تھے اونہیں تاج زر — مع تاج وہ سب تھے زرین کمر
وزیر الممالک تھے حضرت کی پاس — مستغرق جواہر مین تھا سب لباس
مثال مہ و مہر شندیل تھی — وہ محراب دولت کی قندیل تھی
خراسان کی تھی تیغ زیب کمر — لٹکتی تھی قبضے مین سلک گہر
بدل لیتے تھے پوشاک حضرت جہان — ہزارون لگین تھین وہان کشتیان
دو رنگین قباؤن مین بیلین وہ تھین — کہ تھی کہکشان کی بنت شرگین
ٹکے تھے برابر سے توڑے کہین — مع پردہ و دامن و آستین
عجب قبّۂ نور تھی پرضیا — عجب حسن تھا جامۂ حسن کا
کمربند تھے ساتھ رومال کے — وہ پٹر زربہت تھے بہت شال کی
دوشالہ ہر اک اسقدر گرم تھا — کہ تھا حوض مین لطف حمام کا
بہت عمدہ پوشاک تھی اطلسی — وہ اطلس تھی پہلو نمین اپنی کبھی
کیا زیب تن شاہ نے وہ لباس — کہ تھے جسمین لعل و گہر بیقیاس
جواہر گلے مین پڑے دلپسند — بندھے ہر جگہ نورتن دست بند
جواہر جڑے تھے عجب تاج مین — گلابی تھے الماس سب تاج مین
حسام اصفہانی تھی زیب کمر — نہ تھی تیغ وہ تھا ہلال ظفر
نگین جواہر تھے پاپوش مین — لیے تھی قدم حشمت آغوش مین
جلو خانہ مین سبکو تھا انتظار — نظر سوی دروازہ تھی باربار
گونبر کی جانب سے باگین اوٹھا — کئی ذی شرف شہ کی لینے کو آئی
یکایک ہوا غل ہوا اور لاؤ — پکارے سکاندار پردہ اوٹھاؤ
لیا چتر بردار نے چتر زر — بڑھے مردم چند لیکر چنور
ہوادار حاضر ہوا قریب دلر — تجلی سے حضرت تھے جلوہ گر

ولیعہد جرنیل ہمراہ ہے / ہوادار [illegible]
تدیون کے ہالے مین تہی بادشاہ / ستارون مین تھا جلوہ [illegible]
برآمد ہوئے بادشاہ جہان / خداوند عالم پناہ جہان
سب ارکان دولت تھی حاضر جہان / لگا تہا وہان ایک تخت روان
عجب چتر تھا خوشنما تخت پر / کہ سایہ کیے تھا ہما تخت پر
وہین وہ ہوادار لائے کہار / ہوئے شاد تخت روان پر سوار
بڑہا اوس جگہہ سے جو تخت روان / تو چلنے لگی توپ چہایا دہوان
نرم اور تنبور بجنے لگے / بگل حسب دستور بجنے لگے
عجب عالم نور تھا شاہ پر / تجلی تہی تخت فلک جاہ پر
جلادت عیان تہی رخ پاک سے / خجل مہر تھا شہ کی پوشاک سے
عزیزان شہ اور چند اہلکار / ادب سے ہوئے ہاتھیون پر سوار
سواری مین حسب مراتب تہے سب / اوٹھاتے تھے مرکب قدم با ادب
چلے جب وہ ہاتھی چلی جب سپاہ / دہلنے لگا داودی خیمہ گاہ
دبی پائمالی سے ایسی زمین / کہ ابتک وہان ریت اوڑتی نہین
بڑہے آگے ماہی مراتب کی فیل / کہ اقبال وشوکت کی وہ تہی دلیل
مگر نور ماہی عیان جب ہوا / ق گمان مہ جاہ تخشب ہوا
جواہر تھے اوسپر چمکتے ہوئے / کئی مروحے تھے لٹکتے ہوئے
یہ واماں ماہی سے گذرا گمان / بس مہ سمکت آئی ہی کہکشان
کئی اور بھی تھے برابر نشان / سیہ اونکے پرچم تھے تا آسمان
کئی سو نظر آئے اشتر سوار / زری کی تھی پوشش زری کی مہار
شتر نال قایم تہی پالان پر / مگر قبضۂ تیغ تھا ران پر
ہنود اور ڈنکے کے گہوڑے ہوئے / عنان اونکے راکب تھے چہوڑے ہوئے
گلونمین وہ خوشرنگ تہین پیرہن / کہ جس سے خجل تہی گل ناردن

جہمون پر ہے جھلملا تا مخملی
وہ سمجھے سے یا نقش ناد علی

وہ زرتار کے آگے تھے اسوار چند
وہ تھے قدر مین منزلت مین بلند

کہ تھا ہر کوئی بادشاہی کلاہ
لیے تھا کوئی چتر ظل الہ

پہیرون چڑہا اور چمکی جو دہوپ
سواروں کی وردی نے دکھلائی روپ

وہ نور آنکھوں مین جب سمانی لگا
چراغ نظر جھلملانے لگا

صفت اسپان خاص

جنہوں سے بھی خوشتر تھی خاصونکی دم
سبز ہی تھی گردن کٹورا تھی سم

بہت ہی تھی وہ رہوار تھوڑی نہ تھے
عجب کیا کہیں ایسے گھوڑے نہ تھے

نہ تھا اونکی رو مین سے مخمل سوا
چھلاوے سے بھی اونہین چھل بل سوا

زمانیکو تھا دید کا اشتیاق
وہ گھوڑے تھے یا صحن مین تہی برق

دم پویہ اون گھوڑونکا تھا یہ حال
کہ طے کرتے تھے راہ مثل خیال

نہ پہونچے کہ رفتار مین ساتھ پون
نشان سم کے رہ رہ گئے راہ مین

ہوا اونکی سرعت سے گھبرا گئی
خبر تار برقی کی شرما گئی

مستغرق جواہر مین تھے اونکی زین
سب الماس و یاقوت کی تھی نگین

زر آلود مخمل کے زین پوش تھے
تن اسپ سے وہ ہم آغوش تھے

جڑاؤ زر اندود سکھپال تھے
نگینہای یاقوت سے لال تھے

چھتونپر کلس کی جگہ تاج تھے
عوض چوب کے تختۂ عاج تھے

نہ تھا نالکی پالکی کا شمار
مستغرق بزر تھے ہزاروں کہار

سنہرے تھے نکالے سنہرے تھی پا
سواری کے آگے بہت تھے نشان

پل گنگ پر جب گئے بادشاہ
نصاریٰ نے اپنی اوتاری کلاہ

پڑا سایۂ چتر گرداب مین
تلاطم ہوا موجۂ آب مین

ہلا یون سواری سے پل ناؤ کا
کہ سب آب دریا کدر ہو گیا

سواری تجمل سے آگے بڑھی
غرض ناؤ کے پل سے آگے بڑھی

گیا تخت پر نور اوس بار جب / تو ہاتھی کیا بادشہ نے طلب
بلندی تھی فیلونکی افلاک تک / وہ ہودج تھے یا تھے بروج فلک
مہاوے تھے سونے کے ہر دانت پر / کہ تھین نور کی دستیان شعلہ ور
ستارے تھے جہول پر جلوہ گر / زربفت تھا اطلس چرخ پر
ہوسے رونق افزا ہودج مین شاہ / اوٹھا تو بجانے سے دود سیاہ
کئی مردہے تھے جواہر نگار / کئی پاکھیو ہیر یمین و یسار
لگا تھا جو چتر زری شاہ پر / وہ تھا طعنہ زن مہر پر ماہ پر
کف شاہ گاہے گہربار تھی / زر و سیم کی گاہ بوچھار تھی
پس شاہ تھے ہاتھیون کی جو غول / وہ ہاتھی تھے رفتار مین سب ہیکول
پس پیل تھی بگھیون کی قطار / سہ چرخ تھین مخملین زر نگار
ہر اک تہہل مین تھی ہاتھی بہت / وہ گاڑی جو تھی پر جنیا تھی بہت
غرض تھی ہر اک شے جواہر نگار / سوار آگے پیچھے تھے بارہ ہزار
پھر ہر سے نشانون کی اوڑنے لگے / پرے سور پر جانکے مرنے لگے
زیارت کو آئے تھے انسان تمام / دو رویہ سر راہ تھا اژدحام
فراہم تھی اس درجہ خلق اله / کہ یک نظر کو نہ ملتی تھی راہ

ملہ بی لفظ لسیت دعامی محاورہ ہاں زبانست دیبلداری باسطلاح ہودن فیل رسالہ بہادر کردہ نشانہ نگاں بند شدہ ۱۲
ث محلی کہ آنرا فیل بیکنسند ۱۲

حال ملاقات بادشاہ و گورنر

گئے پیل ماہی مراتب وہان / گورنر کے خیمے بپا تھے جہان
سواری کی اسوار سب تھم گئے / سرراہ دونون طرف جم گئے
کئی خیمہ استادہ تھے پاس پاس / بڑے خیمے تھے صحن تھا بیقیاس
سرا چو نمین تھی ایک بارہ دری / وہ اونچی تھی تا چرخ نیلوفری
بڑا ایک نمگیرہ تھا صحن مین / چپ و راست گورونکی تھین پلٹنین
جدا خیمے مین میز کا تھا مقام / سجے تھے وہان چاے پانی کے جام
گورنر کو تھا شاہ کا انتظار / خبر کے لئے تھے معین سوار

...احب کہ نزدیک ہیں شہریار ہوا نشہ کے لینے کو وہ بھی سوار
...ت صاحب جاہ تھی ہمرکاب پس چل اسوار تھے بحساب
...ہان جب ہوا ہودج بادشاہ اوتر تھے یکدگر ہاتھ سوی کلاہ
...قابل جو نشہ سے گورنر ہوا تو ہودج سے ہودج برابر ہوا
...اکر بیرسٹم ملاقات ہاتھ تب یا اوسے شاہ نے اپنے ساتھ
...و خیمہ ہاتھی روانہ ہوا وہان ایک لحظے مین جانا ہوا
...ب فرش ہاتھی بٹھایا گیا ہوا اور زرین لگایا گیا
...ور نر تو حضرت کے ہمراہ تھا پس شاہ ہر ایک ذیجاہ تھا
...تعظیم و تکریم وبا احترام گئے سب وہ ذیشان میان خیام
...ہی صدر مین کرسئے زرنگار ہوئے جلوہ فرما نشہ نامدار
...راتب سے بہر گرانمایگان دو جانب گئی سو بچھین کرسیان
...نار سے تھے سب صاحب انجمن مگر ماہ کامل تھے شاہ زمن
...ور نر فقط نشہ سے تھا ہمکلام وے تھے خموش اور ذی احترام
...ہاتھی گفتگو کچھ نہ تقریر تھی وہ صحبت تھی یا بزم تصویر تھی
...س پرسش فزوہ ہاے مزاج گورنر نے کہو لا قلمدان عاج
...ہاں نہ تھا بلکہ تھا عطردان لئی او سمین تھین عطر کی شیشیان
...ور اک جلد تحفہ گلستان کی تھی لکہی وہ جواہر رقم خان کی تھی
...یاہی مین آمیختہ مشک تھا کہ سرخی مین تھا رنگ یاقوت کا
...ع عطر جب پیش کی وہ کتاب اوٹھا لیگئے خادم نشہ شتاب
...ہان لیگیا شاہ کو میزبان کہ تھین جای پانی کی میزین جہان
...یالب تھی نعمت سی ہر ایک قاب پلیٹو مین تھے مرغ کباب
...وضن میز کے گرد تھے جو سب کیا شاہ نے حسن محفل طلب
...مرد کی حقے کی ایسی تھی شان ہری بیل تھی وہ نہ تھا بیجوان

چلم تھی زمرد کی مہنال تھی
زمرد کی ایسی تھی جلوہ گری
قرینے سے حقہ لگایا گیا
جہاندار کو حقے کا شغل تھا
غرض جب ہوا ختم شغلِ طعام
سحر شد وہان سے گورنر اوٹھا
ہوئے کچھ خلوت مین مخفی کلام
پئے شہ تخت کا اشارہ ہوا
کئی فیل زرین عماری کے تھے
بڑا خیمہ تھا ایک سکتھنے کا
جب آسے بدایا وہ پیش لگاہ
گیا سیر بان تا در خیمہ گاہ
وہ بگھی تھی ایسی جو اہر نگار
نظر اوسکی ضو پر ٹھہرتی نہ تھی
جداگانہ ستولہ گئین گھوڑیان
سر و دم سے سُم تک جو بز رنگ تھین
اشارہ جو کچھ راس کا پا گئین
کہان تھی وہ بگھی کہان ہو رہی
دہوئیں کی بھی بگھی غرض گرد تھی
اوسی گرد و فر سے سواری پھری
گذر نا اوسکے پل سے بھی ہو گیا
ہوا کی طرح پہونچی تھی وہان

ہر اوٹ تھم گئے سم چنبر اک ڈال تھی
کہ خیمہ وہ تھا گنبد اخضری
ہوا اسپر جو پاس آیا گیا
فرنگی تھے مصروف اکل غذا
اوٹھائے گئے حبابی کے جام
ہوا جلوہ افروز خلوت سرا
پھر آسے وہان تھا جو پہلا مقام
سمع زرین زرد آسے دس باد پا
ہوا دار لایق سواری کے تھے
قنا تو نمین سب کار کشمیر تھا
گورنر سے رخصت ہوئے بادشاہ
ہوئے رونق افروز بگھی مین شاہ
کہ جیسے یہ چرخ برین تھا نثار
طبیعت نظارے سے بھرتی نہ تھی
مگر سبزہ رنگ آٹھ تھین جوڑیان
نہ تھین گھوڑیان دام مین تھی غزال
عجب رنگ عالم کو دکھلا گئین
ابھی تھی یہان یا وہان ہو رہی
اوس آمد کے آگے وہ آورد تھی
سو باغ باد بہاری پھری
گئی کوس کی خیمہ گہ تک صدا
سحر گاہ تخت روان تھا جہان

داستان آمدن گورنر روز دوم بخیمۂ سلطانی

ہوئے داخل بارگہ شہریار — گئے بستروں پر پیادے سوار
لگے کھولنے اپنی اپنی کمر — کھڑی کردی تلوار رکھدی سپر
لگا سونے لگے گھوڑے جا کر تمام — کئے تنگ ڈھیلے اوتاری لگام
کمربند سے حاضر تھے نحو یلدا — وہ کرتے تھے لعل و گہر کا نثار
ہوئی شام پنہاں ہوا آفتاب — پڑی چہرۂ شب پر اجلی نقاب
جہانبان کو خاطر سے فرصت ہوئی — بڑا خاصہ کھانے کی صحبت ہوئی
خوش آواز تھین لولیان اسقدر — کہ غش تھے ملایک سب افلاک پر
بہت گوشمالی ہوئی ساز کو — نہ پہونچے مگر اونکی آواز کو
پھر جب بجا تو اوٹھے بادشاہ — ہوئے رونق افزا سوے خوابگاہ
طلایہ کی اسوار پھرنے لگے — پیادے کشکدار پھرنے لگے
وہ آواز قرنا تھی وہ بانگ نائی — کہ خوابیدگان عدم کو جگا دے
فلک سے بڑھتی تھی اس درجہ اوس — کہ بھاری تھی مسلین سی آواز کوس
زمین فرط شبنم سے تر ہو گئی — ہوئی رات آخر سحر ہو گئی
ہوئی خواب راحت سی بیدار شاہ — دیا حکم طیار ہو سب سپاہ
ادا کر چکے جب نماز سحر — ہوا جلوہ دہ فرق پر تاج زر
ندیم اور نواب حاضر ہوئے — سب ارکان و ارباب حاضر ہوئے
گیا کوئی دانا سے درگاہ شاہ — گورنر کو لینے بصد فر و جاہ
یکایک چلی توپ دریا کے پار — ہوا خیمہ گہ سے گورنر سوار
ہزاروں تھے گرد سواری سوار — فرنگی بھی ہمراہ تھے بیشمار
سواروں کے تھے بادپا خوش قدم — کمربستہ تھے اہل خیل و حشم
چمکتی تھی وردی ہر اسوار کی — چمک برق خاطف تھی تلوار کی
غرض لشکر شہ مین داخل ہوا — سو درگہہ شاہ مایل ہوا
حد خیمہ گہ تک گئے بادشاہ — اوسے لیگئے جانب بارگاہ

گئے مع چنبر اک ڈال تھی

بدستور اول ہوئی انجمن — مگر انجمن تھی وہ رشک پا خضری
وہی جاے پانی کی صحبت ہوئی — پڑا اوسندن سے جلد آج فرصتی
ہوے سبکو تقسیم گوٹے کے ہار — گورنر نے بیٹھے ورنشا سوار
ہوا وقت رخصت پیا پاے شاہ — کہ چلئے یہان سے سوے تختگاہ
قبول اوسکو ارشاد حضرت ہوا — اوٹھے اہل صحبت وہ رخصت ہوا
گورنر گیا جانب خیمہ گاہ — سے چلے تختگہ کی طرف بادشاہ
سنی سب نے آواز کوس رحیل — لدے خیمۂ شاہ بالاے فیل
چلے غول کے غول برنا و پیر — چلی بیشتر فوج پیچھے بھیر
سب افسر تھے ہمراہی شاہ مین — سلامی ہوئی ہر جگہہ راہ مین
گئے جب سنے گنج مین بادشاہ — وہان ایک تھا خیمہ یا مین راہ
تھی ایک لخط سواری وہان — بدلوا ئیگو ڈاک کی گھوڑیان
کسی گاؤن نکلا اک زمیندار تھا — ستمکش ستمدیدہ ناچار تھا
سوارون سی نکلا بجا کر نظر — گیا پیش حضرت صفین چیر کر
زمین چوم کر نذر دی شاہ کو — پذیرا ہوئی شاہ ذیجاہ کو
عنایت سے پوچھا تو آیا ہی کیون — بیان کر کہ یہ نذر لایا ہی کیون
وہ بولا گھگیا ن سلامت رہین — سلامت رہین تا قیامت رہین
نہین وسیتے عامل حق خانہ زاد — جہاندار سے ہون طلبگار داد
گزارش یہ جب کر چکا دادخواہ — کسی معتمد کو ہوا حکم شاہ
ابھی حکم پہونچاو ناظم کی نام — کہ کچھ اسکے حق سے نہین تمکو کام
گیا ساتھ دہقان کی اک چوبدار — روانہ ہوے شاہ عالی وقار
پہر بھر مین سطے ہو گئی جب وہ راہ — گئے غوشنمنزل مین ظل اله

آمدن گورنر ازکانپور در تختگاه وسامان ضیافتش ببارگاه سلطانی

پلا جام ای ساقی مہربان — کہ آتا ہی گہر مین مری میہمان

ہوئے داخل اگر یک چیز — کہ ہوتی ہے مہمان کی خاطر عزیز
لگے کہنے کہانہ دکہاؤن اوسے — دے جام صحبت پلاؤن اوسے
مرے گہر مین مہمان وہ لطف اوٹہائے — کہ دل وقت رخصت یہین چھوڑ جائے
ہوا تیسرے روز یون حکم شاہ — کہ آراستہ سب ہون بازار و راہ
جب اسطرح شہ کا اشارا ہوا — اوسی روز سامان سارا ہوا
جو دکان سادی تہی رنگین ہوئی — کنول جھاڑ سے سبکی تزئین ہوئی
تمامی سے اکثر بندہے سایبان — ہوے نور آگین سر رہ مکان
کنول جہاڑ جہاڑ دکانون مین تہے — گلاس آئینے سایبانون سے تہے
سر راہ لبریز تہے حوض آب — ہجوم آب پاشون کے تہے بیحساب
اودہر کا نہ پورسے گورنر چلا — بپاتہے خیام اوسکے بہی جا بجا
روانہ ہوے شاہ کے اہلکار — بہت عاقل و زیرک و ہوشیار
گئے تیزگامی سے لائے اوسے — بڑی نیکنامی سے لائے اوسے
کیا اوسنے جب شہر مین مقام — ہوا درگہہ شاہ مین اتمام
سر شام احکام سب ہوگئے — سحرگاہ طیار سب ہو گئے
امیران درگہ پیادے سوار — کمر باندہ کر آئے سب جان نثار
ہوئے شاہ جلوہ نما فیل پر — وہی تہا سواری مین سب کروفر
زر و سیم کی ہر طرف تہی چمک — ہوئی زرفشانی سے پرزر سڑک
یہ کہتے تہے اہل تماشا بغور — کہ اوس دن تہے اور آج ہین سب اور
جو سکہیال اوسدن تہی وہ یہ نہین — کہان اونمین اتنے تہے دُرّ ثمین
اس آمد سے اوسدن سواری نہ تہی — یہ موج نہ تہا یہ عماری نہ تہی
سواری مین اوس روز بہی کیا تہا — تجمل مگر آج کا سا نہ تہا
غرض شہر سے تک گئے بادشاہ — پہرے اوسکو لیکر سوئے بارگاہ
سواری کی آمد رہی دیر تک — سم اسپ سے کہود گئی سڑک

بڑی شان سے شاہ داخل ہوئے
گئے میہمان جب میانِ مکان
ہر اک پہول پر نور آیا نظر
عنادل کے تھے آشیان ہر جگہ
لبِ آب سنگی تہی بارادری
ستون اوسکی قایم تھے یون مستقیم
دل آویز تھے جہاڑ بلور کے
میانِ مکان خوشنما میز تہی
بلورین و زرین تھی برتن تمام
انن ناس سے متخفہ تحفہ پلاؤ
تنجن مزعفر نمش تنکیان
کئی قسم کے انگریزی کباب
لگائے گئے تھے اوپر میز پرد و نشان
پھر ہرے تھے اونکے جو آہر نگار
لکھا تھا یہ تمغے مین بر اشتہار
غرض جب ہوئی بزم آراستہ
کیا میہمانون نے شغل طعام
ہجوم بتان خوش آواز تھا
سغنی بجاتی تھے چنگ و رباب
اوٹھے لیکے مہمان کو شاہ زمان
ہوا حکم ہاتھی لڑائی کے لاؤ
کہرے تھے کسے چار سو پیل مست
پہاڑون سے زور آزمائی تہی وہ

تجلی و دست لو سنبل ہوئے
نظر آگیا بوستانِ جنان
گلِ عارضِ حور آیا نظر
تہ سرو تہین قمریان ہر جگہ
درو نمین تھے سب پردہائے زری
کہ جسطرح دیندار ثابت قدم
لگے تھے بہت آئینے نور کے
عجب ساخت اوسکی دلاویز تہی
ہزارون طرح کی تھی اونمین طعام
پکائے ہوئے دودہ مین نان پاؤ
جمائی ہوئی برف مین قلفیان
لذیذ اور تھین نعمتین بیحساب
فزون حد سے تہی اون لبان نوکی شان
وہ تھے دامنِ لطف پروردگار
جہاندار واجد علی بادشاہ
لبانِ عروسان نوخاستہ
کئے حسن محفل نے فرشی کلام
سعِ لولیان نغمہ ساز تھا
دف اونکے تھے رشک و آفتاب
لبِ آب بیٹھے تہ سایبان
اوٹھا ہر طرف شور گاہی برپاؤ
کہ تھا چرخ جنکی بلندی سی پست
کہ بالیدہ کہانکو پاتے تھے وہ

دکھاتے سلے پھرتیاں پہلوان ‏ لڑے آتشہ تو جوہر پیل توان
پس پیل جنگی لڑے کر کڑن ‏ لڑے بعد گینڈون کی جیتی ہرن
پہر دن سے تہ ختم صحبت ہوئی ‏ مگر رات کو پھر ضیافت ہوئی
ہوئی روشنی اس قدر دن ہوا ‏ شب تور دل کور باطن ہوا
گئی دو پہر شب تو جہوٹی اتار ‏ جہانیان سے رخصت ہوئے ذی وقار
وہی بادشہ نے ہدایا گران ‏ گئی سو جواہر کی وزن کشتیان

بیان حال صحبت بادشاہ وندیمان وشغل سخن گوئی وآرائش بزم شہرہ

پلا مجھکو اے ساقی ایسی شراب ‏ کہ او سے ہو جائے چشمان دل سے حجاب
کروں گفتگو اسطرح ہوکے مست ‏ کہ خوش ہون مری بات سے حق پرست
مجھے ایسی تاثیر پیدا نہ ہو ‏ کہ جو بیت موزون ہو مستانہ ہو
سیاہی مرے قلب سے دور ہو ‏ مئے نظم سے سینہ پر نور ہو
پیون جام مے فکر سے غور سے ‏ مگر نے پڑے التجا اور سے
زمین آسمان کا لکھون حال مین ‏ کہون ماجرائے صدو سال مین
پس دعوت و رخصت میہمان ‏ ہوئے بزم آرا خدیو جہان
تمام اہل دربار حاضر ہوئے ‏ نمک خوار سرکار حاضر ہوئے
جہان کا سرانجام ہونے لگا ‏ مناسب ہر اک کام ہونے لگا
بدستور سب کام جاری ہوئے ‏ وزارت مین احکام جاری ہوئے
ندیمونکی صحبت شب و روز تھی ‏ وہ دلچسپ صحبت دل افروز تھی
خوش اخلاق تھے خوش بیان تھے ندیم ‏ ق ‏ خردمند تھے رازدان تھے ندیم
لطافت ظرافت مین تھے انتخاب ‏ سوا مومنین تھے سب وہ حاضر جواب
عجب اونکی تقریر مین تھا مزا ‏ بھلاتے تھے عاشق کو غم ہجر کا
سب ارکان تھے مغلوب غالب وہ تھے ‏ کہ سلطان سے یک جان و دو قالب وہ تھے
وہ جادو بیان تھے جو سب ذی لیاقت ‏ نہ تھا اونکی دوری مین رشتہ کو قرار

فدائی وہ شہ کے غمخوار تھے — وہ پروانۂ شمع رخسار تھے
کئی اون مین تھے شاعر بے نظیر — قبول و درخشان و برق و اسیر
وہ تھے کاملان فن شاعری — وہ گویا تھے خاقانی و انوری
کلیم زمانہ تھے استاد تھے — رواق معانی کی بنیاد تھے
خضر تھے پئے راہ ملک سخن — ندیم ملک شاہ ملک سخن
سب اہل سخن ہوتی تھی فیضیاب — ہزارون تھے ذرے کئی آفتاب
کئی تھے اطبا ذی قدر و شان — فلاطون عالم مسیح الزمان
جب اسہال کو آزماتے تھے وہ — تو پتھر سے پانی بہاتے تھے وہ
اگر منجمد کا کیا امتحان — جما صورت برف آب روان
گیا پاس اونکے جو مرتا ہوا — برا بھی مرض تھا تو اچھا ہوا
دوا دیکے مردے جلاتے تھے وہ — کہ اعجاز عیسی دکھاتے تھے وہ
وزیر اُنکا اک بڑا نیک نام — اوسی پر ہوئی نیکنامی تمام
رہا نام کچھہ اور رہتا نہین — بھلے کو برا کوئی کہتا نہین
بہت اوس مدبر کی شہرت ہوئی — مگر ختم اوسی پر وزارت ہوئی
مغنّی وہ تھا سب مین ذیجاہ تھا — بہت خیراندیش درگاہ تھا
گویے جو نوکر تھے کرتے تھے چین — وہ سب عہد مین اپنے تھے تانسین
عجب اونکی گانے مین تاثیر تھی — صدا اونکی رشک مزامیر تھی
تڑپتے تھے اونکی صدا سے بشر — درختون سے گر پڑتی تھی جانور
پکھاوج سے بھی لوگ تھے لاجواب — بہ مشکل ہوئے تھے وہ سب دستیاب
عجب طرح کے جمع تھے بین کار — بشا جسنے اونکو ہوا بیقرار
گلستان عالم مین تھے انتخاب — نوازندگان سرود و رباب
منجم ملازم تھے رمال تھے — وہ آگاہ آیندہ و حال تھے
نہ تھی خوشنویسونکی کچھہ انتہا — جواہر رقم خان ہر اک استاد تھا

عجب اونکے ہاتھو نمین تھی قوتین | کہ تھا نور خورشید ہر حرف مین
خط دست مین روشنی تھی کمال | دروا ہر شب تار مین تھی ہلال
مصور تھے جتنے سب اوستاد تھے | کبھی اونمین مانی تھی بہزاد تھی
فزون حد سے تھی قوت دست و فہم | کہ آسان تھی جنکو تصویر وہم
اونہون نے کبھی نقشہ خورشید کا | اوتارا جو شب کو تو دن ہو گیا
فراہم تھے سب کاملانِ جہان | طبیب و سخن سنج و رامشگران
مگر شہ کی تکمیل کا تھا یہ حال | کہ لیتے تھے اصلاح اہل کمال
سخنگو بہت گرد تھے شاہ کے | سخن سنج شاگرد تھے شاہ کے
ولی اون دنون فکر کا تھا یہ حال | نہ تھا شغل شہ کو بجز نازک خیال
کئی شہ نے دیوان فرمائے تھے | مع چند تصنیف چھپوائے تھے
زبان فصاحت بیان کا کلام | بہت تھا پسندیدۂ خاص و عام
ابھی تک وہ غزلین ہین وردِ زبان | نہین ہے بہار سخن کو خزان
وہ دیوان لکھکر کہی مثنوی | کہی دوسری تیسری مثنوی
بہت خوش بیانی سے موتی پروے | کہ وارفتہ دل جسکو سنکر روے
لکھی کہین روزمرہ کہین | عجب حسن بندش سے بیتین کہین
وہ سب ماہ پیکر کے رنج و محن | پریشان ہونا پڑے سیمتن
کہا اس لطافت سے سب ماجرا | کہ نقش دل اہل عالم ہوا
پسند آئی وہ مثنوی اس قدر | کہ پڑھنے لگے لوگ شام و سحر
مگر شاہ نے یہ تکلف کیا | بنایا رہس بہی اوسی حال کا
کیا تھا جو کچھ مثنوی مین بیان | دکھادی وہ سچ کرکے داستان
ملازم ہوئے طفل و پیر و جوان | ملازم ہوئین سیکڑون لولیان
ہر اک گلرخ و گلبدن اونمین تھی | خطائی مگر سیمتن اونمین تھی
عجب اونکی زیور جواہر کے تھے | پری کے لیئے پر جواہر کے تھے

مثنوی ... ۱۲۰۲

زرین سراپا تھے سب مرد و زن
جواہر سے اوس کھیل مین تھی ہرن

کوئی اونمین طاؤس جادو بنا
کوئی آدمی شکل آہو بنا

کئی شاہزادے کئی دیو تھے
نہ تھے دیو وہ رستم و گیو تھے

کئی عورتون کی پری تھی خطاب
بنے امردان مشتری کی تھی خطاب

کوئی سرو قامت تھی سرو تھی
کوئی اونمین تھا تاجدار ہی

کسیکا تو بدر الدجے نام تھا
کوئی ماہ پیکر دلارام تھا

کوئی اونمین تھا شاہ کوئی وزیر
رہس مین بھی تھا پر جواہر سریر

کئی اونمین رمّال تھے غیب دان
کئی تھے سخن سنج جادو بیان

زن و مرد سب واقفِ کار تھے
اونہین بر زبان شہ کی اشعار تھے

رہس دونون طیار شہ نے کیئے
جو قصے سماعی سنے تھے دکھلا دیئے

رہس مین ملازم جو تھین عورتین
عجب اونکے دلکی ہوئین حالتین

بہت عاشقِ شاہ والا ہوئین
دل و جان سے شفتون و شیدا ہوئین

اونہین مدّتون اشکباری رہی
غم عشق سے بیقراری رہی

تصدق تھی قد پر جو سرو سہی
تو تھی تھین شیفتہ جسم کی

غزالہ کو آنکھون سے الفت رہی
کسیکو سراپا محبت رہی

بہت شربتِ وصل پیتی رہین
بہت تلخکامی سے جیتی رہین

داستان کتخدائی مرزا ولیعہد بہادر

مجھے آج درکار ہے وہ شراب
جو سرخی مین ہو رشک جام شہاب

وہ جام مئے ناب راحت ملے
کہ پینے مین بھی لطف شربت کا ملے

کوئی رنگ نشہ ہویدا کرے
قلم شاخ مہندی کی پیدا کرے

حجاب عروس بیان کیون رہے
پس پردہ راز نہان کیون رہے

مگر مختصر ہو بیان
کہ دے لطف ختم ساغر داستان

کئی بیٹیان کی شہ نے کین شادیان
تمام اہل عالم کو تھین شادیان

برس دن سے جوڑوں کی تقسیم تھی
یہ ایک ایک انسان کو جوڑا دیا
دیئے خلعت اک اک کو ایسے گران
فقط عطر او ... کئی لاکھ سن
مہینوں رہی روز بخت طعام
اگر برف سے دانت گر گر گئے
کڑے تھے جو شتر پے روشنی
وہ شتر ہر راہ سے تھے بحساب
عجب حسن نقارہ خانوں مین تھا
سراپا سندھیے تھے وہ زربفت سے
عجب عالم اہل دربار تھا
ہر اک کا خوشی سے عجب حال تھا
دل افروز تھی لال بار اوری
عجب انجمن تھی عجب تھی بہار
قرینے سے مسند تھی نوشاہ کی
پریرو تھی ہر لوٹیے لالہ فام
وہ ہاریک گلنار تھا پیرہن
غضب کی تھی اون کا فرنگی ادا
زمانے مین اسطرح کی دہوم تھی
فراہم تھے ہر قصر مین میہمان
محل بادشہ کے تھے سب ایک جا
مخلد اسغلانیان شوخ پوش
پس پردہ آئی جو چھٹی تو پس

یہ جوڑے لگے ہمراہ تو جزاد
یہ لنگر نہین بوجھ سے کشتیان
لیے جامہ ہاتھی مرد و زن
لگے خوان لاکھوں پے خاص و عام
تو کھانے سے لوگوں کے شکم بھر گئے
ہزاروں جگھہ حوض تھے روغنی
زمین پر بھی تھا کہکشان کا جواب
ق بہت کار زر شامیانوں مین تھا
بلند اختر بخت سے کم نہ تھے
کہ جو تھا سراپا وہ گلنار تھا
شال قبا رنگ رخ لال تھا
مع تخت و چتر جہان پروری
کہ گلنار تھے پیرہن زرنگار
وہین تھی جگھہ شاہ ذیجاہ کی
خوش آواز و خوش قامت و خوشخرام
نمودار تھا جس سے گورا بدن
دل و دین تھے ہر ایک ادا پر فدا
کہ نوبت کی آواز موہوم تھی
وہ زیرتیہ تھین و تشریف بیان
کہ حوروں سے تھا قصر جنت بھرا
دکھاتی تھین جوبن اوڑاتی تھین
تو بولا کوئی کیا رقم ہی نفیس

رتو بنے سے بولی کوئی نازنین ۔۔ کہ یہ چھپر کھٹ کی پان اچھی نہین
اب آئندہ اس بات پر کان ہین ۔۔ کہ تیلی رنگین بیگی پان ہون
ہر اک ڈومنی یون تھی نغمہ سرا ۔۔ کہ بیخود تھے ارباب دولت سرا
وہ تھا سحر گانا بجانا نہ تھا ۔۔ وہ تھی دلفریبی ترانا نہ تھا
عجب اونمین تھین گرمیان شوخیان ۔۔ کہ بسمل تھے سب بی بیونکی میان
رہا حال یہ الغرض رات بھر ۔۔ ہوا شور ناگاہ وقت سحر
مبارک ہو دولھا بر آمد ہوا ۔۔ عجب ماہ سیما بر آمد ہوا
وہ چہرہ وہ سہرہ مین دُر خوش آب ۔۔ ستارونکے پردے مین تھا ماہتاب
عیان جب ہوئی شان نوشاہ کی ۔۔ تو کم ہوگئی روشنی ماہ کی
غرض داخل بزم دولھا ہوا ۔۔ سر انجمن جشن دونا ہوا
ہوا حکم اسوار ہون سب محل ۔۔ کہ تاخیر کا یہ نہین اب محل
خواتین ہوئین محلو نمین سوار ۔۔ رتھین بینسین بھی چلین بیشمار
ہوئے زیب دہ فیل پر مہر و ماہ ۔۔ سو راست نوشاہ تھا مین کو شاہ
سب ارباب محفل ہوئی جب سوار ۔۔ دو رویہ کھڑے ہوگئے سب سوار
کہان بڑھ کے جانے کہ رستا نہ تھا ۔۔ دولھن کے مکان تک جما تھا پرا
جلوس اس قدر تھا نہ تھی جسکی حد ۔۔ سنہرے رو پہلے تھے لاکھون عدد
چپ و راست تھی پلٹنونکی قطار ۔۔ ہزارون تھے آگے سوار اہلکار
وہ گلنار جو برسے تھے بیحساب ۔۔ تو پر تو سے تھا مہر جام شہاب
زر افشان جو تھی ہر طرف دست شاہ ۔۔ تو اوس روز سب سرخ تھا فرش راہ
صدائین تھین باجونکی تا آسمان ۔۔ پے دید آئے تھے پیر و جوان
گئے اس طرح تا مکان عروس ۔۔ تو بہشت تھا مکان عروس
وہان بھی ہر اک چیز شاہانہ تھی ۔۔ کنول جھاڑ سے زینت خانہ تھی
جب آراستہ بزم عشرت ہوئی ۔۔ ہوا عقد داماد فرحت ہوئی

مبارک سلامت کی آئی ندا — ہوا شغل رقص و غنا

مہینوں سے آراستہ تہا جہیز — رواہ لَدلَدکے آیا جہیز

زر و سیم کے ظرف تہے بیشمار — چہپرکہٹ کئی تہے جواہر نگار

ہزاروں تہے صندوق ملبوس زر — ہزاروں تہے پیل و شتر باردور

غرض ہو گئی شام اس حال مین — دولہن نے کیا جلوہ سکہپال مین

سر شام رخصت ہوئی جب برات — تجلی سے ٹہنڈک تہا دن ہوگئی رات

کہان تک ہو اوس روشنی کا بیان — نظر آتی تہین راہ مین چیونٹیان

در شاہ تک جب سواری گئی — محل مین سواری اوتاری گئی

وہ دولہا دولہن غیرت مہر و ماہ — ہوے رونق افروز آرامگاہ

پس عقد بہی جشن دس دن رہا — مورخ نے تاریخ مین یہ کہا

دو گلچین لب ملب ہو گئے — دو خورشید و مہ یک اب ہو گئے

سنہ ۱۲۶۶ ہجری

حال قیصر باغ

گلابی پلا ساقیٔ گلبدن — نظر آئے تا مجکو سیر چمن

قرینے سے خوبی سے سمبول سے — پیالے کو لبریز کر پہول سے

ذرا جام مے کی دکہا دے بہار — کہ ہو جائین گلرنگ سب بادہ خوار

دل افروز صہبائے گلفام ہو — گل لالہ سے خوبتر جام ہو

سر تخت جب شہ نے رکہا قدم — بنا قیصری باغ رشک ارم

رہی ادسمین مزدور تا پنجسال — سبہی باغبان ہو گئے سب نہال

وہ گلزار پہولون سی معمور تہا — گل اندام ایک ایک مزدور تہا

نہ تہا کوئی گلزار ایسا کہین — کرو دنیا مین تہا وہ بہشت برین

وہ تہا باغ یون رنگ گلشن مین — شب ماہ کا لطف تہا دہوپ مین

وسیع و کشادہ وہ تہا بوستان — مثال دل صاحب ہمتان

فرشتے بہی کہتے تہے کیا باغ ہے — گلستان جنت ہے یا باغ ہے

[illegible]

عجایب غرایب تھے اوسمین تمام
سکان سب تھے مانند دار السلام

وہ کوٹھی جو تھی سنگ مرمر کی تھی
وہ بارادری لال پتھر کی تھی

وہ ٹھنڈک کہ دل پر ہو شاک اوسکا
طپش مین بھی تھا لطف برسات کا

بہار اوسمین پابند تھی اس طرح
کہ پیوند تھا شاخ مین جسطرح

تصاویر سنگی کی کچھ حد نہ تھی
کہان اوسمین خشت زبرجد نہ تھی

پل نہر تھا اسطرح جلوہ گر
کہ ہے کہکشان جس طرح چرخ پر

خم پل سے یہ دل کو آیا خیال
کہ اوترا ہے بام فلک سے ہلال

ہوا دیکھ کر پل کو یہ دل مین شک
کہ ہے شانہ ریش پیر فلک

ہر انسان کو پل پر ہوا یہ گمان
کہ ورزش کو خم ہے کوئی پہلوان

غرض حکم سلطان سے میلے ہوئے
کئی سال لوگون کے ریلے ہوئے

یہ تھا حکم ہون غیرت ارغوان
لباس تن طفل و پیر و جوان

ہزارون سے لگئے باغمین مرد وزن
مگر سب کے گلرنگ تھے پیرہن

بھنگڑن کی صورت خداداد تھی
تنبولن تھی جو وہ پریزاد تھی

دکان پر تکلف کے سامان تھی
بہت خوبتر بیچتی پان سے

وہ سبزی سفیدی مین تھی جسطرح
خط عارض سیمبر جس طرح

یہ تاثیر بخشین جو منہ لال ہو
سخن گو ہو جسکی زبان لال ہو

معطر ہر اک خوان پالودہ تھا
گلاب اور کیوڑے سے آلودہ تھا

سبد گل کی رکھتی ہوئی گل فروش
سناتی تھی یون شکل بلبل خروش

معطر یہ سب ہار بیلے کے ہین
یہین لو یہی لطف میلے کی ہین

جھمکڑے دکھاتی تھین سب کنجڑین
دکانین لگائے خیابان مین

شب آفت کی تھی دن جوانی کی تھی
لباس بدن کا مدانی کے تھے

کسبیان وہ کرتی ہین آفت بلا
کہ دیوانہ جسپر ہوا جیتا بھلا

قیامت کے ویدے تھی جادو بھرے
بلاخیز تھے گات پر نکھرے

وہ اطلس کی لہنگے وہ اطلس کی گوٹ ‏ ‏ کہ دیکھے تو انسان

سناتی تھین ہر دم لب لال سے ‏ ‏ کہ شربت کو ہین شکریں قال سے

فراہم جو تھین لولیان بیحجاب ‏ ‏ کھلے تھے گل بوستان شباب

کوئی مہر طلعت کوئی مہ جبین ‏ ‏ کوئی زہرہ وش تھی کوئی نازنین

وہ سب دلفریب و دلارام تھین ‏ ‏ وہ سب غیرت سرو گلفام تھین

ہر اک پیرہن رشک گلزار تھا ‏ ‏ کوئی شربتی کوئی گلنار تھا

شہابی دوپٹے بھی تھے زیب تن ‏ ‏ گلابی بھی تھے سیکڑون پیرہن

غرض مرد و زن کا یہی حال تھا ‏ ‏ زمین سرخ تھی آسمان لال تھا

لیے سیر لوگ آئے تھے دور سے ‏ ‏ بنارس سے شہر جونپور سے

پس پردہ بیٹھین تھین سب بیگمین ‏ ‏ ہر اک قصر مین تھین ہر ایوان مین

رنگیلی تھین مغلانیان بھی تمام ‏ ‏ کنیزین خواصین تھین سب لالہ فام

رعس مین تھے سب زہرہ و مشتری ‏ ‏ تن حور مین تھا لباس پری

عجب رنگ سے پھولی تھی وہ شفق ‏ ‏ کہ تھا رنگ روی شفق جیسے شفق

شہابی جو تھا جامۂ بادشاہ ‏ ‏ مصاحب تھی ہمرنگ ظل آلہ

عزیزان سلطان جمشید فر ‏ ‏ سراپا تھے ہمرنگ مہر سحر

نہ تھے لوگ غمگین نہ دلتنگ تھے ‏ ‏ جہان تک تھے انسان یکرنگ تھے

زبانیکو ورد زبان تھی یہ بات ‏ ‏ یہ دولہا سلامت رہے یہ برات

کیا ہے بیان جسطرح سب یہ حال ‏ ‏ اسی طرح میلے ہوئے چند سال

داستان عدالت بادشاہ

پلا ساقی ایسی مے لالہ گون ‏ ‏ کہ نشے مین جسکے رہون سرنگون

بیان سخن مین چلے یون زبان ‏ ‏ کہ کٹ جائے غیرت سے ابردان

یہان تک ہو بحر طبیعت کو جوش ‏ ‏ کہ پہونچے سپہر برین تک خروش

کہین سنکے تحسین اہل زمین ‏ ‏ ملایک فلک پر کہین آفرین

پسندیدہ ہے کار مردانگی — خدا کو ہے یہ مانند دارالسلام
عدالت سے زندہ ہی نوشیروان — عدالت سے ہے فوج بقا کا نا
ثنائی جہان ہی عدالت پسند — عدالت سے ہے بنیاد نام بلند
عجب سلطنت تھی عجب تختگاہ — وہی اب ہی جیسی تھی جب تختگاہ
الٰہی جہان ہو شہ خوش خصال — سلامت رہین تا صد ولبت سال
سر تخت تھے شاہ انجم سپاہ — وہ سبے فوج بھی ہین ملک بارگاہ
بہت دادگستر تھے شاہ زمان — زمانہ وہ تھا عہد نوشیروان

حکایت در باب عدل

ہوا خون اک شخص کا ناگہان — قریب در بادشاہ زمان
یہ مخبر سے احوال قاتل کھلا — کہ باشندہ تھا وہ کسی گانون کا
غرض رات گذری ہوئی جب سحر — سنائی گئی بادشہ کو خبر
خبر جب سنی تو قیامت ہوئی — تمام اہلکارون پر آفت ہوئی
ہوا چہرۂ شاہ غصے مین لال — لیے خون مقتول آیا جلال
یہ ارشاد شہ نے کیا غیظ مین — کہ یہ غفلتین ہین کھلا اب ہمین
تہ تخت اب خون ہونے لگے — لشکر تخم بیداد بونے لگے
یہان جب یہ احوال ہی ظلم کا — ممالک مین تو اور ہوگا سوا
یہان تک ہین غفلت مین سب اہلکار — کہ اصلا نہین خوف پروردگار
سنا کر یہ گھر آپ کھاتی ہین سب — لیے خشت مسجد گراتے ہین سب
مین اپنی طبیعت سے مجبور ہون — وہ تبخیر ہے جس سے معذور ہون
نہین مہلت اک روز تدبیر سے — فقط زیست ہے حق کی تائید سے
دیا اس لیے کل اونہین اختیار — کہ آسے ذرا میرے دلکو قرار
اونہون نے بھی کین غفلتین اسقدر — کہ ہونے لگے خون دروازے پر
مجھے آج پہنچا ہے صدمہ کمال — بہت اس خبر سے ہین رنج و ملال

ہ اطلس کی تلوہ اطلس کی کوٹ لہو / تو ڈھونڈھیں جہاں وہ گنہگار ہو
نا قرتہ ہر اک کی اجل آئی ہے / نہ کھائیں سگے خاص قسم کھائی ہے
جب اسطرح ارشاد سلطان ہوا / ہر اک شخص لرزان و ترسان ہوا
اوسی وقت لشکر روانہ ہوا / منو وار اوسکا ٹھکانا ہوا
مکان کوٹ سب کھود ڈالے گئے / جو تھے اہل شر وہ نکالے گئے
غرض جب گرفتار قاتل ہوا / خبر سنکے خوش شاہ کا دل ہوا
لیا شام کو خون کا انتقام / کیا خوش اوس وقت شہ نے طعام

حکایت درباب عدل

کسی طرح حضرت کو غفلت نہ تھی / کہاں بانگ کوس عدالت نہ تھی
سنا شاہ نے جسکی فریاد کو / اوسی وقت پہونچا دیا داد کو
یہ دیں سے اک روز کا ماجرا / کہ تھا ایک لڑکا اک اشوار کا
بہت خوبصورت نہایت حسین / یہاں تک کہ تھا مثل ماہ مبین
عجب بھولی بھولی تھی ہر ایک بات / کہ سن سنکے کرتے تھے سب التفات
ستمدیدہ تھا بخشیوں سے پدر / پئے دادخواہی اوٹھا تھا پسر
در عشق منزل تلک آنے لگا / امیروں کے بھی پاس جانے لگا
نہ پہونچا کہاں کس کی منت نہ کی / کسی نے پر اوسکی سماعت نہ کی
رہا سال بھر تک وہ لڑکا خراب / ہوا آتش غم سے سینہ کباب
نہ پایا کہیں گوہر مدعا / ارادہ کیا خدمت شاہ کا
خبر سب سے لیتا رہا بات میں / شب و روز رہنے لگا گھات میں
قضارا ہوا ادہر صبح گاہ / گئے قیصری باغ میں بادشاہ
مصاحب تھے ساتھ اور تھے کچھ خواص / غرض اوسگھڑی لوگ تھے خاص خاص
ادہر تاک میں تو وہ لڑکا بھی تھا / در باغ میں سے نکلنے گیا
سپاہی نے روکا کہاں جائیگا / بڑھیگا قدم تو سزا پائیگا

دلیرانہ اوسنے دیا یہ جواب
کہ ہون خادم شاہ والا جناب

عبث روکتا ہے تو اس دم مجھے
بلاتے ہین سلطان عالم مجھے

یہ کہتا ہوا وہ گیا باغ مین
گیا ڈر سے شل ہوا باغ مین

وہ تھا رشک گل اور تھا گلعذار
خیابان مین آیا برنگ بہار

پہونچ کر وہ شہ کے قدم پر گرا
کئی مرتبہ گرد حضرت پھرا

مگر خوف سے زرد ہونے لگا
حضور جہاندار رونے لگا

ہوا موجزن بحر الطاف شاہ
عنایت سے کی اوس پسر پر نگاہ

کہا اوس سے احوال اظہار کر
کہ ہے مضطرب کس لئے استفسار

وہ طفل آہ سینے سے بھرنے لگا
مگر حال دل عرض کرنے لگا

کہ تھا چاکر شاہ میرا پدر
نمک خوار حضرت رہا عمر بھر

ملازم جو شہ کے سوارون مین تھا
لڑائی مین ہمراہ لشکر گیا

پڑی ایک گولی جو ہنگام جنگ
اوٹھایا بہت صدمۂ پای لنگ

ہوا وہ تو زخمی دم کارزار
مگر مل گیا بخشیون کو شکار

اوسے سب نے خط برطرف کر دیا
حق صاحب حق تلف کر دیا

اوسے رخصت کوئی خواری کیا
کسی اور کا اسم جاری کیا

لڑائی مین گولی پڑی پاؤن پر
لگا تیر بختے میان جگر

وہ بیچارہ زخمی پریشان ہوا
نصیبون کی گردش سے حیران ہوا

مرے چھوٹے دو بھائی ہین ایک مان
پدر زخم پاسے ہوا ناتوان

نہین طاقت اتنی کہ جائے کہین
مقدر کو پھر آزمانے کہین

شب و روز فاقے گذرتے ہین اب
صعوبت سے اطفال مرتے ہین اب

برس دن سے برباد ہے خانہ زاد
ندی اہلکاران شاہی نے داد

سنے کون کسکو ہے نشے سے ہوش
کہ ہے پنبۂ عطر غفلت بگوش

یہ کہکر جو وہ طفل گریان ہوا
اوسی وقت ارشاد سلطان ہوا

کہ بخشگری مین اسے لیکے جاؤ / ابھی اسکے چہری کو بنو
اوسے ایک گھوڑا عنایت کیا / مع اسپ سلطان نے زر بھی دیا
غرض شاہ کو جسکی پہونچی خبر / ہوا اپنے مطلب سے وہ بہرہ ور
نہ پہونچے خبر تو سے کیا اختیار / اگر لاکھ عادل ہو یا ہوشیار

حکایت درباب عدل

بنا قیصری باغ کی جب پڑی / بڑے حد دیوار بیرق گڑی
ہزارون مکان باغ مین آگئے / گھرون کے مگر دام سب پاگئے
وہان اک ضعیفہ کی تھی جھوپڑی / وہ پامالش باغ مین آ پڑی
دل تنگ سے بھی وہ تھی تنگ تر / شرف اوسکو تھا گور تاریک پر
بہت اوسکو زر شاہ دیتے رہے / برغبت رضا اوس سے لیتے رہے
بہت لوگ جا جا کے عاجز ہوئے / بہت اوسکو سمجھا کے عاجز ہوئے
نہ مانی ضعیفہ نے ہرگز یہ بات / نہ کی جانب سیم و زر التفات
نہ ہی رحم سلطان عالی ہمم / رہا حال سر تا بپا ہی کرم
اوٹھانے اوسے زور یہ کیا نہ تھا / مگر دل دکھانا گوارا نہ تھا
گھر اوسکا اوسی طرح رہنے دیا / اذیت نہ دی باغ بنوا لیا
وہ گھر آگیا درمیان چمن / اوسی گھر مین بیٹھی رہی پیرزن
سیتن گیا شہ نے خوان غذا / دوشالہ زمستان مین بھجوا دیا
نہین حد الطاف شاہ زمان / خطا وار پر بھی رہے مہربان

حکایت درباب عدل

کسی گانون مین تھا کوئی چودہری / بنائی تھی ایک اوسنے بارادری
مسلمان تھا صاحب مال تھا / جوان بخت تھا وہ جوان سال تھا
وہان اک تھی بنت حلوا فروش / مگر تھی وہ غارتگر عقل و ہوش
بہت تھی حسینہ بہت نازنین / ابھی تھی اچھوتی لب شکرین

نظر آ گئی اوسکو جب وہ پری | گرفتار الفت ہوا چودہری
اوٹھانے لگا روز رنج و تعب | ہوئی تلخکامی سے تشنہ لب
کسی طرح وہ ہاتھ آتی نہ تھی | کبھی شکل اوسکو دکھاتی نہ تھی
ترقی ہوئی شوق کو ہر گھڑی | یہم اشک کی لگ گئی اک جھڑی
شب و روز جب اشکباری ہوئی | بہت روح کو بیقراری ہوئی
دل مضطرب کو نہ آیا جو صبر | اوسے اپنے گھر مین وہ لایا بجبر
بہت اوسکے مان باپ نالان ہوئے | بہت چاک غم سے گریبان ہوئے
عزیز اقربا اوسکے یکجا ہوئے | کہ ہم قوم مین اپنی رسوا ہوئے
غرض صبحدم سب نے باندہی کمر | پئے داد پہونچے در شاہ پر
قضارا گئے تھے شہ دادگر | سو بادشہ باغ وقت سحر
پہرے باغ سے جبکہ بادشاہ | ہوے نالہ کش راہ مین دادخواہ
کہ سلطان عالم سلامت رہین | نگہبان عالم سلامت رہین
وہ بائی سے لوٹ گئے خانہ زاد | چھٹی بنت نا کتخدا نامراد
زبردست نے ظلم ہم پر کیا | نہین علم کیا حال دختر کیا
سنا جبکہ یہ نالۂ دادخواہ | پئے دادرسی ہوا حکم شاہ
گئے حکم شہ سنکے وہ اہلکار | گئے ساتھ اونکے پیادے سوار
غرض جاکے لوگون نے دیکھا وہان | کہ ہے صورت قصر شاہی مکان
اوسی وقت عرضی لکہی شاہ کو | کہ اس باب مین جو کچھ ارشاد ہو
ہوا حکم اوسکو کروے نشان | غرض کہود ڈالا گیا وہ مکان
گرفتار وہ چودہری ہو گیا | نصیبا جو بیدار تہا سو گیا
گئی بیٹی حلوائی کی اپنے گھر | ہوئی شاد مادر ہوا خوش پدر

حکایت در باب علل

زہی بادشاہ زمان دادگر | کہ بیٹھے اگر کرسئے داد پر

تو ہوتا نہ تہا پاس کچہ شاہ کو
ہوئی روبکاری کچہری اکدن
کسی جاپٹہانون کے تہے چند باغ
یہ ہے اسم ہر صاحب بوستان
ہراک باغ مین تہے کئی سو شجر
غریبون کو تہی اون سے الفت کمال
تہا لون سے دل اونکا خورسند تہا
محل کی تہی جاگیر مین وہ زمین
دل شاہ الفت سے پامال تہا
بہت اوس محل کی جو توقیر تہی
غرض تہا جو داروغہ جاگیر کا
پٹہانون سے اوسکو خصومت ہوئی
غریب اور ناچار اونہین جانکر
پریشان ہوئے سب وہ آفت نصیب
وہ جانا ادہر کا ستم ہوگیا
بہت خاک عاجز اوڑایا کئے
بہت اہلکارون سے فریاد کی
ہر راہ حضرت کو دی عرضداشت
وہ عرضی پڑہی جسگہڑی شاہ نے
ہوئے داخل عشق منزل جو شاہ
گئے لیکے استاد وہ اہلکار
جب استاد سب سن چکے بادشاہ
نہ دخل اسمین ہرگز محل کو نہین
محل ہوکہ بیگم
غریبون کی منت کرتی ایکین
کہ تہے وہ اونہین وجہ قوت فراغ
براہیم خان و جہانگیر خان
وہ شاداب تہے اور تہے باردر
اونہین دیکھکر ہوتے تہے وہ نہال
اونہین وہ شجر مثل فرزند تہے
محل تہی خاتون پردہ نشین
سلیمان و بلقیس کا حال تہا
بہت دور تک حد جاگیر تہی
جند باغ پر اوس سے جہگڑا ہوا
بے ظلم بادی حکومت ہوئی
کیا قبضہ داروغہ نے باغ پر
لگے اہلکاران شہ کے قریب
کہ ہر نخل بستان قلم ہوگیا
نہ بیون کی بہی پاس جایا کئے
نہ پائی مگر داد بیداد کی
کہ ہو باغ کی سرزمین واگذشت
سنی اون غریبونکی اللہ نے
بلائے گئے پیشتر دادخواہ
کہ تہا جنکو جاگیر کا اختیار
تو کی دستخط عرضی دادخواہ
یہ خارج ہے جاگیر سے سب زمین

سیاست کو موجود استاد ہین
سزاوار باغ اہل فریاد ہین

محل نے سنی یہ خبر ناگہان
وہان کا کیا قصد شہ نے جہان

کہا جا کے شہ سے یہ میرا ہے باغ
اونہین باغ تمنے دیا مجکو داغ

ہوا دل کو اس غم سے صدمہ کمال
کہ میرا نہین شاہ کو کچھ خیال

تم اونپر کروگے اگر التفات
شبہ اسمین ہوجائیگی میری بات

کہا شہ نے ہرگز یہ ہونا نہین
سبب دیدہ مجکو یہ دینا نہین

سند پاس رکھتے ہین وہ باغ کی
دوا کیا تمہارے غم وداغ کی

محل کچھ رعایا سے پیارا نہین
ہمین ایسی خاطر گوارا نہین

غرض تین دن تک بکھیڑا رہا
محل نے نہ کہائی کئی دن غذا

محل کو غم آگین کیا شاہ نے
اونہین باغ دلوا دیا شاہ نے

درختون کی قیمت اونہین مل گئی
ملی داد دل کلفت دل گئی

عدالت کی باتین تو ہین بےشمار
لکھی ہین مگر مختصر پانچ چار

سنی شہ نے جب نالہ کش کی صدا
تو انصاف اوسکا اوسی دم کیا

مگر اہلکارون نے روکی تھی راہ
پہونچتی نہ تھی عرضئہ دادخواہ

جو پہونچی تو مطلب براری ہوئی
اوسی دم اوسیوقت جاری ہوئی

بیان سخاوت بادشاہ

سخاوت سے ہوتا ہے دنیامین نام
سخاوت سے بنتے ہین عقبی کے کام

سخاوت سے حاتم ہوا نامور
سخاوت ہے تیغ بلا کی سپر

سخاوت ہے آوازۂ کوس ذات
سخاوت سے عطر لباس حیات

سخی نام سلطان عالم ہوا
زمانے سے گمنام حاتم ہوا

فراوان دیا مال گنج خطیر
غنی ہوگئے بینوا و فقیر

وہ ہمت تھی یہ بھی بہت کم ہوا
کہ جام گدا ساغر جم ہوا

امیرون کو موتی کے مالے دیے
غریبون کو لاکھون دوشالے دیے

تو ہوتا نہ پیشہ کوین شاہ کی بخشش — کہ زر بستہ کف پنجۂ [illegible]
اتنے پیسے سے شاعرون کے اگر — تو لڑوا دیتے ہیں لعل و گہر
دیا اہل عالم کو زر بے حساب — ہر اک ذرے کو کر دیا آفتاب
کبھی زر دیا گاہ رتبے دیئے — غرض چین دل کو نہ تھا دیئے
زر و سیم سے سب کے گھر بھر دیئے — جواہر کے محلون کو زیور دیئے
جسے زر دیا حد سے افزون دیا — کہ ایک ایک کو گنج قارون دیا
لکھونگا جو محلون کی جاگیر کو — تو ہو جائیگا طول تحریر کو
ندیمون کو پہنائے ایسے لباس — کہ ویسے نہ تھے بادشاہون کے پاس
جو پورو دہلی مین جاگیر دی — ندیمون کو کیا کیا نہ توقیر دی
ہوا دار بیحد دیئے زر نگار — دیئے ہودج و پیل بھی بیشمار
دیئے اسپ لاکھون لباز و یراق — پری حسن مین چال مین تھی براق
دیئے اتنے درباریون کو خطاب — کہ دفتر ہو لکھیے جو فرد حساب
سخاوت کو یون ختم شہ نے کیا — فرنگی کو ملک اودھ دے دیا
یہ ادنی ہی اک بذل شاہ زمان — زبان پہ ہے یاد یہ داستان

حال رضی الدولہ وغیرہ

بڑے سب سے جو پہلے ندیمان خاص — بہت اہل شوکت تھے وہ خود پسند
بہت پیار کرتے تھے حضرت انہین — مراتب کئے تھے عنایت انہین
وہ تھے مورد لطف شہ جزو کل — کہ ہو گیا تھا ہر اک خار گل
عنایت جو حضرت نے کی بیکران — کیا سنگریزون کو کوہ گران
کرم ان ندیمون پر ایسا کیا — کہ ایک ایک قطرے کو دریا کیا
ہر اک بات بھی انکی منظور کی — چراغون کو دی روشنی طور کی
دہان و لب شاہ والا وہ تھے — زبان جہاندار گویا وہ تھے
جواہر خزانہ دیا شاہ نے — اونہین کان [illegible]

خطا ایک سے کچھ ہوئی ناگہاں　　کیا کوچ کا رخ فرو بالکان
ہوئے واقف جرم ہر چند شاہ　　نہ پھیری مگر عاطفت کی نگاہ
ز بسکہ رحم صدمہ گوارا کیا　　سنے عذر تقصیر اشارا کیا
مگر لیکہ وہ جو فرومایہ تہا　　نہ چھوڑی کسی طرح راہ خطا
نہ لایا جو وہ دہیان مین حکم شاہ　　دکہانے لگا رنگ بخت سیاہ
شفقتین ہوئے سب سے شاہ زمین　　ہوا بحر قہر و غضب موج زن
اوسی کے جو تھے واسطہ دار سب　　ہوئے ساتھ اوسکے گرفتار سب
مخالف جو چرخ کہن ہو گیا　　تو نشہ وہ سارا ہرن ہو گیا
ہوئے قہر سلطان سے جب وہ اسیر　　ملا اونکو زندان مین فرش حصیر
پس ہفتہ پہر رحم سلطان ہوا　　یہ ارشاد بہر اسیران ہوا
کہ اب بہی کرین توبہ اہل خطا　　نہ پائین تو مجلس سے کر دو رہا
چلی جائین وہ سب مری شہر سے　　بچا جائین جان آفت و قہر سے
نکالی جو ہیرے دیے ہین انہین　　جو خلعت عنایت کئی ہین انہین
زمرد گہر لعل یاقوت زر　　نہون ضبط لیجائین سب لاد کر
نہ لے نام ہرگز کوئی ضبط کا　　کہ جو جسکو ہے نے دیا وہ دیا
غرض شہر سے وہ نکالے گئے　　مع سیم و زر جانے ڈالے گئے
زہے بخشش و رحمت بادشاہ　　دیا زر بجاے سزاے گناہ
وہ آغاز تھا عہد اقبال کا　　کہ اہل خطا پر ہوئی یہ عطا
سخاوت کہین دس برس کی جو ہم　　تو کاغذ کے دستے ہون بجد ہم
حد بذل سلطان سے کار محال　　گنے موج دریا کوئی کیا مجال
کسی طرح ممکن نہین اے صغیر　　کہ ذرے سے ہو مدح مہر منیر
کسی سے بہی انجم شماری ہوئی　　کہان ہو سمجھ کیا تمہاری ہوئی

اسیرون کو ہوئی　　احوال مجمل مع حال صاحبکلان

کہان ہے تو اے ساقئ نیک ذات
کہ لبریز ہوتا ہے جام حیات

مئے آب حیوان پلا دے مجھے
مین ہون طالب جان جلا دے مجھے

دے جام بادہ تامل نہ کر
چراغ طلبگار کو گل نہ کر

یہ خمخانہ ماتم سرا ہے مجھے
تری ذات کا آسرا ہے مجھے

پلا دے اگر عرض مقبول ہو
تو داغ جگر جو ہے وہ پھول ہو

کہین دل کو آرام ملتا نہین
کہ شیشے سے اب جام ملتا نہین

غم ہجر بادہ جو ہر آن ہے
دل آفت مین اندوہ مین جان ہے

غم ہجر سے بچا لے مجھے
پلا دے پیالے پیالے مجھے

زہے شاہ ماہ نجوم شہان
ہلال اور وہ آفتاب جہان

کوئی عہد دولت مین غمگین نہ تھا
کوئی آدمی ناتوان مین نہ تھا

نہ چارہ وہ تھا چراغ گدا
کہ تھا آسمان پر دماغ گدا

پریشان سنا بھی نہ تھا دل کوئی
نہ ہوتی تھی درپیش مشکل کوئی

عجب عہد دولت مین تھا سکھ چین
نہ تھا غم سوائے عزائے حسین

یہ حال جہان ہر محرم مین تھا
کہ جو تھا سیہ پوش اس غم مین تھا

میان محل ذاکرون کا ہجوم
وہ دلدل کی آمد وہ مہندی کی دھوم

کنول جھاڑ سے عالم نور تھا
ہر شمع پر جلوۂ طور تھا

یہ تقسیم ادنی سی تھی بات تھی
کہ جو شی تھی وہ نذر سادات تھی

سوائے محرم یہ احوال تھا
کہ تھا عید کا روز جو سال تھا

سنون عطر کا صرف محلو نہین تھا
بیان کس سے ہو حال پوشاک کا

بنت پانچون مین یہان تک لگی
کہ ذرون سے دونی گری ریزگی

فلک پست تھا انکی اکرام سے
زمانہ رہا شاد انعام سے

عجب سیر چشمی تھی ہر ایک کو
ہوا فیض یکسان بد و نیک کو

زمانے کو تھا عیش و راحت سے کام
دعا شہ کو دیتے تھے سب صبح و شام

کوئی شل لیسو پریشان نہ تہا کوئی مشکل آئینہ حیران نہ تہا
بہار اس طرح عشق منزل مین تہی خوشی جسطرح خانۂ دل مین تہی
کہین مروہے سے تہے کہین چوبدار زری پوش تہے خادم شہریار
یہ تہا حال شاہ سلیمان جناب نماز سحر پڑھکے تا وقت خواب
کہا مرثیہ یا غزل یا سلام کہ تہی دل کو ہر وقت فکر کلام
سلام اہل دربار کے جب لیے ضروری جو احکام تہے وہ دیئے
جو دستور نے عرض کی کوئی بات سنی التماس اوسکی با التفات
اگر کوئی پرچہ کسینے دیا اوسے دستخط بادشہ نے کیا
کسی وقت گانا بجانا ہوا محل آگئے تو زنانا ہوا
غرض اس طرح جب ہوا دن تمام تو گلشن مین بجنے لگی وقت شام
ہوا شاہ کہاتے تہے تا نصف شب کہ تبخیر سے حال دل تہا عجب
اوٹہائین تہین حضرت نے بیماریان مثال گل نرگس بوستان
کوئی فصل مسہل سے خالی نہ تہی مگر صحت ذات عالی نہ تہی
اطبانے ہر چند تدبیر کی نہ بدلی مگر شکل تبخیر کی
کسیدن طبیعت ٹہرتی نہ تہی کہ تبرید تاثیر کرتی نہ تہی
زمستان مین پروانہ تہی شال کی دلائی کی حاجت نہ رومال کی
حرارت تہی سرما مین بہی اس قدر کہ ہوتے تہے کپڑے پسینے مین تر
جو کرتے تہے کاغذ کی سمت التفات تو کٹتی تہی اوسدن خرابی سے رات
کہ اوٹہتے تہے شعلے مثال چراغ وہ جاتے تہے سینے سے سوئے دماغ
جو اپنے تہے نواب کو کام سب اوسی کی زبان پر تہے احکام سب
وہی مالک لشکر و مال تہا وہ مختار گہر کا بہر حال تہا
یہان تک تہی اوس پر عنایات شاہ کہ تہا اختیار سفید و سیاہ
وہ دستور بہی تہا بہت نیکذات کہ ہمطرح خوان آج تک کائنات

کل گلشن خیر خواہی وہ تہا
بہار گلستا
کریگا وزیر اوسکو جو بادشاہ
تو اوسکا ہو [illegible] شاہ
رضا جوی شہ تہا وہ شام و سحر
وہ تہا خیر خواہ شہ دادگر
بظاہر تو اوسکا یہ احوال تہا
مگر حال دل سے ہے واقف خدا
کئی نسبتیں تہیں اوسے شاہ سے
قرابت تہی ہر عجزت ماہ سے
رہا نو برس تک اوسے اختیار
عیان ہے ہوا جو کچھہ انجام کار
جہان ہو وہ دستور فرخندہ فال
نہ آئے کبہی سلطنت پر زوال

مخصوص حال صاحبکلان

ہوئے سکہ زن جب سلیمان جناب
تو اجلاس کی دن سے تا انقلاب
رزیڈنس دو آئے با عز و شان
مگر پہلے تہا لو صاحب کلان
رہی اوس سے رسم ورہ شہریار
گیا بعد یکسال وہ ذیو قار
سلیمین کی آمد ہوئی ناگہان
ہوا تختگہ کا وہ صاحبکلان
اوسے لوگ کہتے تہے سیاح دہر
پہرا تہا وہ ہر ملک مین شہر شہر
جب آیا سو درگہ بادشاہ
تو اوترا اوسے بنال کلاہ
ملاقات کے بعد رخصت ہوا
جو معمول تہا وہ عنایت ہوا
فرو کش ہوا عافیت گاہ مین
مشرف رہا خدمت شاہ مین
مگر مدت عہد مین شہریار
رزیڈنس کے گہر گئے ایکبار
رہی آرزو پہر رزیڈنس کو
کہ آئین دوبارہ شہ نیک خو
طبیعت جو رہتی تہی شہ کی علیل
مکرر نہ جانے کی تہی یہ دلیل
غرض وہ رزیڈنس صبح و مسا
بدستور سرگرم عہدہ رہا
کیا دو برس تختگہ مین قیام
مساحت کو آخر نکالے خیام
یہ سلطانعالم سے ظاہر کیا
کہ ہے ناموافق یہان کی ہوا
ہمارا ارادہ ہے پہر سفر
کہ ہو دل کو تفریح شام و سحر

ہوا کہا نیکے ملک سلطان مین ہم | پہر نیکے ہر اک سو بیابان مین ہم
سنا شاہ نے جس گہڑی یہ پیام | کہا جائین چند اشتران خیام
غرض اونٹ چہکڑے لدی بیشتر | گئے فیل سرکار سے بیشتر
چلا تخت گہ سے جو وہ ذی وقار | گئے جا کر سنہ پیادے سوار
گیا ساتھ ایک ایلچی ذی شعور | گئے نکلے بیابان و دشت و حجور
غرض جسجگہ جاکے پہونچے خیام | ہوا جانب شاہ سے اہتمام
زمیندار ہر سو سے آنے لگے | سب احوال اپنا سنانے لگے
ہوئے جمع پیر و جوان سیکڑون | گذرنے لگین عرضیان سیکڑون
جو تہے دادیابان درگاہ شاہ | مگر وہ اوس سے ہوئے دادخواہ
رعایا کی فریاد اکثر سنی | مکرر سنی خود بلا کر سنی
کہین دن کو ٹہیرا کہین رات کو | گئے چند ناظم ملاقات کو
زمینداروں سے بہید لیتا رہا | تسلی غریبون کو دیتا رہا
یہ درخواست کی ہر زمیندار نے | کہ جو جمع باندہی ہے سرکار نے
اگر چاہین صاحب تو تخفیف ہو | نہو جبر پہر نہ تکلیف ہو
غرض اوسنے جسکے لیے لکہدیا | نوشتہ وہ شہ نے پذیرا کیا
پہرا ملک سلطان مین وہ چندماہ | غرض پہر ہوا داخل تختگاہ

حکایت شاہ

کئی سال گذرے تہے اوسے اور جب | عجب ماجرا یہ ہوا ایک شب
کہ سوتا وہ تنہا بستر فرش پر | تلنگے تہے استادہ باندہے کمر
صدا آئی بندوق کی ناگہان | اوٹہے خواب غفلت سے ہو کر جوان
تلنگے بہی دوڑے ہر اک سمت سی | کہ یہ کیا ہوا کسنے مارا کسے
خبردار لینا ہوئی یہ جو دہوم | کیا کسنے یہ بہی جرم کر ہجوم
حقیقت تلنگون سے پوچہی گئی | کہ بتلاؤ آواز کیون تمنے سنی

کوئی اوس مین بولا کہ اک شخص تہا
وہ ہتہیار باندھے

کئی بار مین نے پکارا اوسے
نہ دی اوس نے

غرض سلے گئے روشنی ہرطرف
بہت جستجو سب نے کی ہرطرف

کسیکا نشان بہی نہ پایا کہین
اگر کوئی ہوتا تو ملتا کہین

میان بخش جو گذری وہ رات
گیا پرچہ پیش شہ نیکذات

تعجب ہوا سنکے شہ کو کمال
اشارہ کیا بہر تحقیق حال

کہلا وقت تفتیش یہ ماجرا
تلنگا جو پہرے پر استادہ تہا

اوسی کی کف دست تہی خونچکان
نشانہ تہی گولی سے سقف مکان

قرینے سے معلوم یہ ہو گیا
ہتیلی دہرے نال پر سو گیا

وہ اونگہا تو بندوق خود چل گئی
کف دست پردہ بلا ٹل گئی

غلط گو وہ اظہار اوسکا ہوا
مگر یون اشارہ ہوا شاہ کا

معین وہان مردم چند ہون
پئے اجنبی راستے بند ہون

بہت پاس صاحب جو تہا شاہ کو
یہ تہا حکم امیران درگاہ کو

رزیڈنس جو کچہ کہے وہ کرو
کسی طرح کی بر خلافی نہو

غرض تہا یہ حال امیر و وزیر
رزیڈنس کے سب تہے فرمان پذیر

لکہا اوسنے جو شہ کو پرچہ پیام
اوسی وقت اوسکا ہوا اہتمام

غرض تہا یہ رتبہ رزیڈنس کا
کہ ہر مشورے مین وہ شامل رہا

قلمرو مین عمال شہ جب سے گئے
رزیڈنس کی رای سے سب سے گئے

کسی دن گیا پاس اوسکے وزیر
شب و روز حاضر رہا اک سفیر

یہ تہا شہ سے ایکا رزیڈنس کا
وزیر خردمند ہو دوسرا

یہ دستور دانا و عاقل نہین
نیابت وزارت کے قابل نہین

مگر مہر شہ تہی جو دستور پر
نہ بدلا اوسے خود نہ پہیری نظر

رزیڈنس دانا کہن سال تہا
زبان گو تہی منہہ مین بگرلال تہا

ہوئے جب دست اوریمی چند سال ۔ ہوا اوسکے دستور سے لیک ملال
تنزلی بو رنجش کو ہوتی گئی ۔ کدورت صفائی کو دہوتی گئی
نہ ٹھہری صفائی کی صورت ذرا ۔ نہ نکلی دلون سے کدورت ذرا
بظاہر وہ پہلے مخالف نہ تھا ۔ مگر کوئی باطن سے واقف نہ تھا
خصوصت جو ہر سو نہانی رہی ۔ بہت فکر ایذا رسانی رہی
مٹی پہلے دستور سے رسم و راہ ۔ ہوا آخر کار بدخواہ شاہ
بڑہا رنج تو صورت گرد باد ۔ اوڑانے لگا وہ غبار فساد
ہمیشہ طریقہ یہ اوسکا رہا ۔ برائی کو رمز کو لکھتا رہا
وہ لکھتا رہا حال شام و پگاہ ۔ کیا نامہ ہائے عمل کو سیاہ
لکھا یون کہ ہوتے ہین اب ظلم و جبر ۔ ستمدیدہ ناچار کرتے ہین صبر
نہین لایق کار دستور شاہ ۔ رعایا ہے سب بادشہ کی تباہ
کہ مسند ہے شاہ عالی وقار ۔ وزیر الممالک کو ہے اختیار
قلمرو مین دورے کو جب مین گیا ۔ تو دیکھا عجب حال ہر ایک کا
ہر اک ہو گیا کشتۂ جور سے ۔ بہت شاہ کا ملک بے نور ہے
غرض یون لکھا روز احوال شاہ ۔ لکھے اوسنے چالیس دستے سیاہ

حال رفتن سلیمن بکوہ و آمدن اورمز بتختگاہ

رزیڈنس کو طول منظور تھا ۔ گرفتار اندوہ دستور تھا
اوڑا تھا یہانتک غبار ملال ۔ کہ رشتہ بھی چلنا ہوا تھا محال
یہ تھی فکر دستور کو روز و شب ۔ بدل جائے یہ کچھ ہوا ایسا سبب
غرض بندوبست اس طرح کا کیا ۔ اوسے تخت گہ سے بدلوا دیا
سوکوہ جب وہ روانہ ہوا ۔ چلی توپ واقف زمانہ ہوا
بر آئی تمنا بلا رد ہوئی ۔ گیا وہ تو اورمز کی آمد ہوئی
کئی سال عہدے پہ اورمز رہا ۔ سلیمن سے لیکن بہت کم رہا

سلیمن سے کہ غم کا جو تھا کچھ خیال / رہی دل مین اوسکے بہی گرد ملال
بظاہر بہت خیر اندیش تہا / نہانی مگر صورت نیش تہا
سراپا خبیث رہا شاہ سے / جو کہنا ہوا وہ کہا شاہ سے
رہا کام پر اپنے وہ ذی وقار / نہ تھا کچھ دل بادشہ مین غبار
رزیڈنس وہ تھا بہت ذی شعور / رہا سرخرو بادشہ کے حضور
نہ تھا اوسکو ظاہر مین شبہ ملال / نہین جانتا کوئی باطن کا حال
گورنر کو لکہتا رہا حال سب / لکہا حال ہر ماہ و ہر سال سب
ہوئے عہد مین اوسکے جو سانحے / نہین مطلب اون سب کی تحریر سے
مگر شامل عادل شہ ہے جو حال / اوسی سے غرض ہے اوسی کا خیال
کرونگا مین پھر ذکر صاحب کلان / سناؤن کوئی اور اب داستان

داستان قتل شدن مولوی امیر علی

پلا ساقی ایسی مئے تند و تیز / کہ ہو جسکے نشہ مین قصد ستیز
پلا دے مئے سرخ کا وہ سبو / کہ چشمان زاہد مین اوترے لہو
وہ نشہ کرے بادۂ لالہ گون / کہ آئے نظر مجکو دریای خون
وہ دور مئے ناب گلرنگ ہو / کہ پیر خرابات سے جنگ ہو
پر آشوب ہین آسمان و زمین / زمانے مین ہے شورش کفر و دین
خدا جانے کل کیسی افتاد ہو / پلا آج ساقی کہ دل شاد ہو
برابر ہون سب دوست و دشمن مجھے / نہ ہو پاس شیخ و برہمن مجھے
عدالت سے کی سلطنت شاہ نے / سخاوت سے کی سلطنت شاہ نے
ہوس کے تماشے سے رغبت رہی / ندیمون سے دن رات صحبت رہی
کبہی صحبت شعر خوانی ہوئی / کبہی بحث لفظ و معانی ہوئی
غریبون کو انعام دیتے رہے / امیرون کو احکام دیتے رہے
ملی بیشتر دادخواہون کو داد / ملی نامرادون کے دل کی مراد

ہوئے جب اوسے اور بھی چند سال ہوا اوسکو دستور سے لیہ ملال
ترقی جو رنجش کو ہوتی گئی کدورت صفائی کو ہوتی گئی
نہ ٹھہری صفائی کی صورت ذرا نہ نکلی دلون سے کدورت ذرا
بظاہر وہ پہلے مخالف نہ تھا مگر کوئی باطن سے واقف نہ تھا
خصومت جو ہر سو نہانی رہی بہت فکر ایذارسانی رہی
مٹی پہلے دستور سے رسم و راہ ہوا آخر کار بد خواہ شاہ
بڑہا رنج تو صورت گرد باد اوڑانے لگا وہ غبار فساد
ہمیشہ طریقہ یہ اوسکا رہا بڑائی گورنر کو لکھتا رہا
وہ لکھتا رہا حال شام و پگاہ کیا نامہ ہائے عمل کو سیاہ
لکھا یون کہ ہوتے ہین اب ظلم و جبر ستمدیدہ ناچار کرتے ہین صبر
نہین لایق کار دستور شاہ رعایا ہے سب بادشہ کی تباہ
کسلمند ہے شاہ عالی وقار وزیر الممالک کو ہے اختیار
قلمرو مین دورے کو جب مین گیا تو دیکھا عجب حال ہر ایک کا
ہر اک بینوا کشتۂ جور ہے بہت شاہ کا ملک بے نور ہے
غرض یون لکہا رزا حوال شاہ کئے اوسنے چالیس[1] دستے سیاہ

حال رفتن سلیمن بکوہ و آمدن اودرم بتختگاہ

رزیڈنٹ[2] کو طول منظور تھا گرفتار اندوہ دستور تھا
اوڑا تھا یہان تک غبار ملال کہ رشتہ بہی چلنا ہوا تھا محال
یہ تھی فکر دستور کو روز و شب بدل جاے یہ کچھ ہو ایسا سبب
غرض بندوبست اس طرح کا کیا اوسے تخت گہ سے بدلوا دیا
سوے کوہ جب وہ روانہ ہوا چلی توپ واقف نہ ماہر ہوا
برآئی تمنا بلا رو ہوئی گیا وہ تو اودرم کی آمد ہوئی
کئی سال عہدے پہ اودرم رہا سلیمن سے لیکن بہت کم رہا

[1] بعض راوی چہل دستہ کا لفظ بیان کردہ اند و بعض بیست و چہار گفتہ اند ۱۲
[2] رشتہ خفگی کردہ شد زیر بار داد دنیا از رفت ۱۲

سلیمن کے غم کا جو تھا کچھ خیال ۔ رہی دل مین ار
بظاہر بہت خیر اندیش تھا ۔ نہانی مگر صورت نیش تھا
سراپا خمین رہا شاہ سے ۔ جو کہنا ہوا وہ کہا شاہ سے
رہا کام پر اپنے وہ ذی وقار ۔ نہ تھا کچھ دل پادشہ مین غبار
رزیڈنس وہ تھا بہت ذی شعور ۔ رہا ہمرہ پادشہ کے حضور
نہ تھا اوسکو ظاہر مین شہ سے ملال ۔ نہین جانتا کوئی باطن کا حال
گورنر کو لکھتا رہا حال سب ۔ لکھا حال ہر ماہ و ہر سال سب
ہوئے عہد مین اوسکے جو سانحے ۔ نہین مطلب اون سب کی تحریر سے
مگر شامل عدل شہ ہے جو حال ۔ اوسی سے غرض ہے اوسی کا خیال
کرونگا مین پھر ذکر صاحب کلان ۔ سناؤن کوئی اور اب داستان

داستان قتل شدن مولوی امیر علی

پلا ساقی ایسی مے تند و تیز ۔ کہ ہو جسکے نشہ مین قصد ستیز
پلا دے مئے سرخ کا دو سبو ۔ کہ چشمان زاہد مین اوترے لہو
وہ نشہ کرے بادۂ لالہ گون ۔ کہ آوے نظر مجکو دریای خون
وہ دور مئے ناب گلرنگ ہو ۔ کہ پیر خرابات سے جنگ ہو
پر آشوب ہین آسمان و زمین ۔ زمانے مین ہے شورش کفر و دین
خدا جانے کل کیسی افتاد ہو ۔ پلا آج ساقی کہ دل شاد ہو
برابر ہون سب دوست دشمن مجھے ۔ نہ ہو پاس شیخ و برہمن مجھے
عدالت سے کی سلطنت شاہ نے ۔ سخاوت سے کی سلطنت شاہ نے
رہس کے تماشے سے رغبت رہی ۔ ندیمون سے دن رات صحبت رہی
کبھی صحبت شعر خوانی ہوئی ۔ کبھی بحث لفظ و معانی ہوئی
غریبون کو انعام دیتے رہے ۔ امیرون کو احکام دیتے رہے
ملی بیشتر دادخواہون کو داد ۔ ملی نامرادون کے دل کی مراد

اسی طرح کی سلطنت نو برس
اودہ سے نوین سال آئی خبر
کہ ہندو مسلمان مین جھگڑا ہوا
فنا قی ہے مسجد گرائی ہو گئی
سو کعبہ ہر ایک دیندار تھا
بہت اہل اسلام مارے گئے
زبر دستئی دست فاسد ہوئی
غرض جب یہ گذری خبر شاہ کو
بہ تعجیل اسکا تدارک کرو
تامل نہو بہر تحقیق حال
غرض جب حکم سلیمان جناب
روانہ کئے تخت گہ سے امین
کیا حکم ناظم کو تحقیق کا
لکھا بعد کچہ دن کے ناظم نے حال
بہت ہی سے دریافت اون سے کیا
نہین ہے بنا کا ٹھکانا کہین
وزیر الممالک نے پڑھ کر یہ حال
ہوا حکم پھر اسکی تحقیق ہو
تدارک کو گذرے مہینے کئی
سُنا اہل اسلام نے جب یہ حال
اٹیٹھی مین تھا ایک مرد خدا
وہ تھا اپنے مذہب مین طاعت گذار
سپاہی جب اوسنے کسی تھی کمر

دعا سبکی تھی شہ جئین سو برس
کسی مخبرون سے سنا تھی خبر
چلی تیغ کعبہ کلیسا ہوا
ہنومان گڑہ مین لڑائی ہوئی
کلیسا مین انہوہ کفار تھا
تنون سے بہت سر اوتارے گئے
نجاست سے آلودہ مسجد ہوئی
ہوا حکم دستور ذیجاہ کو
شریرون کو تعزیر معقول دو
کہ اس سانحے کا برا ہے مآل
وزیر خجستہ سیر نے شتاب
نہین یاد اتنا وہ دو تھے کہ تین
کہ تم بھی مفصل لکھو ماجرا
کہ جو ہین بزرگان دیرینہ سال
نہین ٹھیک ملتا نشان بنا
تخالف سے اثبات مسجد نہین
کیا عرض پیش شہ خوشخصال
امین اور اکو بھی روانہ کرو
خبر شہر و قریہ مین پہنچ گئی
ہر اک کو ہوا رنج مسجد کمال
وہ درویش تھا عالم عصر تھا
جوانمرد ثابت قدم جان نثار
تو سجدہ کیا تھا ہر اک گام پر

ذہنین وحشت سے جو پیغام
انگشت ست آدمیان تمام

جہانبانی کے پیرا ہم نقشب
اشتر دست ناقم تلی ست انیر

مغلوں میں جنگی اوستے جب دبدبہ جنگ
ہوا اوستے نہ مانا کامرش رکاب

کہا ترکو کر ادسنے غضب ہو گیا
کہ اسلام کو ضعف اب ہو گیا

تہ تیغ کین ہر مسلمان ہوا
قیامت ہے پامال قرآن ہوا

حقارت ہوئی دین اسلام کی
جیا مین تو یہ زیست کس کام کی

کہ یہ چند روزہ ہے دنیاے دون
رہ ایزد پاک مین جان دون

سنا اہل صحبت نے جب یہ کلام
کہا مولوی سے کہ اے نیک نام

ذرا سوچ لے خوب اسکا مآل
کہ نادان کرکے لڑنا ہے محال

یہ ہے امر دشوار بازی نہین
یہ ہمت تماشا کی بازی نہین

کہ ہر دو جہان مین جو ہوشیار ہے
کہ لڑنا بہت امر دشوار ہے

دیا اونکو یہ مولوی نے جواب
کہ اب زندگانی ہے مجھکو عذاب

مرا گوے سر اور میدان ہے
کہ دست اجل مین گریبان ہے

یہ کہکر اوٹھا اور باندھی کمر
چلا گھر سے پڑھ کر نماز سحر

ہوا شام تک داخل لکھنو
گیا عالمون کے قرین چارسو

کیا مشورہ اون سے پھر جہاد
کہا سب نے واجب ہے یہ اجتہاد

ایلچی کو پھر وہ روانہ ہوا
خبر سن کے حاضر زمانہ ہوا

ہر اک گانون سے لوگ آنے لگے
پے مرگ بیڑا اوٹھانے لگے

ہوے بیشتر جمع پیر و جوان
لگا سے ہوے تیغ و تیر و کمان

وقائع نگارون نے لکھی خبر
سو بارگاہ شہ دادگر

کہ نوسو میان جمع دیندار ہین
وہ دیندار اجل کے طلبگار ہین

ہوا چاہتا ہے فساد عظیم
کہ آمادہ ہین لوگ بیخوف و بیم

وزیر الملک نے سنکر خبر
امیرون سے شوری کیا جلد تر

مولوی محمد ...
مولوی رحمت اللہ
مولوی غلام احمد
مولوی اسد اللہ
مولوی محمد ...
مودود ...
۱۲

اسی بات پر سب ہوئے ہمزبان
یہان وہ جو آئے تو سمجھائیے
پسند آئی سب کو یہی بات جب
جب آگاہ نواب ناظر ہوا
ہوا اس طرح حکم دستور شاہ
اوسے خط لکھو اور بلواؤ تم
لکہا نامہ خواجہ سرا نے وہین
سرنامہ پہلے بزرگی لکھی
روانہ کیا ایک ذی قدر کو
گیا نامہ بر اور پہونچا وہان
ملاقات کی اور نامہ دیا
جب آمادہ وہ پیر دانا ہوا
گیا جب وہ نزدیک خواجہ سرا
گیا پیش دستور وہ نیکنام
قرین یقین سکے اور دو عالم آئے
وزیر الممالک سکے ارشاد سے
کہا ہے یہ حکم خدا اور نبی
مناسب ہے اس قصد سے باز آؤ
کروگے اگر قصد اسکے خلاف
مناسب نہین تم کو عزم جہاد
غرض پند کی جب اونہون نے کتاب
کہ برحق ہے حکم خدا و رسول
اگر حاکم وقت سے انتقام
کہ پایا ہے مولوی کو یہان
نشیب و فراز اوسکو دکھلائیے
کیا ایک خواجہ سرا کو طلب
حضور وزیر آ کے حاضر ہوا
کہ ہے مولوی سے تحیین سروراہ
یہان جس طرح ہو سکے لاؤ تم
ہے مرد دیندار و صاحب یقین
بہت اوسکے دل کو تسلی لکھی
کہا جا کے سمجھاؤ یہ نامہ دو
کہ تھی جس جگہہ فوج اسلامیان
لکھی روز مین اوسکو راضی کیا
مع چند مردم روانہ ہوا
وزارت مین خواجہ سرا لے گیا
سلام علیکم کہا و السلام
کتابین بھی کچھہ اپنے ہمراہ لائے
ہوئی بحث اوس پیر دانا سے
اطاعت کرو حاکم وقت کی
کہ جو فکر حاکم کو ہے تم بجا لاؤ
تو ہو جائیگا شرع سے انحراف
کہ پڑ جائیگا سلطنت مین فساد
مجاہد نے اونکو دیا یہ جواب
کہیگا جو حاکم کرینگے قبول
مگر پاند ہنے سے ہمین کیا ہی کام

غرض شہ نے کہا اوس کو تقریر ہو
ہو بندوبست کی سے وہ تعمیر ہو

کہ کچھ بیچ ہو تعداد ایام کی
کہ بد ترکیب ہو گی اس کام کی

غرض وعدہ کچھ روز دن کا ہو گیا
مجاہد اوٹھا فیصلہ ہو گیا

وزیر سے نظم سے رخصت ہوا
چلا جب تو ہمراہ خلعت ہوا

وہ کشتی نے لی یہ اشارہ کیا
دو شانے سے بیٹھے کنارہ کیا

روانہ ہوا مولوی پھر ادہر
کہ تھا لشکر اہل ایمان جدہر

کیا قول و اقرار کا انتظار
جماعت سے ہر دم رہا ہوشیار

ہوئی مدت اقرار کی جب تمام
نہ آئی نظر صبح مطلب کی شام

کیا جا کے بانسی مین اوسنے جماو
کہا سب سے مرنا ہو یا رو تو آو

ہر اک جا سے شیدا آنے لگے
اجل کے خریدار آنے لگے

رزیڈنس کو جب یہ پہونچی خبر
کہ آمادہ ہے مولوی جنگ پر

بہ تعجیل وہ پیش حضرت گیا
نکالا کوئی سلسلہ بات کا

ہوا حال جنگ اور وہ جب بیان
یہ گویا ہوا شہ سے صاحبکلان

کہ ہے مولوی کو جو قصد وغا
خیال اسمین لازم ہے انجام کا

نہین گھٹنے کا جب بڑھیگا فساد
رہ فتنہ کا چاہیئے انسداد

وگرنہ بہت خون ہو جائینگے
ہزارون لڑائی مین کام آئینگے

اوسے پہلے فہمایشین کیجئے
نہ مانے تو بیشک اوڑا دیجئے

رزیڈنس جب کر چکا یہ بیان
ہوئے گوہر افشان خدیو جہان

کہ کندیدہ سجدہ ہو تحقیق اگر
تو نازل ہو قہر اہل زنار پر

کیا سب نے پامال قرآن کو
نہ ہو صدمہ کیونکر مسلمان کو

مجاہد ہین آمادہ رک سکتے نہین
اوٹھایا ہے سر سب نے جھکتے نہین

ہم اب آپ کو دیتے ہین اختیار
کرتا سرد ہو آتش کارزار

اعانت کسیکی نہین کرتے ہم
رہ واجبی مین ہے اپنا قدم

خطا آپ تحقیق کر لیجیے
رزیڈنس نے شاہ سے یہ کہا
نہین فیصلے کا ہمین اختیار
مناسب ہے تیغ آزمائی نہو
یہ کہکر رزیڈنس رخصت ہوا
کہ تدبیر اسکی کرو جلد تر
مناسب ہے سمجھا کے روکو اونہین
کہین کوچ اب مولوی کا نہو
سُنا جب یہ نواب نے حکم شاہ
سران سپہ کو یہ سمجھا دیا
گرفتار کرنا اگر ہین بڑے
ملا افسرون کو یہ فرمان جب
کہا دل مین کیا یہ مسلمان نہین
دیا عقل نے یہ اوسی دم جواب
یہ بیجا نہین بات فرمائی ہے
ہوا اُنکو سپہ کو بہت ناگوار
روانہ علاقون سے عامل ہوئے
سپہ کا جو راوی سے پوچھا شمار
بندگان لشکر جو تھے اہل دین
طریقہ بجا لائے آداب کا
کہ سمجھانے کا حکم ہے پیشتر
مناسب یہی ہے کہ کچھ سوچ لیے
کہ حاکم سے کچھ زور چلتا نہین

جو مجرم ہوا اوسکو سزا دیجیے
کہ اسمین نہین دخل ہمکو ذرا
کہ مالک ہین سلطان عالی وقار
لیے ملت و دین لڑائی نہ چاہ
ہوا حکم نواب کو شاہ کا
مجاہد کسی طرح کہو لین کر
نہ سمجھین تو دھمکا کے روکو انہین
عبث خون دیکھو کسیکا نہو
دیا اذن جانے ابھی دم سپاہ
کہ حافظ تمہین مولوی کا کیا
نہ کرنا تامل جو تم سے لڑے
مسلمان تھے سنکے تھرا گئے سب
کہ جنکو ذرا پاس ایمان نہین
عبث ہے تردد عبث اضطراب
یہ آگے سے ہوتی چلی آئی ہے
مگر کس کے گھوڑے سے گئے سب سوار
مع فوج بانسی مین داخل ہوئے
کہا اونسے تھی فوج یار انزار
گئے متفق مولوی کے قرین
سنایا اوسے حکم نواب کا
برائے اسیری تھے حکم دگر
نہ دم مارتے کچھ نہ کچھ بولتے
لڑائی سے مطلب نکلتا نہین

کہا مولوی سے کہ بیٹھے ہو سب — کرو سب بیان ثابت الرتبہ حال
نہین سرکشی ہمکو سرکار سے — اگر مدعا ہے تو کفار سے
وفا وعدہ کرتا جو اپنا وزیر — کمر کس لئے باندھتا یہ فقیر
قسم کہا کے سب افسرون نے کہا — کہ ہم وعدہ کرتے ہین کچھ روز کا
ٹھہنیا پھر اور آپ ٹھہرین یہان — کہ پڑ جائے بنیاد مسجد وہان
نہوا تلنے عرصہ مین تیار اگر — تو پھر جہاد آپ باندھین کمر
یہ وعدہ کیا مولوی نے قبول — روانہ ہوئے افسرون کے رسول
لکھی جا کے نواب سے یہ خبر — تہیا ہے۔ وہ درویش مع جانبد
اگر اب یہ اقرار ٹل جائیگا — تو پھر وہ بشوق اجل جائیگا
ہوا حکم منشی کو نواب کا — لکھو مفتیون کو یہ سب ماجرا
اوٹھا کر قلم منشی ذی کمال — یہ لکھنے لگا مفتیون کو سوال

خلاصہ استفتار مذہب اثنا عشری

کہ کیا کہتے ہین مفتیان متین — نیابت کن سید مرسلین
کہ جناب اودہ مین بہت اہل دین — ہوئے راہ حق مین تہ تیغ کین
ہرش کا فزونکا ہوا اس قدر — کہ بھاگے مسلمان گھر چھوڑ کر
کیا قتل ہر ایک غمناک کو — کیا بے نشان مسجد پاک کو
لہو اہل دین کا یہان تک بہا — کہ چشمے کے مانند جاری رہا
ہوئی بدعت کفر حد سے زیاد — مصاحف ہوئے پایمال عناد
فراہم ہین اب اور کچھ خاص و عام — کہ کفار سے جا کے لین انتقام
مگر رائے حاکم ہے اس نہج پر — کہ کہولین مسلمان تیغ و سپر
عدالت سے جو رای مین آئیگا — وہ حکم مناسب دیا جائے گا
نجا لین برائے جہاد اہل دین — مگر حکم سنکر مانتے وہ نہین
امامیہ مذہب ہے سلطان کا — سب اہل تسنن ہین اظہار دغا

کہ اک جایز الیونکی ہے یا نہین — کہ ہے اختلاف طریق ویقین
ہم الیون کی تعظیم دین یا نہ دین — کرین دستخط آپ یہ سب بدین
مسلمان عیوض اون سے لین نا لین — طلبگار فتوی ہین اس حال مین

گذشتن استفتا بنظر اقدس جناب سید العلما مجتہد العصر قبلہ وکعبہ جناب سید محمد رضا صاحب

جدا گانہ لکھے گئے جب سوال — کیا یکے یک مرد شیرین مقال
ہوا آستان بوس سلطان دین — فلک رتبہ ہے جنکے گھر کی زمین
زمین بوس ہوتا ہوا وہ گیا — ہوا قبلہ و کعبہ کا سامنا
وہ نور مجسم نظر آگیا — کہ ہر عضو تن جس سے تہرا گیا
فرشتہ خصایل ملایک صفات — وحید الزمان ہادی کائنات
بہار گل گلشن حیدری — نہال گلستان پیغمبری
زمین کو ہے فخر اونکے اقدام سے — شرافت ہے بہر نگین نام سے
نہین رکھتے بے مرضی حق قدم — نہین بے رضا آمد و رفت دم
زمین کے لیے ہین سپہر برین — سپہر برین کو ہین مہر مبین
پسندیدہ حق ہے ہر اک بات — پذیرا ہے مانند صوم و صلوات
بزرگی مین ہین مثل کار صواب — وہ ہین روز دین کے لیے آفتاب
او نہین پر ہوا علم کا اختتام — کہ مخصوص بحر زبان ہے کلام
بجاہ و جلالت تھے مسند نشین — صف آرا چپ و راست تھے مومنین
کیا جھک کے بیغام مبرز سلام — دیا پرچہ بعد ادائے پیام
حضور نظر جب گزرگئے وہ سوال — پڑھا قبلہ اہل ایمان فی الحال
کئے دستخط وہ مضامین چند — بشر کیا خدا کو جو آئی پسند

خلاصہ دستخط جناب مجتہد العصر

یہ واجب ہے حکام اسلام پر — کہ سب اہل اسلام کی لین خبر
شرارت کرین دور کفار کی — اعانت مناسب ہے دیندار کی

[illegible] جدا ل
کہ قرآن کو مٹا کر کرین پایمال

سپاہی حاکم دین سے لازم ہے پاداش
کہ پھر تدارک کرے اوسکا ش

مناسب ہے تنبیہ کفار پر
کہ ہو اہل اسلام سے دفع شر

اگر شرکت حاکم وقت ہو
تو لازم ہے جنگ اہل اسلام کو

یہ حاکم کو ہے حکم شرع نبی
کہ بنواوے مسجد گرائی ہوئی

قصاص اون سے لے اہل اسلام کا
کرے سر جدا ہر بد انجام کا

مگر حاکم شرع کی راے سے
حد شرع دین تا وہ جاری کرے

مجاہد کی تعظیم درکار ہے
کہ دیندار ہے نیک کردار ہے

بوجہ خدا وہ لڑائی مین ہے
خوشی اوسکی اسکی بڑائی مین ہے

کیا جسنے اکرام دیندار کا
تو اکرام اوسکا خدا نے کیا

اہانت مجاہد کی جس سے ہوئی
تو اوسکی اہانت خدا نے بھی کی

گذشتن استفتا بنظر علمای اہل سنت

جب ان مسئلون سے فراغت ہوئی
تہ دستخط مہر حضرت ہوئی

وہ کاغذ بہیمر کو جب مل گیا
جھکا پھر بتسلیم رخصت ہوا

وسے مسئلے جب وہ نواب کو
سوال ایسے لکھے گئے اور دو

روانہ ہوا پھر کوئی حق شناس
گیا عالم اہل سنت کے پاس

اونھون نے یہ احکام جاری کیے
جواب اون سوالون کے یون لکھدیئے

خلاصہ فتوای علمای اہل سنت مولوی محمد یوسف مولوی حبیب الله مولوی [illegible] مولوی [illegible]

مجاہد کو لازم ہے کہ ہوسکے
مچلے راہ حکم جہاں تک ادھر

نہین ہے روا جنگ اس حال مین
کہ حاکم ہے آمادہ جس حال مین

کلام الہی مین آیا ہے یہہ
نہین اوسنے رستہ بتایا ہے یہہ

نہ ڈالو ہلاکت مین تم آپ کو
ہلاک اپنے ہاتھون سے ہرگز نہو

لڑیگا جو برعکس حکم خدا
ثواب شہادت نہ وہ پائیگا

اگر کفار در مسجد وغیرہ سلمانان ویران کنند
اسلام را ... حاکم
اسلام ... بر
سلمانان قتل وقمع ایشان
واجب است یا نہ فقط

جواب

حاکم عصر را بمتابعت حاکم شرع ... کفار
از اہل ایمان واسلام در
اجرای حدود ... مشرکین وتقصیص حقوق
سلمانان واجب است
واللہ اعلم
فقط

روانہ شدن مولوی امیر علی از بانسا بدریاآباد

ملا ابن سنت سے جب یہ جواب ۔ شا دل سے دستور کے اضطراب
تمام اسطرح جب مہینا ہوا ۔ ادھر کوچ کا پھر قرینہ ہوا
ہر افسر سے یون مولوی نے کہا ۔ کہ وعدہ تمہارا بھی اب ہو گیا
کسی کے کہے سے نہ ٹھہرینگے ہم ۔ کہ دیکھے سب اقرار دیکھی قسم
یہ کہکر ہوا اونٹ پر وہ سوار ۔ مسلمان ہمراہ تھے دو ہزار
چلی فوج سلطان بھی ہمراہ سب ۔ لئے تھے مگر سب عنان ادب
غرض ایک بستی مین داخل ہوئے ۔ وہان بھی بہت لوگ شامل ہوئے
علاقون سے آئے مسلمان بہت ۔ گئے تخت گہہ سے بھی انسان بہت
جنازو مین ہتھیار اکثر بھرے ۔ دہ تابوت کاندھون پر اپنے دھرے
کہ تہا حکم ہتھیار لیکر نجائے ۔ کہ لکھنؤ ناکے سے باہر نجائے
تو اتر گئے لکھنؤ سے بشر ۔ کہ سمجھا کے لائین اوسے پھیر کر
کسی نے کہا مال و زر لیجئے ۔ براے زیارت سفر کیجئے
کسی نے کہا مرد دیندار سے ۔ کہ جاگیر ملتی ہے سرکار سے
کہین آپ بیٹھین عبادت کرین ۔ بہرحال ترک عزیمت کرین
کہا اونسے پرواے دولت نہین ۔ بجز مرگ کچھ اور حسرت نہین
گیا نامہ مجتہد بھی اوسے ۔ لکھا تھا بہت لطف و اشفاق سے

نامہ مجتہد العصر سوی مولوی امیر علی

کہ اے رونق دین پیغمبری ۔ نگہدار آئین پیغمبری
چراغ رہ منزل شرع و دین ۔ یہ جرأت یہ ہمت ہزار آفرین
وہ کی بات جو کوئی کرتا نہین ۔ بت مرگ پر کوئی مرتا نہین
کیا کام رستمدلون سے سوا ۔ ہوا نام رستمدلون سے سوا
قدم اس جگہ جسکے ثابت رہین ۔ اوسے کیون نہ تائید غیبی کہین

بہت راسے حاکم سے ہو گا خلاف … اگر جائیے گا ہر اسے معاف
برسم محبت یہ نامہ لکہا … کہ تہا اس طرح وقت کا اقتضا
مگر کہو ملنے مین حقارت نہین … پہر آنا خلاف طریقت نہین

جواب مکتوب مجتہد العصر

وہ خط پڑھ کے اوسنے لکہا یہ جواب … کہ اے مہر دین رسالت مآب
تجلی دہ ممبر احمدی … کشا ئندہ دفتر احمدی
ضیا بخش قندیل محراب دین … حق آگاہ و خضر رہ مومنین
لکہا تہا جو مضمون خط سے کہلا … ادا شکر کیونکر ہو الطاف کا
یہ فرمایئے مجکو کیونکر پہرون … اجل کے تقاضے سے ناچار ہون
رہ حق مین دیتے ہین جب کوئی چیز … پہر اوسکو نہین لیتے اہل تمیز
پئے جان نثاری جو اقرار ہے … سر اپنا مجھے دوش پر بار ہے

آمدن ہر چہار سفیان اہل سنت بجماعت مولوی مہر علی

لکہے چند کلمے ہوا اختتام … کیا ایلچی نے خط نامہ بر نے سلام
گئے فوج کے لوگ تفہیم کو … جہکے سامنے جا کے تسلیم کو
کہا دست بستہ یہ ہر ایک نے … کہ باز آیئے آپ اس قصد سے
توقف یہان کچہ دنون کیجئے … ہمین بہی غضب سے امان دیجئے
گرفتار ہین سخت مشکل مین ہم … پشیمان ہین اس بات سے دلمین ہم
لڑین تو ہے ایمان وری مین خلل … نہ لڑنے سے ہے نوکری مین خلل
اگر وہ چہپے شہر جا بیٹے … تو ہم پر یہ احسان فرمایئے
کوئی راہ جب تک نکل آئیگی … تمنائے دل شکل دکہلائیگی
جواب اونکو یون مولوی نے دیا … کہ منظور ہے قول یہ آپ کا
جہان آپ کہیے کرین یہ قیام … مگر مہر کردین یہ اغیر تمام
کہ پہر نعد و عدہ نہ روکین گی ہم … دم عزم میدان نہ ٹوکین گے ہم

کہا سب نے یہ حکم حاکم نہیں | مگر منحرف کوئی خادم نہیں
یہ دستور کو آگہی جب ہوئی | کہ کہنا نہیں مانتا مولوی
او نہیں مفتیون کو بلا کر کہا | کہ تم اہل سنت کے ہو پیشوا
کہو وعظ جا کر وہان یون تم اب | جماعت ہو جس سے پریشان سب
وہ چارون جو مفتی سد بارے اودہر | ہوئی مولوی کو بہی اونکی خبر
روانہ کیا اوسنے اک مرد پیر | گیا مفتیون کے قرین وہ سفیر
کہا اون سے یہ اوسنے بعد سلام | کہ لایا ہون مین مولوی کا پیام
کہا ہے کہ آؤ ون تحسین لینے کو | اگر تم برائے جہاد آئے ہو
وگر روکنے آئے ہو گھات سے | تو گذرا مین ایسی ملاقات سے
یہ سنکر وہ چارون ہوئے بدگمان | اوتر کر کہین دی اونہون نے اذان
مجاہد بہی آئے برائے نماز | جبکے سب نے طاعت کارساز
نمازین پڑہین بیشتر بعد ازان | پئے وعظ کہولی زبان بیان
کہ ہم چار عالم ہین وہ ایک ہے | ہراک چار مین عالم نیک ہے
نہین ایک کے قول کا اعتبار | وہ ہے بات جو کس کہین جسکو چار
یہ ہے قصد سلطان دین کی خلاف | یہ ہے حکم معبود سے انحراف
اجازت ہے اللہ علام کی | کہ لازم اطاعت ہے حکام کی
خلاف خدا جو کرے گا وغا | تو اوسکی شہادت مین ہی دغدغا
عبث اپنی جانونکو کہوتے ہو کیون | پریشان وبرباد ہوتے ہو کیون
غرض وعظ نے یہ دکہایا اثر | کہ پہر پہر گئے مولوی سے بشر
یہ کہہ کہکی لوگون نے کمرین کسین | چلو گھر یہان ہے نہ دنیا نہ دین
جو ثابت قدم تہے وہ سب ہم تہے | مگر نصف سے بہی بہت کم رہے
رہا اس جگہ مولوی بیش ون | گئے اسطرح بیس اکتیس دن
عریضہ لکہا شاہ کو اسطرح | کہ ہے شیوہ بندگان جس طرح

عرضداشت مولوی امیر علی بحضور بادشاہ

خدیو جہاندار گیتی ستان — ملک بارگاہ و فلک آستان
پناہ جہان و فریدون حشم — در تاج کسرا در تاج جم
مین دیتا ہون سر بہر کار خدا — نہین حرص دنیا سے کچھ مدعا
غرض ہے فقط قتل کفار سے — نہین غدر کچھ مجکو سرکار سے
گنہگار کا سر جو درکار ہو — تو خود لیکے حاضر گنہگار ہو
غم جان نہین صدمۂ سر نہین — یہ فدوی اطاعت سے باہر نہین
فراہم ہین اسواسطے خاص و عام — کہ لین اہل زنار سے انتقام
اگر شہ کی جانب سے تاکید ہو — تو اس فاقہ کش کے لیے عید ہو
نہین کرتے تائید اگر بادشاہ — مجاہد کو کیون روکتی ہے سپاہ
عمامہ بجائے سر خاکسار — پہونچتا ہے سوئے در شہریار
عمل ماہ سے تا بماہی رہے — جہان زیر فرمان شاہی رہے

رفتن یاردو انگریز بجماعت مولوی امیر علی

ہوئی مہر ارسال نامہ ہوا — روانہ سوئے شہ عمامہ ہوا
ہوا جا تبر بارگہ نامہ بر — کسیکو لفافہ دیا کھول کر
نہ پہونچی وہ عرضی مگر شاہ تک — رہی اہلکاران درگاہ تک
کہا ہی تو یہ کہا بادشاہ سے — مجاہد ہین برگشتہ درگاہ سے
کہا یون حضور سلیمانجناب — مگر نامہ بر کو دیا یہ جواب
کہ کہنا یہی بات فرمائی ہے — کہ کہو لیے کیون اجل آئی ہے
نہین تو بڑا پیچ پڑجائیگا — عمامے کے مانند سر آئیگا
یہ سنکر روانہ ہوا نامہ بر — ملا حکم یون یارتو کو ادہر
کہ تم فوج لیکر اسی وقت جاؤ — بجائے کہین مولوی گھیر لاؤ
سمجھنا اجل کا نشانا اوسے — جہان جائے گولی لگانا اوسے

نوشتہ گیا ہر کمیدان کو ‏ گیا حکم ہر ایک کپتان کو
کہ اب بار تو میر لشکر ہوا ‏ تمام افسرون پر وہ افسر ہوا
وہ جو کچھ کہے وہ بجا لائین سب ‏ جہان لیکے جائے وہان جائین سب
ہوئے واقف حکم پیر و جوان ‏ گیا الغرض بار تو بھی وہان
یہ احوال جب مولوی نے سنا ‏ کہ افسر فرنگی ہوا فوج کا
کہا اوسنے یہ فوج اسلام سے ‏ نمازین پڑہو سور ہو شام سے
سحرگاہ ہے کوچ اپنا اودہر ‏ ادہر سے ہے متصل تار اجدہر
نمازون مین لوگون ذکاٹی وہ رات ‏ کہ ہے منجدم خواب مہد نجات
بہت تھے مجاہد کہ سویا کئے ‏ بہت یاد خالق مین رویا کئے
ہوا جلوہ افروز نجم سحر ‏ عیان کچھ ہوئی روشنی چرخ پر
گئی آسمان تک صدائے اذان ‏ اوٹھے خواب غفلت سے اسلامیان
وضو کر چکے سب تو یکجا ہوئے ‏ بڑا بنے جماعت صف آرا ہوئے
نمازین پڑھین اور کمرین کسین ‏ چلے اہل لشکر بجا کوس دین
تلاطم ہوا شاہ کی فوج مین ‏ سمٹ کر ہوئین ایکجا پلٹنین
سوار اور پیدل کمر باندھ کر ‏ دو رویہ کھڑے ہو گئے راہ پر
مگر دھیان تھا سب کو ایمان کا ‏ نہ ڈر نوکری کا نہ تھا جان کا
مجاہد بڑھے آگے لیکر نشان ‏ لگائے تھے تلوار ترکش کمان
وہ دیندار سب تھے معدود دو ہزار ‏ مگر بیچ مین مولوی تھا سوار
سواری دم صبح پینس کی تھی ‏ وہ جولی تھی یہ شک ہے یا حق کی تھی
مجاہد نے غازی نے لی اپنی راہ ‏ کیا خوف ایمان نہ بولی سپاہ
مگر بار تو نے بڑہایا قدم ‏ لیے ساتھ بدخواہ دین یکقلم
گروہ مجاہد سے جب بڑھ گیا ‏ ٹہر کر فرنگی نے دی یہ ندا
گزارش یہ ہے پادری جان کر ‏ ٹھہریے ہین بہتر ی جانکر

اب آ سکے جہان سے جو رکہا قدم
کسیئے کہا اوسکو چل دور ہو
یہان سکے تہوڑے سے کیا ہے کہا عزم
قضارا وہان اور تہی ایک راہ
اوسی راستے پر فرنگی گیا
بہرین اوستے توپین پر کارزار
ہوا داخل اوس باغ مین ہوا وہی
کسیئے درختون مین کہائی ہوا
کوئی بے وضو تہا کوئی با وضو
پڑہی ظہر کی اہل دین نے نماز
دعا کی کہ سب پر ہے رحمت تری
ہوا ہو لوہی جب وہان سے سوار
کمین گاہ مین توپ دن سی چلی
بہت اہل اسلام بیجان ہوئے
مگر لوگ تہوڑے یہان تک ڑہے
یہان تک سے وہ سب نڈر توپ سے
اودہر گولہ انداز مارے گئے
بہت سے تلنگے مجاہد تہے چند
تلنگون سے تلوار چلنے لگی
غرض ہندوون پر ہو بیکس گرے
پڑی جبکی تلوار بندوق پر
جہکا جب نشان ایک کی ہاتہ سی
رہی کہیت سندو بہت کہیت مین

تو میدان مین آپ ہین اوپر
غرض گہر دیہہ جو کچھ منظور ہو
رد و گولی مین جا کر کرین گی قیام
بیابان نخلستان میان گیا وہ
کیا بڑہ کے سامان کمین گاہ کا
لگا بیٹہ کہین دو کہین تین چار
جہان سے قرین وہ کمین گاہ تہی
کسینی لب چاہ پانی پیا
کیا رفع شک کرکے تازہ وضو
بجا لاے سب طاعت نے نماز
پذیرا ہوا یہ سجدہ آخری
چلے ساتہ گہوڑے کے تہوڑے پیار
لیس توپ گولی بہی سنسنی چلی
جو پیچہے رہے وہ گریزان ہوئے
کہ لیکر نشان توپ پر جا پڑے
کہ بڑہکر ملادی سپر توپ سے
ادہر چند جان باز مارے گئے
لڑے اس طرح ہو گئی توپ بند
حیات اپنے جانے بالے لگی
گرے دو مجاہد تو وہ دس گرے
کمر تک گئی بال کو کاٹ کر
بڑہا دوسرا آگے لیکر اوسے
گرے کچہ مسلمان ہی ہارت مین

سلامان اک گولہ انداز تھا — بڑا وہ جوانمرد و جانباز تھا
بچایا بہت اہل اسلام کو — نکالی مگر تیغ انجام کو
مسلمان وہ تھا ہندو دنسی لڑا — کیا نام اوسنے بھی اپنا بڑا
کئے قتل جب پانچ سات آدمی — گرا آپ تلوار او سدم تھی
بہت چھا گیا خوف کپتان پر — لڑائی جو بگڑی بنی جان پر
گیا بھاگ کر دوسری توپ تک — اوڑی رنجک آئی صدا کی بھک
دھوان توپ کا چھا گیا آن مین — گرے وہ مسلمان میدان مین
جہان مولوی زخم کھا کر گرا — وہین بھانجا بھی برابر گرا
دم مرگ بھی کار ایمان کیا — یہ ایما سو ہر مسلمان کیا
کہ لوتو بھی وقت سے لوٹ کا — یہ ہے دولت مرگ راہ خدا
جہان مولوی تھا مستقلا نشین — عزیز اور احباب بھی تھے وہین
تڑپتی نہین لاشین برابر کئی — پڑین گولیان مولوی پڑ کئی
سبے شکر سجدے مین سر رکھدیا — نہ بھولا دم مرگ یاد خدا
وہ بیجان ہوا تو صفائی ہوئی — ہوا غل کہ ختم اب لڑائی ہوئی
فرنگی نے جا کر دہان کی تلاش — کہان ہے فقیر مجاہد کی لاش
شناسا سبت کر کوئی ہٹ گیا — سر مولوی تیغ سے کٹ گیا
روانہ کیا سر سوے تختگاہ — کہ ہون شاد نواب ایمان تباہ
وقایع نگارون نے پرچہ لکھا — کہ وہ مولوی آج مارا گیا
سب اہل وفا حامی دین پاک — ہوئے یکصد و نوزدہ کس ہلاک
تلنگون کے کشتون کی کچھ حد نہین — ہیے اہل اسلام مرقد نہین
یہ پرچہ جو کچھو لگا ناگہان — ہوا کوئی غمگین کوئی شادمان
مؤرخ نے سنکر اوٹھایا قلم — کہ ہو سال و تاریخ ہجری رقم
سر و پا سے الفاظ کہہ کر کہا — کٹا حلق زاہد غضب ہو گیا

رہے پاس سے نواب عالیجناب ازرکار تھی رہنمائے صواب
یہ کہتے تھے اہل زمین آفرین ملک کہتے تھے آفرین آفرین
مگر حال اہل زمانہ یہ تھا لگا مین نہین ہجو مین بہت جابجا
کسی بیت مین نام آغا علی کسی شعر مین اسم اعلی علی
کہ اس خون کے دونون بانی یہ ہین لکہا تہا کہ بدزندگانی یہ ہین
نہین پاس بکہیڑی سے کیا ای صغیر عبث نام ناظم لکہا ای صغیر
اس احوال کو اب یہین چہوڑدو عنان کمیت قلم موڑدو

بیان فتن سلیمن صاحبکلان از کوہ در کلکتہ بحضور گورنر دلہوسی و اظہار بی انتظامی ملک اودہ

نہ ہو شاد یارب دل اہل کین پروسے زمین ہو کہ زیر زمین
پریشان بدخواہ عالم رہے لبون پر غم و رنج سے دم رہے
برائی سے لازم ہے سبکو حذر کہ لعنت ہے تخم بدی کا ثمر
بڑی نیکنامی بہلائی مین ہے زمانے کی لعنت برائی مین ہے
جو ہو تو بہلائی سے دل شاد کر حسد کشور نام آباد کر
برائی کرے گا تو کیا پائے گا بہت اپنے ستمگار پچتائے گا
کسیکے ستانے سے کیا فایدہ ارے دل دکہانے سے کیا فایدہ
مگر ظلم نادل نہو کوئی تنگ کہ روکہلائیگا صبر مظلوم رنگ
عجب واقعہ مولوی کا ہوا کہ دل چاک ہر آدمی کا ہوا
زمانے مین اوڑم کی گذرا یہ حال سلیمن مگر تھا مقیم جبال
شب و روز کہائی ہوا کوہ پر غرض چند مدت رہا کوہ پر
ملال دلی سب سے پنہان کیا وہ تہی آتش سنگ یا بہید تھا
رہا پیچ وتاب اوسکو اندوہ سے گیا سو کلکتہ وہ کوہ سے
گورنر سے اوسنے ملاقات کی ملے کہا جس سے وہ بات کی
بہت حال اوسنے زبانی کہا یہ تفصیل راز نہانی کہا

مہینون رہا مشورہ درمیان — سنا تا رہا روز تازہ بیان
جب اوسنے سخن ختم اپنا کیا — کسیکو گورنر نے فرمان دیا
کہ اوٹرم کو نامہ طلب کا لکہا — یہان جلد تر آسے عرصہ نہو
نویسندہ نے خط روانہ کیا — سو لکہنو سے گیا ڈاکیا
پڑہا نامہ اوٹرم نے جب کہولکر — گیا وہ بہی کلکتے کو ڈاک پر
گورنر کے آگے بوقت بیان — سلیمن اور اوٹرم ہوئے ہمزبان
کہین اونسے بہی داستانین بہت — کہ تہا گنج احوال دل مین بہت
گورنر جب اظہار سب سن چکا — دیا حکم کونسل مین تجویز کا
ہوئے اہل تجویز حاضر وہان — کہ جو اونکے اجلاس کا تہا مکان

تجویز دانایان فرنگ

لگی ہونے تجویز آپس مین یون — کہ ملک اودہ چہیننے سے کیون
ہمارا رہے کچہہ دنون بندوبست — کہ جو ہین زبردست ہون زیردست
زر ملک تحصیل ہو جس قدر — روانہ ہو سوے در تاجور
برس دو برس کر کے یون انتظام — کرو پہر سپرد شہ نیکنام
کسی نے کہا ہے ہماری یہ راے — کہ ملک اودہ اپنے قبضے مین آئے
نہو کچہہ غرض ملک سے شاہ کو — غنیمت گنین اپنی تنخواہ کو
کہا یون کسینے یہ بہتر نہین — کہ ایسا کوئی دوسرا گہر نہین
اسی گہر سے فیض اہل عالم کو ہے — محبت مروت بہت ہمکو ہے
بہت اس مین بدنام ہوجاوینگے — بگاڑو گے یہ گہر تو کیا پاوگے
مناسب نہین چہیننا ملک کا — کہ ہے عہد ناموں مین کیا کیا لکہا
جہانتک ہین اقرار قول و قسم — وہ منسوخ ہوجاینگے یک قلم
مگر اس طرح ہو وہان انتظام — کہ ہم بہی رہین خلق مین نیکنام
بدستور تخت اور لشکر رہے — مگر ہر جگہہ اک کمشنر رہے

رہیت تھی جو شہ مین ملک و سپاہ | کشمیر سے تا بلیج باد شاہ
کیا اونمین سے ایک نے یہ کلام | کہ اتنے بکھیڑون سے کیا ہمکو کام
بدل دو فقط حاکم وقت کو | کسی اور کو تخت دو تاج دو
کسی اور صاحب خرد نے کہا | بتاؤ تو حاکم کی تقصیر کیا
وہ اپنی علالت سے معذور ہے | جو مالک ہے گھر کا تو دستور ہے
دیا ہے اوسے اس لیئے اختیار | کہ تا ہو بخوبی سر انجام کار
اوسیکی ہے غفلت اوسیکا قصور | خطا اوسکی ہے شاہ کا کیا قصور
غرض سب نے یون اپنی اپنی کہی | گورنر کی تجویز پر اوٹھ رہی
جداگانہ لکھی گئی سب کی راے | وہ کاغذ گورنر کو آخر دکھاے
پسند آئی اوسکو یہی بات آہ | معین ہو تنخواہ کچھ بہر شاہ
قلمرو ہمارے تصرف مین آے | فلک مرتبہ لکھنؤ کو ستاے
سلیمن کو تسکین حاصل ہوئی | کہ اب صورت راحت دل ہوئی

عرضداشت گورنر دلہوسی بحضور بندگان شاہنشاہ ملکہ وکٹوریہ سلطانۂ اقالیم

گورنر نے عرضی مین یون بیدرنگ | لکھا سوی فرمانرواے فرنگ
کہ اے تاجور تاج بخش شہان | ہماے سر خسروان جہان
عدالت گزین و عدالت پسند | شہ بحر و بر شاہ پست و بلند
بہ درگہ عالیہ عرض ہے | گزارش بد و نیک کی فرض ہے
کہ شاہ اودھ بسکہ رنجور ہے | فقط مالک ملک دستور ہے
وہ دستور غفلت مین ہے اس قدر | کہ اوسکو نہین کچھ کسیکی خبر
ہمیشہ یہان سے ہوی اوسکو پند | نصیحت اوسے کچھ نہ آئی پسند
نہ چونکا صداے نصیحت سے وہ | نہ جاگا کبہی خواب غفلت سے وہ
وہان کے رزیڈنٹ نے یک قلم | لکھا بیس دستون مین حال ستم
دیا ستم قہر اللہ ہے | نئے داد ذات شہنشاہ ہے

وہاں کے رزیڈنس نے بار ہا / جو احوال گذرا وہاں وہ لکھا
رزیڈنس کا جو کچھہ اظہار ہے / مع عرضی ارسال سرکار ہے
مناسب ہے اوس ملک کا انتظام / زیادہ ہو آبادی خاص عام
ہوئی ختم عرضی لفافہ ہوا / جہاز دخانی روانہ ہوا

حال استغنای وزیر و خبر رسیدن بادشاہ

گیا سوے لندن لفافہ ادہر / چلے لکھنؤ کی طرف نامہ بر
سنا تھا جو مضمون تجویز کا / وہ کلکتے والون نے بھیجا لکھا
کہ ہو جائیگا متصل انقلاب / وہ ملک اور وہ شہر ہوگا خراب
ابہی ہے سویرا خبر لیجئے / بہ تعجیل تدبیر کچھہ کیجئے
تو اکثر جو یون نامے آنے لگے / تو دستور کو سب سنانے لگے
گئے لیکے ذی اعتبار اپنی خط / کہا سچ ہے مضمون نہین ہے غلط
مناسب ہے کہئے خبر شاہ سے / کرنا کچھہ تدارک ہو درگاہ سے
کہا اوسنے یہ سب سنا کیجئے / جو ہو وسوسہ تو دعا کیجئے
نہین اصل مطلق اس اخبار کی / کہ باتین یہ ہین اہل بازار کی
جواب اونکو دیکر وہ خط لے لیا / ہدف کی جگہہ نامہ رکھوا دیا
لگائین غرض گولیان پانچ سات / نشانہ بنا کر اوڑا دی وہ بات
قضارا کوئی خط گیا شاہ تک / بشر لیکے پہونچا کہ لایا ملک
وہ خط پڑہ کے تشویش پیدا ہوئی / پریشانی دل ہویدا ہوئی
بلایا اوسی وقت دستور کو / کہا نامہ دیکر اسے تو پڑہو
جہانبان سے دستور نے عرض کی / کہ فدوی کو پہلے خبر آ چکی
کمر مین نے باندہی جو تحقیق پر / تو ثابت ہوا یہ ہے جہوٹہی خبر
نمک خوار سرکار ہے خانہ زاد / ہے ہرزہ گویان کیا انسداد
منادی ہے یہ جا بجا شہر مین / کہ اسکا نہ ہو تذکرہ شہر مین

اگر باوہ کو پہر کریے بیان | تو ہوگی تہ کارد اوسکی زبان
یہ سنکر ہوا ورانذوہ شاہ | رہے شغل سا ہانہ شام و پگاہ

فرمان ملکہ معظمہ و کشوریا شہنشاہ اقالیم

یہان تو کسیکو نہ تہا کچہہ ہراس | وہان حکم آیا گورنر کے پاس
پڑہا اوسنے فرمان وکٹوریا | یہ مضمون تہا اور مطلب یہ تہا
کہ اچہا اگر شاہ معذور ہے | ہمین قبضۂ ملک منظور ہے
مناسب معین ہو تنخواہ شاہ | رہے پردہ ہی کا حرمت و عز و جاہ
عدو سنکے یہ حکم خورم ہوئے | ہوا خواہ جو سنتے وہ پر غم ہوئے
ہوئی پشت اہل جہان غم سے خم | کہ تہا فرق افسوس زانوی غم
گورنر نے فرمان دیا فوج کو | کہ پر جہاونی سے ابہی کوچ ہو
روانہ ہو سب فوج نزدیک و دور | بہار سے لام جا کر سب کا پہونچ
ہوا کی طرح اوڑ گئین چہاونیان | سنا حکم سب نے چلا کاروان
گورنر نے اوڈہم کو نامہ دیا | سوی درگہ شاہ رخصت کیا

ساقی نامہ در حال انقلاب سلطنت و پریشانی اہل شہر و شہریار

پلا مجکو اے ساقی ایسی شراب | کہ دیکہون مین کیفیت انقلاب
زمانہ مین وہ دور پیمانہ ہو | کہ جس سے خراب اور میخانہ ہو
نہ شیشہ نہ مے کش نہ ساقی رہے | رہے ہی تو خونخوار باقی رہے
ہو قطرہ سے متیر کہین | صراحی کہین ہو تو ساغر کہین
اوڑا سے فلک میکدہ مین وہ گرد | کہ ہو پیر میخانہ صحرا نورد
تزلزل مین آ سکے زمین کا طبق | اولٹ جا سے دنیا مثال ورق
وہ ہو واقعہ اور وہ واردات | کہ چشم زمانہ مین دن کو ہو رات
پرانی ہے دنیا نیا دور ہو | ابہی تک تو ہے اور اب اور ہو
دلون سے اوٹہے اعتبار جہان | کھٹے سب کو حال قرار جہان

قرا جہان پہ نہ ہووے کوئی | بھار چمن پر نہ ہووے کوئی
کہ یہ جائے آرام دنیا نہین | ثبات اس زمانے کو اصلا نہین
اگر صبح کو عالم نور ہے | پس شام شب ہے تو دیجور ہے
ستارے کہیں ہیں عیان ہین کبھی | کبھی ابر ہے بوندیان ہین کبھی
زمانہ حقیقت مین ہے کچھ ار | نہین صورت سایہ اسکو قرار
عجب مادر دہر کا حال ہے | ضعیفہ یہ بدخواہ اطفال ہے
کبھی چین سے کوئی سویا نہین | کب آغوش مین اسکے رویا نہین
بلا سے زیادہ ستاتی ہے یہ | کھلانا کھان کہاے جاتی ہے یہ
زمانے سے دیکھی ہے کسنے وفا | کہ اسکی کمر مین ہے تیغ جفا
جہان شادیان تہین وہان غم ہوئے | مرتب جو دفتر تھے برہم ہوئے
جو تہا باغ وہ اب بیابان ہے | جو آباد گہر تھا وہ ویران ہے
مہیا تھے جنکے لیے تخت زر | وہی صورت سایہ ہین خاک پر
گئے ظالم و جابر و عادل گئے | فنا ہو گئے خاک مین مل گئے
کہان اب ہے دارا سکندر کہان | حکومت کہان اور لشکر کہان
فریدون و ضحاک باقی نہین | کہان تدیان خاک باقی نہین
عدم کی ہوئی راہ حاتم سے طے | ہوئی خاک جمشید و کاوس کے
قضا لے گئی زال کو سام کو | نہ چھوڑا نریمان و بہرام کو
کہان قصر کسرا کی بنیاد ہے | وہ برباد ہوگا جو آباد ہے
ہوئی خاک نام آور روزگار | نہ رستم ہے باقی نہ اسفندیار

داستان آمدن اوترم صاحبکلان از کلکتہ و خبر ضبطی ملک رسانیدن بادشاہ

سلامت رہین شاہ عالی ہمم | مع تاج و اقبال و جاہ و حشم
نہین بہولتا لطف اس عہد کا | مزا تلخکامی مین ہے شہد کا
زمانیکو تہی راحت و خرمی | نہ تہے واقف رنج و غم آدمی

نہ تہا کوئی غم سے رانڈ ان عید تھی — خوشی روز مرہ بتجدید تھی
کوئی بار غم سے خمیدہ نہ تہا — ستمدیدہ آفت رسیدہ نہ تہا
پریشانی حال سنبل نہ تھی — وہ نغمے تھے فریاد بلبل نہ تھی
عجب وقت وہ تہا عجب دور تہا — غرض شاد ہر ایک ہر طور تھا
یکایک جو اوٹرم کی آمد ہوئی — صف لشکر غم کی آمد ہوئی
ہوئی اوسکی آمد سے شہ کو خبر — کہ آج آئیگا شام تک ڈاک پر
اشارہ کیا شہ نے دستور کو — بجا لاؤ تم اپنے دستور کو
لیا اوسکے لینے کو دستور شاہ — بیع اشتر و پیل و اسپ و سپاہ
سواری گئی تا در چار باغ — ہوئے باغ کے پاس روشن چراغ
غبار ایک آگے اوڑا ناگہان — ہوا داخل باغ صاحبان
ہوئی جب ملاقات کی رسم ادا — سواری پھری سوی دولتسرا
ہوا ایک لحظے مین طے راستا — رزیڈنس کوٹھی مین داخل ہوا
جب اوترا تو دستور سے یہ کہا — کہ فرمان یون ہے شہنشاہ کا
سوا لاکھ ہر ماہ مین شاہ لین — کرین جشن دن رات تنخواہ لین
نہین کام کچھ ملک سے شاہ کو — کہ منظور اب یون ہے اللہ کو
کرینگے ہم اب ملک کا انتظام — سپہ شاہ کی برطرف ہو تمام
کرینگے اسی وقت ہمین حضور — بہ تعجیل جا کے سپہ کا [illegible]
کہ آسکے مین فوجون کے باہم پرے — سپہ رہ رسدہ وہ فراہم کرے
سنا یہ جو اوٹرم سے نواب نے — جگایا اوسے ناگہان خواب نے
ہوا دل حزین سر نگون ہوگیا — خوشی کم ہوئی غم فزون ہوگیا
کسی اور کا تو نہ آیا خیال — ہوا بیشتر دل کو اپنا خیال
کہ عزت بچے دیکھئے کسطرح — فراغت جیئے وسے دیکھئے کسطرح
رزیڈنس سے جلد رخصت ہوا — روانہ سوئے قصر حضرت ہوا

سوار کا تھا ہر چند تھی روشنی
سیاہی کے مانند تھی روشنی

اوٹھا بجھتا خون سے دود سیاہ
فتیلے وہ سب نکلے تیر آہ

گئین بجھنے اس وجہ سے مشعلین
کہ ہم جل چکے خوب اب ان جلین

یہ گھوڑون کی ٹاپون سے دل پر تھی
کہ آتی ہے آواز سینہ زنی

سواری مین ناگہ بجا جو ترنم
تو نکلی صدا بس نہین تاب تم

در شاہ تک یون سواری گئی
کہ تا چرخ فریاد زاری گئی

وزیر آستان بوس ہوتا چلا
اوتر کر سواری سے روتا چلا

تردد یہ دل مین کہ کیونکر کہون
کہون یا الہی کہ مین چپ ہون

چھپانے کے قابل نہین ہے یہ بات
غضب کی قیامت کی ہے واردات

سنین گے جو شہ تو غضب آئیگا
خدا جانے کیا حال ہو جائیگا

گیا پیش شہ چشم پر نم کیئے
جھکائے ہوئے سر کمر خم کیئے

زمین بوس ہو کر کہا اسطرح
کہ کہتے ہین اندوہگین جس طرح

خداوند نعمت غضب ہو گیا
کہ ملک اودھ ضبط سب ہو گیا

مٹی آج سے سلطنت شاہ کی
معین شہنشہ نے تنخواہ کی

یہ ہے حکم موقوف ہو سب سپاہ
رہین چند اشخاص سے بادشاہ

مکان ایک رہنے کو کر لین پسند
رہین جسمین عفت پناہان چند

نہ تو بین نہ یہ کارخانہ رہے
جگر تیر غم کا نشانہ رہے

سنا یہ تو دل پر قلق ہو گیا
کہ رنگ رخ شاہ فق ہو گیا

بہے اشک رخسارۂ پاک پر
گرا تاج سر بستر خاک پر

تپ غم سے حال جنون ہو گیا
ہر اک قطرۂ اشک خون ہو گیا

فلک تک گئے نالہائے حزین
یم اشک سے ہو گئی تر زمین

زنانے مین پہونچی خبر ناگہان
کہ حضرت ہین مصروف آہ و فغان

سراسیمہ ہو ہو کے دوڑے محل
کہ کیا وجہ روتے ہین کیون بیکل

سر دوپا کی او نکو نہ تھی کچھ خبر
سر راہ انچل لٹکتا ہوا
جھپٹ کر چلیں تو عرق آگیا
محلدار دوڑی خبر لاؤ نہیں
چلیں دوڑ کر جو زنان محل
او بھہکر کوئی پائنچوں سے گری
کسی نازنیں کو غش آنے لگا
کنول کو تھے ہمراہ چلتے ہوئے
گئیں اس طرح سب وہ حضرت کے پاس
ہوئیں سب پس پردہ رونق فزا
کہ ہوتی ہیں لوگوں میں سرگوشیاں
کہو جلد مشتاق آواز ہیں
کہا شاہ نے حال دل کیا کہوں
مری شوکت و منزلت لٹ گئی
یہ کہکر جو شہ صرف افغان ہوے
رواں اشک رخسار پر ہو گئے
وہ سب سرو قامت خمیدہ ہوئے
کہا شاہ نے والدہ کو بلاؤ
اوسی وقت تشریف لائیں جہاں
پریشاں ہراساں غم آگیں اداس
قریب بسر جا کے پہونچی جو ماں
ادہر تو جناب آئیں با درد و غم
ندیموں کو پہونچی جو کچھ کچھ خبر
کہ جو تھا کہاں سے جو دیتا کہو ہر
چلا خاک پر سر پٹکتا ہوا
پسینہ سے دل اور گھبرا گیا
کہاری سے بھی پیشتر جاؤ نہیں
گرے کہا کے ٹھوکر کوئی منہ کے بہل
کسی کے بدن پر پڑی تھرتھری
کسی کا جگر سن سنانے لگا
یہ تھا ہول دل تھے او چھلیتے ہوئے
رواں اشک آنکھوں سے چہرے اداس
ندا دی کہ حضرت یہ ہے حال کیا
خدا کے لیے کچھ کرو تو بیاں
کہ ہم تو سوا محرم راز ہیں
ارادہ یہ ہے کہا کے کہ بہو رہوں
غضب ہو گیا سلطنت لٹ گئی
محل بھی پس پردہ نالاں ہوئے
وہ گلبرگ شبنم سے تر ہو گئے
وہ گلرو سب آفت رسیدہ ہوئے
ارے کوئی جرنیل صاحب کو لاؤ
عجب بیقراری سے آئیں جناب
ٹھکانے نہ تھے دل کی صورت ہوا س
اوٹھے بہر تعظیم شاہ زماں
اودہر آئے مرزا سکندر حشم
جھکی بار اندوہ و غم سے کمر

کوئی اشک ماتم بہانے لگا
خبر کوئی بیہم منگانے لگا

پکارا کسی نے ہوا دو لا دو
کسی نے کہا جلد دھونی لگا دو

بہت گھیون پر روانہ ہوئے
پریشان و مضطر روانہ ہوئے

در عشق منزل تک آئے جو سب
تو اوترے بدستور رسم ادب

غرض عیش حضرت کے سب ندیم
مگر دل مین تہا حال امید و بیم

پریشان ہوئے شاہ کو دیکھکر
کہ بیٹھے ہین سر نیچے با چشم تر

غرض جمع جب ہوگئے سب وہان
تو حضرت نے اونسے کیا یون بیان

تتمہ ہوگئے ہم ریاست گئی
ہمارا نام جینے کی لذت گئی

یہ گھر سب گیا خاتمہ ہوگیا
در مقصد زندگی کھو گیا

جئیے سب ریاست تو کس کام کی
کہ قدر نگین کیا ہے سے نام کے

کہو تخت دین تاج دین ملک دین
کہ سر پہلے دین عرصۂ جنگ مین

نہ لڑ کر نہین بدنام ہو جائین گے
شجاعان عالم سے شرمائین گے

تقاضائے ہمت تو ہے لڑ مرو
یہ ہے حکم دانش تامل کرو

کہین سب کے یہ آپ مین چھوٹے بڑے
دیا تاج جسنے اوسی سے لڑے

کہا یون جو شاہ ظفریاب نے
گزارش یہ کی سنکے نواب نے

گزارش حضرت پسندیدہ ہے
در سلک بہا ہے گل چیدہ ہے

مناسب نہین قصد جنگ و جدل
صلاح خرد پر ہے لازم عمل

یہ ہے مصلحت صبر اب کیجئے
اونہین ملک پر قبضہ دیجئے

یہ سنکے جو سبکی زبانون پر آگئے
کہا شاہ نے خیر جو سبکی رائے

وزیر الممالک نے پھر یون کہا
کہ ہے یہ اشارہ رزیڈنس کا

مگر کوئی رسد کے لئے جلد جائے
اودہر فوج آتی ہے ایذا نہ پائے

ہوا حکم سلطان مناسب جو ہو
وہ کام اپنی تجویز سے تم کرو

مگر کہدو جو کوئی جائے اودہر
یہین اپنی رکھکر جائے تیغ و سپر

جب ایسا ہے شادِ زمانہ ہوا — اُدسی وقت کوئی روانہ ہوا
شہنشاہ ذیرِ تبہ روتا گیا — رزیڈنس کے پاس ہوتا گیا

خبر انقلاب رسیدن باہل شہر

شب غم کی باقی پہر رات تھی — وہ تاریک شب رشکِ ظلمات تھی
بلا خیز تھی جان ستان تھی وہ شب — ستارے تھے سب دیدۂ پر غضب
کسی طرح آخر نہ ہوتی تھی رات — وہ گرتی تھی شبنم کہ روتی تھی رات
کبھی تھی یہ آواز گھڑیال کی — کہ اب ہے کمی بخت اقبال کی
جگر شکل پروانہ جلتے رہے — رخِ شمع پر اشک ڈھلتے رہے
تڑپتے رہے مضطرب رات بھر — ہوا آنا گہان شورِ مرغِ سحر
یہ مسجد مین شور موذن ہوا — اُدھو تھا غلو حشر کا دن ہوا
وہ تھا مہرِ زرین سرِ آسمان — کہ تھی سرخیِ چشم گریان عیان
فلک کا بھی تھا غم سے سینہ کباب — ہوا داغِ جگر عیان آفتاب
غرض مہر تابان جو پیدا ہوا — وہ رازِ نہفتہ ہویدا ہوا
خبر جا بجا شہر مین اوڑ گئی — کہ تیغِ جہانبانی اب مُڑ گئی
کجی آگئی پشتِ اقبال مین — شکن پڑ گئی دامنِ حال مین
دلِ شاہ کو ہے بہت اضطراب — ہوا سلطنت کے لئے انقلاب
خبر سُنکے سب کو تلاطم ہوا — تردد تفکر تاتم ہوا
پئے سلطنت لوگ رونے لگے — گریبان دل چاک ہونے لگے
کسی دوست کے پاس کوئی گیا — کہ کچھ تو کہو کیا ہے یہ ماجرا
سراسیمہ باہر سے آیا کوئی — خبر اہلکارون سے لایا کوئی
بیان تھا کہ آفت یہ نازل ہوئی — مکافات اعمال حاصل ہوئی
دکھایا مقدر نے روزِ سیاہ — ہوا خانۂ زندگانی تباہ
کسیکو ہوا رنج سوداگری — کسیکو ہوا صدمۂ چاکری

مہاجنوں دکانیں بڑہانے لگے　سو خانۂ صراف جانی لگے
ہوئے سرد وہ گرم تہی جو تنور　کیا مے پرستون نی شیشونکو چور
طوائفن نے گانے سے پکڑی چپ کا　گویّون نی بہی بند کر لی زبان
غرض سوگوار اہل عالم ہوے　دلون کو بہت صدمہ و غم ہوے
دعاؤن مین مصروف تہے مرد و زن　کہ یارب بحق حسین و حسن
بچالے اس آفت سے سلطان کو　بچا دست غم سے گریبان کو
خبر یہ امیرون نے بہی جب سنی　ہوئی سبکے تشویش ذہنی جو گئی
کہا بخت بیدار اب سو گیا　کہ تہا کیا ابہی اور کیا ہو گیا
غم آلودہ اندوہگین اشکبار　روانہ ہوے جانب شہریار
عزیزان سلطان عالم پناہ　گئے پیش حضرت بحال تباہ
وزیران معزول عہد پدر　ہوے خاکبوس شہ دادگر
چچا شاہ کے شاہ کے ابن عم　جہکائے تہے سر بزانوئے غم
غرض جتنے حاضر تہے ذیقدر شان　ہوے رلسے حضرت کے سب ہمزبان
کہ تہا یہ مناسب جو شہ نی کیا　کسی طرح موقع نہ تہا جنگ کا
اگر شاہ کرتے جو پہر مصاف　تو ہوتا یہ ثابت کہ ہی انحراف
نہ تہی اسمین گنجائش گفتگو　جو مطلب کی کرتا کوئی جستجو
مگر کی ہے وہ بات سلطان نی　کہ بگڑی ہوئی سلطنت پہر بنی
غرض تہین یہ باتین تو دربار مین　بپا حشر تہا خاص بازار مین
ہجوم اسقدر تہا در شاہ پر　کہ تہی بند کثرت سے راہ خبر
یہان تک ملازم تہے سب بیحواس　کہ اصلا نہ تہا ہوش جسم و لباس
ہوئی تہی جو قابو سے باہر زبان　نہین کی جگہہ منہہ سے کہتی تہی ہان
اوڑایا کیا ایلچی خاک راہ　ز ریذیڈنسی کے گہر سے تا بارگاہ

آمدن صاحبکلان بہ بارگاہ سلطانی

سے صاحب گئی اوسکے ہمراہ تھے
پس صاحب جاہ ذیجاہ تھے

بدستور پیشین وہ اندر گئے
زمین بوس درگاہ ہو کر گئے

پس پردہ کرسی نشین تہین جناب
مع خاص نواب عصمت مآب

گیا تا کلہ دست صاحب کلان
مراتب سے سبکو ملین کرسیان

جناب معلی ہی عالی مقام
کسی کی زبان سے ہوئین ہمکلام

کہ ثابت خطا کیا ہماری ہوئی
کہ یہ نہر آفت کی جاری ہوئی

ہمیشہ اطاعت سے پیش آئی ہم
کہا تمنے جو وہ بجا لائے ہم

کوئی بات کب کی تمہاری خلاف
ہوا ہم سے کس کام مین انحراف

جو دستور کا کام ہونا پسند
تو اوسکی عوض اور ہو ہوشمند

وہ بولا جو پہلے یہ ہوتا خیال
نہ آتا کبھی سلطنت پر زوال

کوئی کیا کرے چارہ و فکر کار
گورنر کو بھی اب نہین اختیار

ملے حکم کیونکر شہنشاہ کا
ہوا وہ خدا کو جو منظور تھا

اوٹھا بات یہ کہکے صاحبکلان
گئی جانب بادشہ کی مان

سنا تھا جو کچھ ام سلطان نے حال
پسر سے کہا سب بہ رنج و ملال

تردد زیادہ ہوا شاہ کو
بلایا وزیران درگاہ کو

وزیرون نے حضرت سے آکر کہا
نہ گھبرائیے ہے نگہبان خدا

رزیڈنس کو یاد فرمائیے
جو ہین مختار اسکے وہ دکھلائیے

ذرا اوس سے سنیے وہ کہتا ہی کیا
کہ لکھتا ہے کیا اور رکھتا ہے کیا

ڈپٹی و سکتر روز جب دو پہر
گیا پاس اودھر سے پیغامبر

فرنگی گئی اور صاحبکلان
پہر آئے اوتارے لکھے بیان

رزیڈنس نے نقشہ کا نامہ دیا
گورنر نے حضرت کو بھیجا جو تھا

نامہ نواب گورنر بحضور سلطان عالم

لکھا تھا کہ اے شہریار جہان — فریدون حشم تاجدار جہان
سلیمان بزم پری پیکران — دُر تاج حکام ہندوستان
سلف سے ہے گردش آسمان — ہمیشہ ہوئین اُنسے نیرنگیان
کبھی کوہساروں کو پستی ہوئی — کہر اجڑا کبھی گاہ بستی ہوئی
کبھی ہے خزان تو کبھی ہے بہار — یہی کارخانے مین لیل و نہار
خدائے جہان کارپرداز ہے — وہی واقف پردۂ راز ہے
فلک کو وہ چاہے تو کردے زمین — زمین کو بنادے سپہر برین
وہ چاہے تو کوہ گران کاہ ہو — شب تار مثل شب ماہ ہو
اگر قدرت اپنی وہ ظاہر کرے — سکانوں کو کان جواہر کرے
پے سلطنت چاہیے بیگمان — وزیر جہاندیدہ و کاردان
عنایات سلطان تھی دستور پر — ہمیشہ رہی ملاحظت کی نظر
ہوئے اہل عالم یہان تک تباہ — کہ لندن سے گئے نالۂ دادخواہ
نہین چارہ اب اور اسکے سوا — کہ بانیٔ چین رعایا نے ہم بست دیا
جفا پیشگان کے حوالے کرین — ستمکش ستمدیدہ نالے کرین
نہین طاقت دید ظلم و ستم — پئے داد وہ ملک لیتے ہین ہم
یہ فرمان آیا شہنشاہ کا — پہنچا ہو خدام درگاہ کا
وہ سابق سے کے ہین عہدنامے جو سب — او نہین بہی کیا ہے منسوخ اب
جواب عہدنامہ لکھا جائے گا — کسی طرح اوسمین نہ فرق آئیگا
سوا اسکے او ترم کرے جو بیان — تو اوسکو سمجھئے ہماری زبان

ارشاد حضرت سلطان العالم از راہ ترحم صاحبکلان

پڑھا نامہ جب شاہ ذیجاہ نے — جلایا جگر شعلۂ آہ سے
مخاطب ہوئے سو صاحبکلان — غضب مین ہوئے شاہ گوہرفشان
تمہارے سخن کا نہین اعتبار — سکئے تھے یہی عہد نا پایدار

ال الحسن شاہ ولی
دران ۱۲۰۷

تمہاری سے سرکار کیا ایست گو
کہا ہے کہ تا آب گنگ و جمن
نہ توڑینگے ہم رشتۂ رسم و راہ
وہ دریا بھی گیا خشک اب ہو کے گرد
جو حکام تھے لڑتے بیشتر
خطا وار ہیں ہند میں ایک ہم
اطاعت گزینی بھی کی اسطرح
زر و پیل و لشکر طلب ہو کبھی
نہیں کی کسی بات میں سرکشی
کہاں دزد و دو چار ہوتی نہیں
تمہاری طرف راہزن کیا نہیں
تمہارا بھی گھر چھین لی کوئی تو تن
رزیدنس خاموش سنتا رہا
کہ ہم تابع حکم سرکار ہیں
کدار شاد حضرت بھی سب بجا
او وہ میں اب اپنا کرو انتظام
رہے درمیان میں حرمت بادشاہ
مگر مہر سلطان ہو اس بات پر
نہیں عرض بیجا سمجھ لیجئے
سنا یہ تو پھر بادشہ نے کہا
ہمیں پر تو ہوتے ہیں یہ سب ستم
رضا گستری کی اہل بیداد کو
زبردست ہم صاحب وقت ہو

ذرا عہد نامہ کو تم پڑھو
نہ ہوگی یہ سرکار پیمان شکن
یہ ہے عہد نامہ جلوۂ مہر و ماہ
کہ منسوخ پیمان سب ہو گئے
بگاڑے نہیں تم نے یوں ادھی گھر
کہ بد عہد ہوتے ہو کہا کر قسم
کہ نو رسند ہم سے رہے جسطرح
اوسی وقت کی عذر ہو اور ادا
نہیں کی کبھی ہم نے لشکر کشی
کہاں مردم آزار ہوتے نہیں
کہو کون اکثر ہوسکے یا نہیں
کہ دزد اور رہزن سے غافل ہو کیوں
بہت دیر میں شاہ سے یہ کہا
یہاں سخت مجبور و ناچار ہیں
مگر ہے ہمیں حکم سرکار کا
اگر ہے رضائے رشتہ ٹکتا ہم
یہ دستور ملحوظ ہو عز و جاہ
رضا سے خوشی سے دیا ہم نے گھر
مناسب یہ ہے مہر کر دیجئے
خرد مند ہو کر یہ کہتے ہو کیا
نہیں مہر کردیں کہ راضی ہیں ہم
کہ ہم ہیں بہت شاد گھر لوٹ لو
تمہیں چھین کر مہر بھی چھاپ لو

یہ ہوتی ہے افزایش عز و جاہ
کہ گہر لیکے کرتے ہو تمکو تباہ

چلے حلق پر کاش تیغ ستم
مگر مہر ہرگز نہ چہپائینگے ہم

اوسے شہ رزیڈنس باہر گیا
وزیران پیشین نے شہ سے کہا

نہ ہے رای صائب دیجے کیا جواب
ہوے سامعین سرنگون لاجواب

مناسب نہیں چہپانا مہر کا
کہ مٹ جاے گا دعوے مدعا

اوسی دن ندیمان شہ سے سنا
کہ جب سے گئے تخلیہ ہو گیا

وزیر ملک پیش سلطان گیا
کیا ذکر کچہہ مہر و تحریر کا

کہا بادشہ نے جو بہبود ہے
تو کیا عذر ہے مہر موجود ہے

خواہیں جو استادہ تہیں دو وزیر
گئیں مادر بادشہ کے حضور

کہا متفق سب نے ہے بے غضب
کہ حضرت سکے دیتے ہیں مہر اب

کچہہ اسطرح دستور نے کہدیا
کہ سلطان نے اوسکو پذیرا کیا

کیا بادشہ نے قیدی اوسے
برادر نے شہ کے سزا دی اوسے

سنا ایکدن قید وہ نیکنام
مگر دوسرے روز ہنگام شام

اوسے یاد پہر بادشہ نے کیا
بصد مہر شفقت سے یہ کہدیا

کہ ہے سب حسابون سے بیباک و صاف
اگر کچہہ بہی ہی تو کیا وہ معاف

بیان کس کی کسکی کرون خوبیان
وزیر چنین شہر یار چنان

حال شقہا بنام ناظمان و بزرگان فوج

لکہا شاہ کو ایک راجہ نے یون
سپاہیان ہین ایسے پریشان کیون

ہم ادنی سے ادنی زمیندار ہین
مگر خیر اندیش سرکار ہین

اوترتی ہے دریا فرنگی کی فوج
سوار و پیادہ ہین سب موج موج

اگر حکم ہو تو اوترنے نہ دین
قدم تا کہین اونکو دہرنے نہ دین

سنائی گئیں عرضیان شاہ کو
ہوا حکم شقے روانہ کرو

کہ فی الواقعی تم ہو خوش اعتقاد
اگر تمکو منظور ہو تا فساد

تو کچھہ فوج سرکار مین کم نہین ۔ کمک کے طلبگار بہی ہم نہین
اوترتی جو ہے فوج اوسی آن دم ۔ تم اب چندہی اونکی اطاعت کرو
یہی ناظمون کو بہی لکھا گیا ۔ کہ اب حاکم وقت ہے دوسرا
اجازت یہ ہوتی ہے عمال کو ۔ اوسے اپنے دفتر حوالے کرو
غرض حکم پہونچا جو یون جابجا ۔ کہ اوسنے کہولی جو آمادہ تہا
سپاہ فرنگ آتی گنگا کے پار ۔ شبا شب گئے لکہنو تک سوار
خیام نصاری بپا ہوگئے ۔ سواروں سے پیدل جدا ہوگئے
کئی کوس کے گرد مین تہی سپاہ ۔ علم سب ہے سرخ و سپید و سیاہ
مقولہ بہت ساتھہ ہے مشرقی مغربی ۔ کہ دیکھی نہ تہی جنکی صورت کبہی
مقولہ نئی بولیاں تہین زبانین خدا ۔ نہ دکھلائے وہ صورتین پہر خدا

حکایت شتباہ

ہوئی آمد فوج کچہہ ناگہان ۔ سو عافیت گاہ صاحب کلان
پل آہنی تک جو پہونچی سپاہ ۔ گئے پیش شہ مخبر نیکخواہ
کہا فوج آتی ہے کچہہ اسطرف ۔ سوارون کی صف ہے پیادونکی صف
نہین علم وہ فوج آتی ہے کیون ۔ زمین خود بخود خاک اوڑاتی ہے کیون
تردد ہوا بادشہ کو کمال ۔ ہوئے دل کو سو سو طرحکے خیال
دیا حکم دروازے سب کہولدو ۔ جو پہرے کے ہین لوگ اونسے کہو
کہ بندوق تلوار رکہدین کہین ۔ کمانین کما ندار رکہدین کہین
لگی ہین جو توپین جلو خانے مین ۔ گرا دو ابہی چرخ پر سے اونہین
غرض کہل گئے سب دربار گاہ ۔ سپاہی بجا لائے فرمان شاہ
مگر حال اہل زمانہ یہ تہا ۔ تلاطم سے ملتانہ تہا راستا
دکان کر گئے سب دکاندار بند ۔ ہوا محشر کو خاص بازار بند
کئی مخبر آئے یہ لیکر خبر ۔ کہ ہے خیریت کچہہ نہین اور ڈر

یہ چوکی کو پہرے کو لوگ آئے ہین | حفاظت کو اور حرم سے بلوائے ہین

بیان موقوفی ملازمان شاہی

رہیں ہر طرف شاہ سے جب سکے | تو بدخواہ غمخوار سب رو دیئے
در خانہ پر جب لگین ڈولیان | چلین لونڈیان مثل اشک روان
جہان وہ خوش الحان ساز تھی | وہان آہ و زاری کی آواز تھی
جہان سب بجاتے تھے ہر دم ستار | بندھے تھے اوسی گھر مین اشکونکے تار
جو گاتی تھین جھولون پر اکثر ملار | وہی صورت ابر تھین اشکبار
گئین لونڈیان سر پٹکتی ہوئین | حق دشمن شہ مین بکتی ہوئین
ہوئے ہر طرف اہل عملہ تمام | ہٹے دفتر شاہ سے سب کے نام
معطل ہوئے بیت الانشا کے لوگ | غم آگین تھے سب صورت اہل سوگ
وزارت سے لے بخشیگری سے بشر | اوڑاتے تھے سب خاک بالائے سر
عدالت مین بھی تھی قیامت بپا | یہی حال دیوانخانے مین تھا
محل سے نکلتی تھین یون ڈولیان | کہ جاتی تھی آواز تا آسمان
دل آواز محزون سے ہوتی تھی چاک | سر رہ سواری سے اوڑتی تھی خاک
غرض ہر طرف جب رسالے ہوئے | فلک سا سواروں سے خالی ہوئے
پیادو نمین محشر بپا ہو گیا | جہان اونکو ماتم سرا ہو گیا
سپہ ہر طرف بکقلم ہو گئی | کمر صورت تیغ خم ہو گئی
ہر اک گھر مین تھا شور فریاد و آہ | کہ تھی اہل عالم کی کشتی تباہ
صدا کوس شاہی کی تھی اسطرح | کہ آواز دلخستگان جس طرح
یہ شہنا کی آواز سے تھا عیان | کہ اب شادیانے کی نوبت کہان
جمادی اولی کی تھی بیسوین | کہ جس روز شہ کا ہوا دل حزین

داستان بندوبست انگریزی بعد رفتن اہلکاران شاہی پیش صاحبکلان

پلا ساقی ایسی مے آتشین | کہ گھر بیٹھین ہم صورت تہ نشین

نئے نوسیان پیالہ رہے
عراق مئے دیرسالہ رہے

نیا میکدہ مین سرانجام ہو
نئی ہو صراحی نیا جام ہو

نیا حکم جاری ہو ہر بات مین
نئی گفتگو ہو خرابات مین

یہان تک ہو جوش خم آسمان
کہ شیشے کہین الامان الامان

ہوئی برطرف فوج جب شاہ کی
گئی رونق و زیب درگاہ کی

یہہ وقت تہا شہ کو روزی کا کام
ندیمون کو تھا آب و دانہ حرام

وہ شہ کو شب و روز گھیرے رہی
رہے اپنے مکانون سے پہیرے رہے

سب اسطرح سمجھاتے تہے شاہ کو
کہ اب کیجئے یاد اللہ کو

وہ بگڑے ہوئے بہی بناتا ہے کام
دعا کرنے کے ناکام پاتا ہے کام

نظر رکھیئے اوسکی عنایات پر
کمر بندہ ہمت سے کسیئے کمر

اوسی کی عنایات درکار ہے
عبث یاس ہے فکر بیکار ہے

وزیران معزول آتے تہے روز
یہی وعظ وہ بہی سناتے تہے روز

ہوئے آٹھ دن جب الم مین تمام
تو پہونچا یہ صاحب کلان کا پیام

کہ پرسون سے ہوگا یہان انتظام
سب آئین امیران عالی مقام

یہ سنکر ہوا اور بہی شہ کو غم
اوٹھایا مگر بار کوہ الم

اجازت یہ دی شہ نے نواب کو
کہ ارکان ہے افسرون کو کہو

کہ جائین رزیڈنس کی پاس سب
وہ دربار ہے مرجع خلق اب

ہوئے واقف حکم جب اہلکار
کہا سب نے کیا بخت سے اختیار

زیادہ ہوا جوش چشم پر آب
ہوا پست و شتم سے اور اضطراب

غرض شام پست و ہم جب ہوئی
تو گویا قیامت کی وہ شب ہوئی

وہ روز قیامت ہوا جب عیان
گئے ہر محلہ سے پیر و جوان

در حاکم نو سے تا رہگذر
ہزارون تہے گہوڑے ہزارون نفر

پہر دن چڑھے تک گئے اہلکار
وزیر اور میران عالی وقار

رسالون کے افسر بھی پہونچے تمام
غرض جب کہ سب ہوگئے جب وہان
ہوا حکم بٹنے لگے اشتہار
ہوا آج سے کمپنی کا عمل
اسی مختصر کو مطول کیا
روانہ ہوئی پہلے تھوڑی سپاہ
ہوئے منضبط سب گہر جدید و قدیم
فرنگی جو تہے زیرک و نیکنام
رزیڈنس اول کمشنر ہوا
ہوا کام مالی کسیکے لیئے
غرض اس طرح سبکو عہدے ملے
لگے تہے جو خواجہ سرایان شاد
یہ اودہم سے اذن صاحب سے کہا
جو شاہی مین تہین خدمتین انکو
وہ بولے یہ منظور ہرگز نہین
نہین آرزوئے ذرا احتشام
یہ کہکے وہ سب تو رخصت ہوگئے
نصاری نے سب کو دلاسا دیا
جو چڑہتی ہے تنخواہ سب پائینگے
نہین ہے جسے خواہش روزگار
ہزارون نے منظور کی نوکری
کئی روز تک یہ بکہیڑا رہا
لگی ہونے جب وقت تقسیم عام

لگئے چند کپتان ذی احترام
برابر سے سبکو ملین کرسیان
کہ ہو جائے ہر ایک پر آشکار
ہوا بعد زہرہ کے دفتر زحل
خلاصہ یہ ہے جو بیان کردیا
لئے ضبطی دفتر تحکمانہ
فرنگی ہوئے ہر مکان مین مقیم
ہوئے انکو تقسیم عہدے تمام
وہی حاکم وقت سب پر ہوا
ہوئی کو توالی کسیکے لیئے
لگی آرزو سے نصاری سے کہنے
ہر ایک اونمین تہا صاحب عز و جاہ
کہ ہین واقعی آپ اہل وفا
وہ قائم رہین اب جو منظور ہو
کہ سلطان نے وہ عزتین ہمکو دین
غنی مین ہمارے ملازم غلام
وہان حاضر اور اہل خدمت ہوگئے
بہت افسرون کو بھروسا دیا
سوارون کو انعام ٹھہرائینگے
اوسے بعد تقسیم کے اختیار
رہین پلٹنین انتری نادری
ہوا حکم تقسیم تنخواہ کا
لگے ملک مین بھی کمشنر تمام

دیا سب سواروں پیادوں کو زر
گھرون کو گئے خاک اوڑاتے بسر

کمیدان اکثر تبہ ہو گئے
بہت بخت بیدار سو سو گئے

غرض ہو گیا ملک میں بندوبست
ہوئی فوج بخت زبونکی شکست

سو ترخ سے کہنہ غزل گو گئے
گئی سلطنت گھر تبہ ہو گئے
[illegible] ہجری

حال نیلام دواب شاہی

رزیڈنس نے یوں لکھا شاہ کو
کہ ہیں دواب اب کچھ ارشاد ہو

نہیں گا دپیل اسپ کی انتہا
مصارف ہیں ان سبکے حد سے سوا

ملے صرف سرکار شہ سے اگر
رہیں سب بدستور یہ جانور

دگرنہ رہے وہ جو ہو کام کا
نکموں کو ہو حکم نیلام کا

سنا شاہ نے جب یہ پرچہ پیام
کہا ہاتھی گھوڑے سے کیا ہمکو کام

عبث پوچھتے ہو ہر اک بات کو
ہمیں کچھ نہیں کام مختار ہو

رزیڈنس نے جب سنا یہ جواب
دیا حکم نیلام ہوں اب دواب

ہوا خیمہ صحن آرام میں
گئے سب خریدار نیلام میں

نہ تھا فیل کا اسپ کا کچھ حساب
وہ کثرت سے تھی مثل امواج آب

وہ گھوڑے کہ انسان دیکھا کرے
ملک دیکھ لے تو تمنا کرے

سب انمول تھے ختلی نازنین
سوا لاکھ کا او نہیں تھا کمترین

خوش اندام تھے اشہب خوشجمال
لئے نعل تھا آرزو میں ہلال

مع بچہ تھیں گھوڑیاں ہشیار
لب آب تھی اشتروں کی قطار

کہیں بن میں آہو تھے شیر پلنگ
بندر سے تھے درختوں سے حیران تنگ

بٹیر و مرغ مرد و ملخ سے سوا
کبوتر کی پائی نہیں انتہا

قفس میں تھے مرغ چمن نوحہ خوان
مع بلبل و طوطے خوش بیان

تعجب وہ بلا خضر نیلام تھا
لئے جانور مول ہی دام تھا

وہ نایاب گھوڑے بکے اسطرح
کہ بکتے ہیں اسپ گلی جسطرح

لگے کاٹنے پیلبان پشت دست ॥ کہ تھوڑے تھوڑے روپیے کو بکے پیل مست
دل ہر خریدار تھا دردناک ॥ وہ ہاتھی بھی سر پر اڑاتی تھی خاک
ہر اک جانور کا یہی حال تھا ॥ عجب لوٹ تھی مفت کا مال تھا
بکے شاہ کے اسپ اکیس فیل ॥ غرض رہ گئے بیش بائیس فیل
اسی طرح ہر قسم کے جانور ॥ رہے تھوڑے تھوڑے مگر خوبتر
برا ہو سپہر جہان سوز کا ॥ دواب اب رہا تھوڑ روپے روز کا

داستان طیاری سفر بادشاہ و مشورہ نمودن با منور الدولہ وزیر معزول

کہاں ہے تو اے ساقی مہربان ॥ کہ آمادہ ہے کوچ پر کاروان
پلاوے وہ ساغر کہ جاؤں کہیں ॥ کہ اب لطف اس مسکن میں نہیں
وہ نشہ ہو میں جس میں باندھوں کمر ॥ اوٹھاؤں سر دوش رخت سفر
غم راہ سے جسم کاہیدہ ہو ॥ غبار سفر سرمۂ دیدہ ہو
بیابان کی سیر درکار ہے ॥ خداوند عالم مددگار ہے
مثال خدنگ نظر جاؤں نہیں ॥ بچھا میں سب آنکھیں جدہر جاؤں میں
تلاش رہ مدعا ہے مجھے ॥ امید عطائے خدا ہے مجھے
اودہر تھے خریدار نیلام میں ॥ اودہر بادشہ تھے سرانجام میں
پڑے چاکری روتے تھے آدمی ॥ کہ محلے میں ہوتی تھی ہردم کمی
جو اسباب کوٹھوں میں تھا جابجا ॥ وہ کچھ لٹ گیا کچھ اوٹھایا گیا
یہان جسکو جو کچھ ملا لے گیا ॥ کسی نے نہ پوچھا کہ کیا لیگیا
بہت عہد اقبال میں زر لٹا ॥ مگر جب زوال آ گیا گھر لٹا
سب اہل زمانہ کو حیرت ہوئی ॥ یہ عالم جو دیکھا تو عبرت ہوئی
کہ دس پندرہ دن میں کیا ہو گیا ॥ ہر ایوان مکان خوف کا ہو گیا
نہ وہ کارخانہ نہ وہ دہوم دہام ॥ نہ وہ رونق سقف و دیوار و بام
مکان ڈیوڑھیان قصر سنسان ہیں ॥ خزان آگئی باغ ویران ہیں

روش کو جو دیکھا تو اوڑ گئی بے خیال
جہان تھے ستون وہی ہاں ہائے نہاں
اگر سے کوئی نقشا نہ کہیں
کہان غنچہ منزل مین وہ بہر بہار
مگر کچھ ہے آثار دربار شاہ
وزیران معزول ہے بیقرار
ولی اونہین تہا ایک عالی گہر
یہی نام مشہور آفاق تہا
غرض شہ نے یون مشورت اون سے کی
نہین فایدہ آہ و فریاد سے
بہت ہو گئی اہل جہان پایمال
ریاست گئی تو مزا کیا رہا
اب اس زندگانی سے مرنا ہے خوب
سفر کے لیے اب قدم ہے اوٹھا ئین
خدا نے جو لندن مین پہونچا دیا
کہ موجود ہے یہ لبادہ یہ تاج
لبادے سے باز آئے اب تاج سے
اگر رحم خالق نے ہم پر کیا
تو سوئے وطن پہر کے آئین گے ہم
کہا اوسنے سنکر ہزار آفرین
پسندیدہ عقل یہ بات ہے
کہ گھر آسکے کا پاس فرزند ہے سب
یہ غدر ہی ہی حضرت کے ہمراہ ہے

کہان وہ بہار اب کہان باغبان
تو اگلی سی وہ روشنی اب نہین
کہ ابتو رہیں منزلین ہین او جانے
کچھ ارکان آتے تہے شام و پگاہ
غم بادشہ تہا او نہین ناگوار
کہ تہا سب مین فیقدر وہ نامور
سفور کر دو لہ سے الحاق تہا
کہ جو کچھ کہ ہونی تہی وہ ہو چکی
کہ مقتول ہین تیغ بیداد سے
گوارا نہ ہوگا کہ دیکہین یہ حال
ہر اک بات کا لطف جاتا رہا
جو ہو قصد او سے کر گذرنا ہے خوب
کہان تک یہان بیٹھکر غم اوٹھائین
کہین سے گے یہ ہم عیش و کثور ریا
کسی شئے کی تم کو نہین احتیاج
سبکبار ہم ہوگئے آج سے
کہ اوسنے نہین تاج پہنا دیا
نہین تو زیارت کو جائین گے ہم
زہے رائے ای شہر یار آفرین
یہ رائے رزین یا کرامات ہے
خدا مہر جو ہو مہربان کیا عجب
سفر کیجیے مالک الدہر سے

حدیث نبی دیتی ہے یہ خبر
سفر ہے وسیلہ برائے ظفر

صعوبت بھی ہے اور مشکل بھی ہے
سفر باعث فرحت دل بھی ہے

مگر اب تامل نفرمائیے
سفر کا سب اسباب لدوائیے

یہ کہکر وہ دستور جب وہ گیا
کسی اور انجام بین نے کہا

کہ حضرت جو کرتے ہین قصد سفر
ہزارون طرح کی ہین اسمین ضرر

یہ ایام گرما یہ باد سموم
یہ حال مزاج اور غم کا ہجوم

کبھی شاہ محفل سے نکلے نہین
کبھی عشق منزل سے نکلے نہین

اگر کیجیے گا ایکایک سفر
تعجب عدو کچھ نہ ہو بحر ضرر

کہین اور افزون علالت نہو
زیادہ پریشان طبیعت نہو

ورائے صعوبات و رنج سفر
یہ جاتا ہے امید موہوم پر

ذرا سوچیے دل مین اس بات کو
کہ ہو حاصل مدعا یا نہو

لہذا ارادہ مناسب نہین
کہ سنت نہین اور واجب نہین

یہ سنکر تامل کیا شاہ نے
کسی سے کہا شاہ ذیجاہ نے

کہ تم قبلہ و کعبہ کے پاس جاؤ
یہ حال عزیمت سب اونکو سناؤ

پئے امر و نہی استخارہ کرین
جو ہو حکم حق وہ اشارہ کرین

نکلتی ہے کیا فال قرآن مین
اجازت ہے اللہ کی کیا ہمین

اوسی وقت اسوار وہ ہو گیا
ملا تہا جسے حکم یہ شاہ کا

گیا قبلۂ اہل دین کی طرف
ہوا فیضیاب زمین شرف

جھکا کر سر تسلیم وہ ذی شعور
کہا حال سب مجتہد کی حضور

مصلا بچھا کر بہ عجز و نیاز
پڑھی ہادی راہ دین نے نماز

یہ کی عرض بعد رکوع و سجود
کہ اے عالم غیب و رب ودود

نہفتہ ہے لا علم ہر بندہ سے
تو ہے واقف حال آیندہ ہے

بجا ان سو بجو الہی تجھی حال سبب
تجھی سے ہین عاجز اجازت طلب

صعوبت ہا جو سے حاکم شہر پر — سبب چارہ سازی کے تھا قصد سفر
بہلا ہی جدائی سے ہو آگہی — جو بہتر ہو لائین عمل مین وہی
یہ کہکر پڑھا فاتحہ چند بار — مع نعت کی حمد پروردگار
کیا بوسہ قرآن کو واکیا — جب آیہ پڑہا شکر حق کا کیا
یہ نکلا بیان کلام مبین — کہ کہدے کرو سیر روی زمین
کلام خدا مین یہ نکلی جو فال — ہوئی سبکے دل کو تشفی کمال
اوٹھا وہ پڑی فال آیا جو تہا — یہ سلطان حاکم سے جاکر کہا
سفر یہ مبارک ہوا اے شہریار — کہ دیتا ہی خود حکم پروردگار
اوسی روز سامان سفر کا ہوا — کچہ اسباب آگے روانا ہوا
گیا پیشتر تاج درگاہ مین — کہ تاج و علم اب علمدار دین
ہراس اور بہی چہا گیا خلق پر — خمیدہ ہوئی غم سے سبکی کمر
سفر کی خوشی تہی مع رنج و آہ — کہ امید تہی فرقت بادشاہ
غرض روز اسباب جانے لگا — فلک دوستون کو چہڑانے لگا
پکڑ آئے بیگے بہت ڈاک کے — لدے بہلے صندوق پوشاک کے
دئے مطبخ شاہ عالی وقار — لیئے نقرۂ ظرف دو یکہزار
ہر اک چیز یون تہوڑی ہمراہ لی — نگہبان چلے جو کرانچی چلی
چلے ساتھ سلطان کے دو سپاہ — کہ تھے خانہ زاد اور تہے نیکخواہ
کیا شہ کے عزم سفر نے ظہور — کیا پیش خیمہ سحر کا ظہور

بیان تحریر محضر

ہوا حکم سلطان بنام وزیر — کہ تحریر ہو محضر بے نظیر
لکہو یہ سبے کا فرد اہل دین — کہ خورسند سب ہین یا نہین
اگر سب ہون راضی تو مہرین کرین — نہون خوش تو دم کہینچی کا مہرین
غرض لکہ سکے طیار کاغذ ہوا — محظوظ ہین اوسکو کوئی لگیا

کئی لاکھہ مُہرین جہین یک قلم ۔ کہ راضی ہین سلطان عالم سے ہم

حال برٹ انگریز

ولیعہد سے چند نون شہریار ۔ فرنگی برٹ ایک تہا ذی وقار
بٹھا کر ولیعہد کو تخت پر ۔ کسی سمت اوسنے کیا تہا سفر
سُنا لکہنؤ کا جو حال خراب ۔ اوسے بہی ہوا صدمہ انقلاب
روانہ ہوا جانب تخت گاہ ۔ ہوا عازم خدمت بادشاہ
عقیدہ جو تھا خدمت شاہ سے ۔ ملا وہ وزیران درگاہ سے
زمین بوس درگاہ مخفی ہوا ۔ قدمبوس حضرت فرنگی ہوا
کیا اوسنے حضرت سے اقرار یہ ۔ کہ موجود ہے کفش بردار یہ
سفر کیجیے مین بہی ہمراہ ہون ۔ دل و جان سے مین بندہ شاہ ہون
پس عہد و پیمان وہ رخصت ہوا ۔ سو کانپور سے پہلے گیا

حال برنڈن انگریز

برنڈن بہی تہا اک نمکخوار شاہ ۔ وہ تہا خیر اندیش عالم پناہ
فرنگی وہ تہا ساکن کانپور ۔ ہوا حاضر بارگاہ حضور
دیا شہ نے زر اوسکو ستر ہزار ۔ کہا ہے تجہے ڈاک کا اختیار
اوسے ڈاک کا کام جب ہو گیا ۔ کئی دن مین سامان سب ہو گیا

حال حسام الدّولہ

عزیزون مین تہا شہ کی اک ذی وقار ۔ دیا شہ نے گہر کا اوسے اختیار
اوسے اختیار مکان جب دیا ۔ سپرد خدا شہ نے سبکو کیا

احوال سوار شدن بادشاہ

شب جمعہ تہی شبہ اسمین نہین ۔ رجب کی وہ تاریخ تہی پانچوین
سر شام کی شہ نے گنگی طلب ۔ محل یہ خبر سنکے گہبرا گئے سب
کہا شہ نے محلونکو آفت نہ پائین ۔ سبے نشانی اشرفی بہی نہ لائین

گر تا گر یہ ہنگام رخصت نہ ہو
چلیں ساتھ نواب عصمت مآب
چھپر ہین مخملو نہین خوا ئین حباب
لگائین ڈیوڑھیون پر جو اسواریان
سکا لو نہین ہر سمت کہرام تھا
مکان غم سے ماتم سرا ہو گیا
سپہر کی قریب آئی جب وقت رات
چمن مین ہوا اور پہونچا جہان
صدائین یہ دینے لگے قمرنے
عنادل نے دی شاہ کو یہ دعا
سرو گویا ہوئین قربان
گل اشرفی کو بہت تھی یہ چاہ
سوی شاہ بوئی گل ورد تھی
بڑھا بہر پابوس آب روان
ادب سے جو سبزے نے چومی زمین
ہوا یہ غم رخصت شہ سے حال
وہ بے آب برگ و شجر ہو گئے
گل لالہ کا سینہ پر داغ تھا
وہ سرخی گل نارون مین تھی
یہ احوال تھا سرو و شمشاد کا
تہ دام غم جا نور آ گئے
غم آلودہ سب نالین گلعذار
تہ سر گلش دم گریہ نالی ہوئے

بہشت ... ہو
ولی عہد جبرئیل صاحب جناب
چلیں ساتھ معشوقہ دلپسند
چلے سب ہوا شور آہ و فغان
زبانون کو فریاد سے کام تھا
وہ ہر قصر قصر البکا ہو گیا
محل سے چلے شاہ والا صفات
ہوئے نعرہ زن طایر بوستان
کہ با کامرانی سواری پھرے
کہ پھر ہو شگفتہ گل مدعا
کہ ہون غم سے آزاد شاہ زمان
کہ پہونچون مین تا بازوی شاہ
ہوائے چمن بھی بلا گرد تھی
درختون سے جھک جھک پڑین ڈالیان
تو نرگس نے آنکھین قدم پر ملین
کہ صرف خزان ہو گئے نونہال
مگر اشک مردم سے تر ہو گئے
خزان دیدہ تھا جو گل باغ تھا
وہ خوشبو سمن یاسمن مین تھی
عصا جیب طرح خشک آزاد کا
گل داغ طاوس مرجھا گئے
تہ سایۂ نخل تھین اشکبار
کہ لبریز اشکون سے تھالے ہوئے

در تیغ تک آئے اہل حرم
دعا شاہ کو کوئی دینے لگی
پڑھی جسنے بازو پہ کر دعا
خدا کی امان مصطفی کی امان
کئے تھی کوئی سایہ قرآن کا
کسینے کہا ہر بلا دور رہے
غم آلودہ جاتے ہو خوش ہو کے آؤ
کسینے کہا خط تو لکھنا ہمین
تسلی ہو جس سے یہ وہ بات ہے
تڑپتی تھی کوئی ہمین لیچلو
چلے ہو دل عاشقان توڑ کر
ادہر دیکھو آنسو بہاتی ہو کیون
تمہین سے ہے نور مکان و چمن
ذرا شاہ ڈیوڑہی سے باہر تو جائین
ہمین اپنی سائے سے ہول آئینگے
خدا کے لئے ساتھ لے لو ہمین
کہا شہ نے کس کسکو مین لیچلون
نہ گھبراؤ مین پھر کے جلد آؤنگا
غرض سبکو تسکین دیتے چلے
دلون کو غم و رنج بیحد ہوئے
ہوئے گرد سلطان اسیر و وزیر
اسیران غم کی تھی حالت وہی
سر عجز و تسلیم سب نے جھکائے

بہاتے ہوئے چشم سے اشک غم
بلائین کوئی بڑھ کے لینے لگی
کہا اوسنے سونپا بحفظ خدا
تمہین ہر جگہہ مرتضی کی امان
کہ اللہ حافظ رہے جان کا
پناہ و وصی محمد رہے
ہمین پھر عرض بیٹھکے ٹھہر کے کہا
کہ دیگا کچھہ آرام نامہ ہمین
کہ نامہ بھی نصف الملاقات ہے
کہ حاصل غم روز فرقت نہو
کہا وہ ہمین تیجان چھوڑ کر
ہمین اور رو کر دلاتی ہو کیون
کہ ہے ہر جگہہ رونق انجمن
کر ینگے اکیلے مکان سائین سائین
اکیلے مکان تو ہمین کھائینگے
تڑپتا بلکتا نہ چھوڑو ہمین
سفر کی درازی سے مجبور ہون
اگر دیر ہوگی تو بلواؤنگا
جب وراست تسلیم لیتے چلے
جہانبان محل سے برآمد ہوئے
مگر سب تھے دام الم مین اسیر
دعائے ظفر روکے سلطان کو دی
غرض شاہ بیگمی مین تشریف لائے

تنہا رن سے لی پہوڑیوں کی باگ ندا آئی شہ کو سفر آخر راح
پس شاہ تہی پالکیان چار اور غم و رنج کے سب تہے آثار و طور
چپ و راست تہے شہ کے اسوار چند پڑا تہا گہا توپ بگہی تہی بند
روانہ ہوئے اس طرح بادشاہ نہ ماہی مراتب نہ چتر و سپاہ
نہ ڈنکا نہ باجا نہ کوئی نشان نہ اگلی سی شوکت نہ اگلی سی شان
تعب درد و غم لشکر شاہ تہا علم کی جگہہ نیزۂ آہ تہا
نہ نیزے پنجشاخے نہ تہیں جہنڈیان مگر گرم نالے تہے آتش فشان
کنول کچھہ سواری کی ہمراہ تہے کنول وہ نہ تہے شعلۂ آہ تہے
سواری سے یہ بدگمانی ہوئی کہ باد بہاری خزانی ہوئی
رسالے نہ تہے اور بہالے نہ تہے بگل تہے سواری مین نالے نہ تہے
سلامی کہان توپخانہ کہان جو تہا پیشتر وہ زمانہ کہان
گئی یون سواری جو بازار تک محل کیا کہ روئے دکاندار تک
وہ اگلا تجمل جو سب یاد تہا تو ہر ایک مصروف فریاد تہا
نکھو ادر روئے تہے بالاے بام زمین اشک خونی سے تہی لالہ فام
کسے عشق سلطان عالم نہ تہا وہ تہا کون ایسا جسے غم نہ تہا
یہ چاردن طرف تہی صدا بے عجب کہ نصر من اللہ و فتح قریب
پناہ نبی و علی مین دیا سہ بارہ خدا کے حوالے کیا

بیان داخل شدن بادشاہ بکانپور

لگا حکم ہوا اہل دربار مین ہوئی دہوم ہر ایک سرکار مین
کہ لاؤ ابہی ڈاک کی بگہیان نہ ٹہرین گے ہم ایک لحظہ یہان
مگر ڈاک والون کی کیا مین پڑی مقدر کی ہے بات قسمت لڑی
کہ بارہ روپی کا کرایہ جو تہا وہ چالیس کا ہو گیا ساٹھہ کا
سب ارکان دولت ہوئے جب سوار روانہ ہوئے جانب شہریار

گئی الغرض سب ندیم و اسیر
رہا مخمصہ مین ملک کا وزیر

گئی اور فرزند جنت مکان
گئے پھر وہ باد شاہ جہان

گیا ساتھ شہ کے مگر وہ وزیر
براے سفر جو ہوا تھا مشیر

سو وانہ نمک خوار شاہی ہوے
بہت مردم شہر راہی ہوے

گئے بیشتر سب سے شاہ زمان
بس خضر راہی ہوا کاروان

پھر بحر مین طے ہوگئی راہ دور
ہوے بادشہ داخل کانپور

سوے شہر دریا سے مایل ہوے
برنڈن کے بنگلے مین داخل ہوے

اگر دیکھیے تو یہ ہے جاے غور
کہ ہے چرخ کیا بانی ظلم و جور

سدھارے تھے پہلے جو شاہ غیور
گورنر سے ملنے سوے کانپور

ہوے ساتھ جو دو لکھ اسے سوار
پیادے تھے اسوار تھے بیشمار

سواری کے آگے تھے کوس و نشان
عقب تھی ہر اک تھیلی زرفشان

بپا تھے لب گنگ لاکھون خیام
عجب تھا تجمل عجب احتشام

وہی بادشہ ہین وہی کانپور
پل گنگ سے بھی ہوا جب عبور

نہ تھی دھوم وہ وہ نہ تھا کرو فر
سلامی ہوئی شہ کی وقت سحر

کہان شوکت شہ برنڈن کہان
زہے قدرت و گردش آسمان

برنڈن کی بنگلے مین سلطان گئے
کہ چیونٹی کے گھر مین سلیمان گئے

قفس سے زیادہ وہ بنگلا ہوا
کہ انگیا کے بنگلے سے بھی تنگ تھا

ہوئی دل کو اوس گھر مین کلفت کمال
رہے اوسمین جب تک نہ باجی نال

بپا ہوگئے اور بھی کچھ خیام
براے ندیمان عالی مقام

کوئی ناچ گھر مین فروکش ہوا
کوئی رہگذر مین فروکش ہوا

گئی آمد شہ کی ہر سو خبر
سڑک پر ہوا اژدحام بشر

گئے تھے بہت مردم تشنگان
روارو شباشب بس بادشاہ

غرض خلق فی الحال پہونچی وہان
بھنگین کی بھی پال پہونچی وہان

وہان کون دم بھر اسیلا رہا / کہ جب تک رہے شاہ میلا رہا
لکہا شاہ نے گہر کے مختار کو / کہ جلد اب خزانہ روانہ کرو
جب آگاہ مختار خانہ ہوا / اوسی دن خزانہ روانہ ہوا
جواہر کے صندوق تہے بیشمار / گرانمایہ سب تہے ور شاہوار
خزانہ جو داخل وہان ہو چکا / تو حضرت نے فرمان دیا کوچ کا
فقط دیر تہی شہ کے فرمان کی / ہوا کوچ پہلی کو شعبان کی

سوار شدن بادشاہ از کانپور سوی کلکتہ

سحرگہان پہر رہوار و چلین / سنا یون لبین و پیش سب سو چلین
کیا صبح کو مہر نے جب ظہور / ہوا منزل اولین فتح پور
کیا ڈاک بنگلے مین شہ نے قیام / فروکش ہوئے جا بجا خاص و عام
غضب کی تپش تہی کڑی دہوپ تہی / وہ گرمی کے دن تہے بڑی دہوپ تہی
گل عارض شاہ کمہلا گئے / وہ گلبرگ سے ہونٹ پہر اسکے گئے
ہوا گرم آئی تو دہکا بدن / ہوئے یاد خسخانہاے وطن
کہ ہر وقت خسخانہ مین جاتی آب / چہڑکتے تہے خدام عطر و گلاب
ذرا گہر سے باہر نکلتے نہ تہے / چمن مین بہی وہ شب کو ٹہلتے نہ تہے
اب اوسکا لیا اے چرخ سے انتقام / کہ سنے راتکو کوچ دنکو مقام
بہت دل کو اندوہ بنگلے مین تہا / وہ جنگلا بہر راہ جنگلے مین تہا
ہوئی شام پہر شاہ راہی ہوئے / عقب جنرہ بادشاہی ہوئے
اوٹھائے تہے شب کو جو ایذای راہ / تو یاد آتی تہی راحت خوابگاہ
ہوا اوس جگہہ صبحکو پہر مقام / کہ اللہ آباد جسکا ہے نام
غرض شاہ داخل ہوئی جب وہان / کرائی کو فی الحال گہر امکان
بنارس کے راجہ نے سنکر خبر / لکہا پیش دستور نیکو سیر
کہ عزتی یہو بختی ہے بڑہوایے / مرے گہر مین سلطان کو آئیے

تمنا ہے یون اس سفر کے لیئے ۔ مسافر کو جس طرح گھر کے لیئے
کیا باغ مین شاہ نے جب قیام ۔ ہوئی چند صحرا نوردی تمام
پے ملک تدبیر ہونے لگی ۔ ہر اک سمت تحریر ہونے لگی
چراغ رہ عقل روشن کیا ۔ پے کام دل عزم لندن کیا
کہا ایک دانائے درگاہ نے ۔ یہ حالت تو کی منتخب راہ نے
کہ سنبھلا نہین بادشہ کا مزاج ۔ لبون سے نہین دور جام علاج
یہ رنگ رخ شاہ سے ہے عیان ۔ کہ ہے زعفرانی گل ارغوان
بہت جسم کو ناتوانی ہوئی ۔ کہ مانند پیری جوانی ہوئی
اگر شاہ کو اور ہوگا سفر ۔ طبیعت کو ہوگا زیادہ ضرر
یہ ہر چند ہے بہتری کا سفر ۔ پر اب ہے یہان سے تری کا سفر
اب آگے ارادہ نہ حضرت کرین ۔ ولیعہد کو ماں کو رخصت کرین
جو ہونا ہے مطلب تو ہو جائیگا ۔ ہما دام اقبال مین آئیگا
خدا جانے کیا بات ٹھہرے وہان ۔ نہ بیٹھے تو جاتے ہین حضرت کہان
پسند آئی یہ بات ہر ایک کو ۔ کہی آفرین مصلح نیک کو
اسی گفتگو نے جو پایا قرار ۔ تو عازم ہوئی مادر شہریار
بہت شہ نے بھائیکو سمجھا دیا ۔ ولیعہد کو ساتھ ماں کے کیا ۔ از ملکہ حضرت
جواہر کے صندوق لدوا دیئے ۔ کہ لیجاؤ یہ پیشکش کے لیئے
اوسے جس قدر زر اوٹھانا دیا ۔ بڑی شان و شوکت سے چلنا دیا
لٹے ملک سارا تو کیا پوچھنا ۔ جو دین گھر ہمارا تو کیا پوچھنا
وگرنہ غنیمت ہے جو ہاتھ آئے ۔ الجھنا بہت آگے حاکم کی رائے
مین خوش ہون تمہین سلطنت ہو اگر ۔ یہ سمجھون کہ پسر مین ہوتا جور
تمہین کاش ور تاج و کشور ریا ۔ تو گویا پسر اونے مجھی کو دیا
وگر مہربان ہو ولیعہد پر ۔ تو حاصل ہو مجکو قرار جگر

بہت عاشق دنیا کے بیٹے سے کیے
تمہارے لئے ہے تو میرے لیے

کہا شہ کے بھائی نے یون بھر کے آہ
ہمیشہ سلامت رہین بادشاہ

یہ ارشاد شایان حضرت نہین
مجھے حسرت تاج و دولت نہین

خدا رکھے قایم مدام آپکو
کہ زندہ سمجھتا ہون مین باپ کو

نہین شاہ سے کچھ جدائی مجھے
کہ حضرت کی ہے بادشاہی مجھے

سنا یہ تو سینے سے لپٹا لیا
کہا جاؤ حفظ خدا مین دیا

لگایا گلے سے جو فرزند کو
لگین ہچکیان مردم چند کو

یہ تھا حال نواب عصمت پناہ
روان اشک تھے اور لب پر تھی آہ

جدا جسکو مان نے سلایا نہ تھا
کبھی چین بے جسکے آیا نہ تھا

اوسیکو تھی درپیش راہ دراز
اوسیکا سفر تھا میان جہاز

ادھر مادر شاہ عالی وقار
بسر کی جدائی مین تھی دلفگار

کہا زندگی ہے تو پھر آؤنگی
تمہارے لئے تاج مین لاؤنگی

یہ سنکے اور آفت سوا ہے سفر
کہ جاتی ہون تمکو یہان چھوڑکر

کہا شہ نے قسمت سے چارا نہین
کہ قابو تمہارا ہمارا نہین

اگر ہے تمہین درد لخت جگر
مجھے بھی تو ہے رنج ہجر پسر

تمہارا بھی غم بھائی کا بھی الم
یہ ہین فرقتین تین تنہا مین ہم

غرض مادر شاہ گردون فراز
گئی بعد رخصت میان جہاز

بہت ساتھ تھین عورتین ہمنفس
ملازم تھے سب یکصد و ہفت کس

روانہ ہوا اسطرح وہ جہاز
پس صید جاتا ہے جسطرح باز

جدا ہو گیا تھاک سے آخر ہوان
اوٹھا جب میان جہاز روان

چڑھا موج پر اور اوترا جہاز
نظر آئے کیا کیا نشیب و فراز

تلاطم مین ہر موج تھی باربار
مثال دل عاشق بیقرار

نگہ اہل کشتی نے کی جسطرف
نظر آئے اوس سمت کہسار کف

نہ آئی نظر منزلوں تک زمین | فقط آب تھا یا سپہر برین
شجر کا بھی سایہ میسر نہ تھا | سوائے سفینہ کہیں گھر نہ تھا
غرض مثل عمر رواں صبح و شام | نہ دیکھو سکونت نہ شب کو قیام
جہاں جس جزیرہ میں کشتی تھی | نہ شہر دیکھا نے آدمی
نہ جاڑے میں کچھ لطف تھا دھوپ کا | نہ گرمی میں تھا چاندنی کا مزا
نہ کیفیت سبزہ برسات میں | اذیت مصیبت تھی ہر بات میں
غرض اسطرح جاتے تھے روز و شب | اوٹھاتے مصیبت وہ رنج و تعب
قضارا کہیں جا کے لنگر ہوا | کچھ اسباب کشتی سے باہر ہوا
جواہر کے صندوق اوٹھائے گئے | جہاں تھا مناسب وہاں لیگئے
گرے چند صندوق در آب میں | جواہر ہوئے غرق گرداب میں
ملازم گئے کانپتے قرب در | سنائی یہ دریا دلوں کو خبر
کہ پانی میں صندوق دو گر گئے | بہت بیش قیمت جواہر گئے
سنا جب یہ خدام بیہوش سے | کہا گر گئے خیر یا پوش سے
وہاں سے بھی لنگر اوٹھا ناگہاں | وہ کشتی ہوئی اور آگے رواں
کبھی بیم طوفان سے تھا اضطراب | کبھی خوف ماہی کبھی خوف آب
اسی طرح وہ کشتۂ غم گئے | سوئے اُمت ابن مریم گئے
غرض ہو گئی طے جو راہ دراز | جب ملک لندن میں پہنچا جہاز

حال داخل شدن مادر و برادر و پسر بادشاہ بشہر لندن از تحریر جلیل الدین که همراه بودند

یکایک یہ عالم میں پہونچی خبر | کہ آیا ہے شاہ اودھ کا پسر
چلے اوس طرف شہر سے مرد و زن | جدھر گھاٹ پر تھے غریب الوطن
روانہ ہوا ناظم اوس ملک کا | عسس کو بھی ہمراہ اوسنے لیا
سٹرک کو بہت نور آگین کیا | لب آب تک فرش قالین کیا
گلی تھی جو جینس جواہر نگار | ہوئی مادر شاہ اوس پر سوار

پسر اور پوتا ہوا دار پیر
سفینے سے اوترے بصد کر و فر

برندن برٹ دونون ہمراہ تھے
وہ بادی تھے راہون سے آگاہ تھے

کھڑے تھے سرِ رہ صغار و کبار
سنا ہے کہ تھے لوگ اسّی ہزار

وہ جتنے بزرگان ذیجاہ تھے
ادب سے سواری کے ہمراہ تھے

غرض اک مکانمین سواری گئی
ہوا پردہ پینس اوتاری گئی

برٹ نے کہا جاکے بالای بام
کہ اے مردم شہر و ای خاص و عام

یہ وہ شاہزادی ہے عصمت مآب
کہ تھا چشم خورشید سے بھی حجاب

فلک نے کبھی سایہ دیکھا نہ تھا
کب انجم کی آنکھون سے پردا نہ تھا

نہ تھے اس سے آگاہ انکی غلام
کہ ہے کوچ کیا چیز کیسا مقام

یہ تھا حال سب اہل دربار کا
سنا بھی نہ تھا نام ادبار کا

وہ جاہ و تجمل تھے وہ احتشام
کہ تھے رشک فغفور انکے غلام

فلک تھا زمین بوس شام و سحر
پُرآوازہ تھا کوس شام و سحر

قدم گھر سے باہر نکالے نہ تھے
فلک نے حوادث یہ ڈالی نہ تھے

وہی شاہزادی یہان آئی ہے
زمانیکی گردش کہان لائی ہے

اودہ تک جو فرسنگ کا ہو شمار
تو چالیس کیا ہونگے اسّی ہزار

جو اتنی مسافت کو طے کر کے آئے
کہو پاے وہ کام دل یا نپاے

کہا سب نے وہ ہے سزاوار داد
مناسب ہے اوسکی بر آئے مراد

کہا اون سے پھر بنتہ کی مان کا پیام
وہ جو جو تھے ذیقدر و ذی احترام

پسندیدۂ اہل دانش نہین
کہ دنیا مین ہوتا ہے یہ بھی کہین

کسی کے مکان مین جو خاشاک ہو
تو اس جرم پر ضبط املاک ہو

سہارا تو ہے ذات اللہ کا
مگر ساتھ دو نامور شاہ کا

کہا سب نے سنکر ہمین ہی قبول
قسم اوسکی جو ہے ہمارا رسول

بہر حال ہم ہین شریک حضور
نہوگا کبھی واجبی مین قصور

یہی گفتگو تھی کہ شب ہو گئی
روانہ خلایق وہ سب ہو گئی

رہے تھے جو کشتی مین اہل سفر
شگفتہ ہوا دل مکان دیکھکر

سمندر سے پہونچے جو سوئی زمین
کیا سب نے سجدہ بروی زمین

بہت چین سے سوئے سب رات بھر
نمازین پڑھین اوٹھکے وقت سحر

وہان تھی ہر اک چیز کی احتیاط
زیادہ تو پانی کی تھی احتیاط

غذا کھا کے جب سب کو فرصت ہوئی
پہر دن چڑہا جمع خلقت ہوئی

فرنگی نخرز تھے جتنے وہان
لگے سب اوتارے ہوے ٹوپیان

وہ اوتلیس تھے چار تھین بی بیان
پری وش طرحدار تھی بی بیان

ولیعہد کو دیکھکر خوش ہوئین
کیا ضبط ہر چند پر غش ہوئین

سمایا نظر مین جو نور شباب
کہا سب نے چہرہ ہے یا آفتاب

کلی کا کہلنا تبسم مین ہے
مذاق نباتی تکلم مین ہے

جب آنکھون کو دیکھا تو جگر پھرا
بہ مشکل ترکے سنبل دریائی شک پرا

وہ سب زخمی تیغ ابرو ہوئین
گرفتار زنجیر گیسو ہوئین

لب لعل کا آگیا جب خیال
ٹپکنے لگی شوق بوسہ مین رال

کبھی دیکھتی تہین رخ پاک کو
کبھی تاج کو گاہ پوشاک کو

ضیا ہے جواہر سے یہ حال تھا
کبھی سبز کمرا کبھی لال تھا

چچل کا جھمجھے سے تہا بڑھکی حال
ضیا بار تھا نور مہر جمال

عجب شان شوکت جوانی کی تھی
نظارت گل زندگانی کی تھی

لبادہ زر اندود تھا نیلگون
جواہر سراپا تھے حد سی فزون

اوسی وقت آئی مصور گئی
جدا گانہ تصویر کھینچی گئی

زنانے مین تھی مادر شہریار
تجلی دو مسند زر نگار

بہت تھین خواصین بہت ہمدمین
جواہر تھے اون سبکی پوشاک مین

زنان نصاری بھی اندر گئین
حضور جناب مطہر گئین

لب فرش چومی زمین ادب   سہین قرینے سے سب
برنڈن کی زوجہ ہوئی درمیان   کہ سمجھائی دونون طرف کی زبان
رہی صحبت وگفتگو دیر تک   کہ بیٹھے وہ ذی آبرو دیر تک
غرض بعد صحبت ملے سب کو یار   گئے سب زن ومرد صاحب وقار

داخل شدن مسافران بہ تختگاہ شہنشاہ

کئی دن رہا اوس مکانمین مقام   سمند عزیمت کی پھیری لگام
ہوئے ریل گاڑی پر اسوار سب   روانی سے اوسکے ہوا اک عجب
پھر سحر مین پہونچی وہ چالیس کوس   وہ چالیس تھے یا بیالیس کوس
غرض شہر لنڈن مین داخل ہوئی   تھکانے غم راہ سے دل ہوئے
لیا تختگہ کے قرین اک مکان   فرو کش ہوئے شاہزادی وہان
عجب شہر دیکھا عجب آدمی   مکان صاف سب صاف ستھری ہی
دکانین ہین سوداگرونکی بہت   نمایش سے تھوڑے سے گھرونکی بہت
عجایب نظر آتی ہر ایک چیز   پسند آئی سب مین مگر ایک چیز
ضرورت گلاسون کی اصلا نہین   چراغون کی شمعون کی پروا نہین
چراغون سے دو نی تو کیا چوگنی   عیان ہوتی ہے وقت پر روشنی
زن ومرد سے صحبتین ہین بہت   مگر مرد کم عورتین ہین بہت
زمین خشک کمتر ہے پانی سوا   ہر اک جنس کم ہے گرانی سوا
غرض اوس مکان مین ہوا جب قیام   رجوع غریبان ہوئے خاص وعام
رئیسان لنڈن گئے بیحساب   جو تھے ذی شرف وہ ہوئے باریاب
وزیران وکٹوریا بھی گئے   ندیم اوسکے اور اقربا بھی گئے
سُنا جسنے احوال اندوہناک   دل اوسکا ہوا درد سے چاک چاک
تسلی کو سب نے کہا یکدگر   کہ خالق کرے رحم اب آپ پر
کچہری جو ہے پارلیمنٹ کی   عدالت شہنشاہ کی ہے وہی

یہین سب الغاث ہو جائیگا
غبار ایکدن صاف ہو جائیگا

[illegible] کچہری وہ تعطیل تہی
طلبگار منصب کو تعجیل تہی

یہی تہا عمل اون کچہری مین تہا
برس دن مین کہلتی تہی دو مرتبہ

مگر اوس برس وہ کہلی ایکبار
کہلی بہی تو بدلے گئے اہلکار

نہ آئی نظر صورت کامیان
نپایا غریبون نے آرام جان

دکہاتا رہا گردشین آسمان
شہنشاہ تک باریابی کہان

کہان تک یہ باتین سناتا رہون
کچہ احوال پہر لکہنو کا کہون

ساقی نامہ

خم صبر کا جام لا ساقیا
مے انتقام اب پلا ساقیا

جفا محتسب کی اوٹھائی بہت
غم مے مین کی جبہہ سائی بہت

مے صبر کا جوش دکہلا مجہے
کہ آجائے نظر کچہہ تماشا مجہے

صبوری کی تماشا دکہائے ذرا
زمین و فلک کو ہلائے ذرا

وہ ہون نخل صبر دل زار کے
کہ پیدا ہون پہل جنمین تلوار کے

اولٹ دی زمین کو صبوری مری
کوئی لو تمنا ہو پوری مری

صبوری بہت امر دشوار ہے
پر اسکا مزا آخر کار ہے

عیان ہے نہین صبر آہن نہان
کہ سمجھتا ہے کیا ظلم آہنگران

جلایا گیا آگ مین بیشتر
پڑی چوٹ پر چوٹ نکلے شرر

بنی تیغ جب تو ہوا زر نثار
بزرگی ہوئی صورت ذوالفقار

نہ گہبرا دل زار پر جبر کر
ملیگا مزا صبر کر صبر کر

سفر مین محرم ہوا شاہ کو
عجب طرح کا غم ہوا شاہ کو

غذا کا جو سامان ہمراہ تہا
لیے بزم ابن یداللہ تہا

نہ بیدانہ موسن کی تہی کچہہ کمی
کہ ہمراہ تہے دو ہزار آدمی

محرم سے بنگہ کو جو فرصت ہوئی
پریشان سفر سے طبیعت ہوئی

کہ تہا عارضہ مین ہر اک مبتلا
وہان ناموافق تہی سب کو ہوا

کئی مرد جاں باز مر مر گئے
بلایا نہ یاں در گاہ کو
لکھا حال یہ ایک قرطاس پر
مگر عار جی سے یہاں ٹھہرے
یہاں سے بہت دل ہے برخاستہ
مناسب ہے طے کرنی لندن کی راہ
پڑھا پرچہ ہر خیر اندیش نے
کہ ہے عزم لندن مناسب کمال
تری میں علالت زیادہ نہو
ولی نامناسب ہے عزم وطن
لگے ہیں جو لندن وہ گھبرا ئینگے
بہر حال لازم ہے رہنا یہیں
اسی شور سے نے جو پایا قرار
گورنر کو بھیجا یہ شہ نے پیام
ارادہ ہے اوسکا کہ آئے یہاں
لکھو شقہ اوس مانع راہ کو
گیا نامہ جب چیف صاحب کی نام
یعنی چیف کمشنر بہادر
مشرف یاب دستور حضرت ہوا
ہوا داخل لکھنو وہ وزیر
غریب الوطن تھے جو شاہ زمان
وہ جلتی تھیں سب عاشق شاہ تھیں
کہ سکونہ تھا کام آرام سے
مگر نامہ شاہ آتے تھے روز

ملازم سفر میں سفر کر گئے
گیا یاد اسیران نوبجا دکو
کہ تھا سو چی لندن ہمارا سفر
کئی جا نے ڈالے گئے ہم رہے
بتاؤ تو ہیں کون سا راستہ
روانہ ہوں یا جانب تختگاہ
کہا شفیق ہر وفا کیش نے
مگر ہے فقط بادشہ کا خیال
مرض خار پائے ارادہ نہو
کرا مایوس ہو جا ئینگے مرد و زن
خبر سنکے بیدل وہ ہو جا ئینگے
کہیں کا ارادہ مناسب نہیں
رہے پاس کلکتے کے شہریار
کہ ہے تختگہ میں مدار المہام
مگر حیف اوسے روکتا ہے وہاں
کہ دستور کو شہ کے پاس آنے دو
گیا پاس شہ کے مدار المہام
وزیر پدر شہ سے رخصت ہوا
سفر میں رہے شاہ گردون سریر
غم ہجر کہاتی تھیں سب بی بیان
مگر ہمدم نالہ و آہ تھیں
کہ سوتی نہ تھیں تا سحر شام سے
خط اون بی بیونکی ہی جاتی تھی روز

یعنی برادر و برادر دلبر شاہ

یعنی نواب علی نقی خان وزیر اعظم حاکم ملک اودھ

یعنی نواب منور الدولہ

یعنی سلطان کردہ تختگاہ لکھنو

خط آیا کئے اور جایا کئے
جب آئی تھی لندن سے شہ کو خبر
ترشّح تھے پھر خبر دردناک
خبر سنتے تھے بیشتر بادشاہ
ملک لکھنؤ میں تھے ایسے بشر
کسی نے کہا ملگیا شہ کو تاج
ملا ملک اب مادر شاہ کو
کسی نے کہا یہ خبر ہے غلط
لکھا ہے کہ اب تک رسائی نہین
کہا یہ کسی نے کہ ہمسے سنو
کسی نے کہا کچھ بھی ہونا نہین
فرنگی مین اہل خرد کینہ ور
یہ لیکر کبھی ملک دیتے نہین
کسی نے کہا چپ رہو چپ رہو
بکھیڑے تھے جتنے وہ طے ہوگئے
بہت پارلی منٹ کے ڈیوقار
ہے مطلب شہ موافق ہین سب
گذرتا ہے اب عرصۂ صبح شام
خبر لیکے دو دو ہی جہاز آئیگا
غرض تھا یہی ذکر شام و پگاہ

غرض روز دوڑا کئے ڈاک کے
وہ ہوئی تھی وجہ قرار جگر
کہ ہنسیون روز آتی تھی ڈاک
چھٹے دن پہونچتی تھی تا تخت گاہ
کہ ہر دم سناتے تھے تازہ خبر
خبر مین نے پائی ہے تحقیق آج
کیا شہ و لیعہد ذیجاہ کو
کہ آیا ہے لندن سے آج ایک خط
کہ وکٹوریا قیصر کے آئی نہین
ہوئی سلطنت شاہ کی بحالی کو
کسی بات کی اصل صلا نہین
بہت اسطرح سے لگاتے ہین گھر
مکان سے سب چھین لیتے نہین
نمکخوار ہو نیک کلمہ کہو
جو فتنے تھے بیدار سب سوگئے
کہ ہین سب وہ علّامۂ روزگار
بہت اپنے وعدے کے صادق ہین سب
خدا نے جو چاہا تو بنتا ہی کام
سب اگلے پچھلے مین کھل جائیگا
گئے ایسی با تو مین سال و ماہ

داستان انقلاب عہد انگریزی و برٹش بدمعاشان

نصاری بنے دین بنشین بیشتر
مناسب رعایا نوازی بہی کی

تونگر ہوئے جو تھے محتاج زر
سزا مین بھی دین سرفرازی بہی کی

جو حاضر ہوا اوسکو تو قید دی — جو قاصر ہوا اوسکو تعزیر دی
جبر تھے حاکم وقت صاحب وقار — نہ کرتے تھے وہ بے سبب گیر و دار
کوئی عدل سے بات باہر نہ تھی — سعوبت اذیت کسی پر نہ تھی
بہت منتظم تھے وہ سب انگریز — نہ تھی دزدِ شب روکو جائی گریز
وہ ہشیار تھے اور عاقل بھی تھے — بہادر بھی تھے اور عادل بھی تھے
وہ چلتے تھے رستا تو قانون سے — لرزتے تھے مجرم کے خون سے
وہ آگاہ آئین و دستور تھے — شراب عدالت سے مخمور تھے
وہ تھے اپنی سرکار کے خیرخواہ — وہ تھے خیر اندیش خلق اله
سکئے ظلم گو چرخ بد خواہ نے — کیا صبر واجد علی شاہ نے
ستایا مقدر نے گھر اُف نہ کی — مصیبت اوٹھائی مگر آہ نہ کی
روانہ ہوئے جب براے سفر — حوالے کیا شہ نے اوڈرم کو گھر
پس شاہ اوڈرم رہا پنجماہ — ملی جانشین کو پھر اوسکی کلاہ
نہ گذرا برس جانشین بھی گیا — تو بعد اوسکے لارنس حاکم ہوا
وہ ذی فہم و ذی عقل و ذی ہوش تھا — عروس خرد سے ہم آغوش تھا
کیا اوسنے کچھ روز کار جہان — خبر آئی میرٹ سے یہ ناگہان

مضمون نوشتہ انگریزان میرٹ

کہ حبشی تلنگے تھے سب پھر گئے — فرنگی میان سپہ گھر گئے
چلی توپ بھی اور تلوار بھی — لڑے سب پیادے بھی اسوار بھی
شریرون نے سب چھاونی لوٹ لی — ہر اک چیز بھی لوٹ لی پھونک دی
پس چنگ دہلی کو راہی ہوئے — غرض داخل شہر شاہی ہوئے
نہ ٹھیرے کہیں ایکدم راہ مین — گئے سب در قلعۂ شاہ مین
جمی فوج ساری پرا باندھ کر — کہا عرض کردو کہ اے تاجور
سر تخت اجلاس فرمائیے — سمندِ ریاست کو گرمائیے

یہ اقرار کرنے مین کہا کر قسم — کہ جان نثاری مین موجود ہم
امیرون نے سلطان سے جاکر کہا — مبارک ہوا ہی شاہ تاج و لوا
کہ موجود ہے انگریزی سپاہ — لئے خیر اندیشئے بادشاہ
بس اب شاہ ہون جلوہ گر تخت پر — سنین تا بسب آواز کوس ظفر
یہ ارشاد اونسے کیا شاہ نے — جواب سخن یون دیا شاہ نے
کہ مین ہون ضعیفی سے پا در رکاب — مثل ہے لب بام ہے آفتاب
ضعیفی مین مجکو ستاتے ہو کیون — چراغ سحر کو بجہاتے ہو کیون
فرنگی سے باقی ہے کینے نظر — اوٹھاؤگے غم تخت پر بیٹھکر
کہین فاش پردہ نہو راز کا — کہ انجام بد ہے اس آغاز کا
مسیحا کی امت جو چڑھ آئیگی — تو اتنی بہی حسرت بگڑ جائیگی
یہ موجود ہے مجہسے لین تاج سر — جسے چاہین بٹھلا دین وہ تخت پر
امیرون نے جو کچھہ سنا شاہ سے — کہا سب وہ اوس فوج گمراہ سے
نمانا مگر فوج نے غدر شاہ — بٹھایا سر تخت با قدر و جاہ
وہان جسقدر چہاؤنی مین تہی فوج — وہ اوس فوج مین مل گئی مثل موج
فرنگی تہ تیغ ہونے لگے — تہ خاک جا جا کے سونے لگے
نہ چہوڑی زن حاملہ تک کہین — کہین بانگ نوبت تہی شلک کہین
فرنگی بڑی جرأتون سے لڑے — مگر ہو گئے قتل چہوٹے بڑے
جو باروت خانے مین کپتان تہا — بڑا خیر اندیش انسان تہا
یہ رخ فوج کا دیکہکر بیدرنگ — جلایا مع خانہ سامان جنگ
حق خیر خواہی ادا کر گیا — اوسی آگ مین جلکے وہ مر گیا
پر آشوب ہو ہو گئی سب بلاد — گری ہر جگہہ برق تیغ فساد
ہر اک تار برقی کو پہونچی گزند — ہر اک شہر کی ہو گئی ڈاک بند

حال چھاونی لارنس چیف کمشنر سپاہ چھاونی لاہورا

پہنچا جس گھڑی چیف صاحب کو حال | ہوا اونکے دل کو تردد کمال
یہ گوروں کے افسر کو بھیجا پیام | کہ تم چھاؤنی مین کرو اب قیام
بس اب چھوڑ دو چوپڑ کی اصطبل کو | کہ برگشتہ لشکر یہان بھی نہ ہو
وہ گورے گئے چھاؤنی کیطرف | وہان بھی تلنگے تھے سب سر بکف
قضارا مہینا وہ تھا جیٹھ کا | زمین کی طرف روی خورشید تھا
طپش سے جگر سنگ کا جل گیا | زمین پر جو دانہ گرا جل گیا
سب اوس دھوپ مین ہوئے ناصبور | کہ تھے خیمے گوروں کے مثل تنور
رہے کچھہ تو بیمار کچھہ مر گئے | صف مردگان مین بھی افسر گئے
فرنگی نے میدان مین صبحدم | بدستور کین پلٹنین سب بہم
برابر برابر جمایا اونہین | جو افسر تھے اونمین بلایا اونہین
کہا اونسے سوچو تو اس بات کو | تمہین منصفی اپنے دل مین کرو
کہ ہمنے کیا خاک سے تمکو پاک | مگر قدردانی نہ کی تمنے خاک
جب آئے تھے اپنے مکانون سے تم | لنگوٹی فقط ایک باندھی تھی تم
لباس انگریزی پنہایا تمہین | گدھے تم تھے انسان بنایا تمہین
سپاہی کیا اور عہدہ دیا | تمھین ہمنے ادنے سے اعلی کیا
لیا کام اخلاق سے پیار سے | ہوئی پرورش سبکی سرکار سے
ہزارونکو دیتے رہے انگلستین | بہادر کیا جو لڑا جنگ مین
معین تھی جو وجہہ ہر ماہ دی | کہ او تیسوین روز تنخواہ دی
تمہاری ہوی پرورش آج تک | ملے کھا کے تم کمپنی کا نمک
نہین کرینگا یون کوئی بادشاہ | کہ جیسی [illegible] ہمنے قدر سپاہ
زر افشان بہادر کو کرتی [illegible] | دیا تمغہ [illegible] کرسی بھی دی
سب آئین جنگی سکھائی تمہین | قواعد فرنگی بتائے تمہین
ہوئی چاند ماری جو ہر ایکسال | تو لاکھون روپئے کا ہوا صرف مال

سمجھ رحمت کردون کی تمیز ہوئے / کو ہر فن ہو تم ہنر ور ہوئے
تجلی دکہاتی ہے شان سپاہ / کہ سرکار ہے قدردان سپاہ
کسی شہ نے یہ فوج پائی کہان / یہ زینت کہان یہ صفائی کہان
صف جنگ مین یون لڑایا تمہین / کہ مشقتگی مین سکہلایا تمہین
ہمیشہ عنایات کی فوج پر / شفقت بہی ذرات کی فوج پر
سکان بہی تیار ہین خوب تر / لئے منتشی و تشخیص ہین ڈاکٹر
کہو اس طرح مالک لیتا ہے کون / سپہ کو زر اسطرح دیتا ہے کون
یہ ہم ہین کہ تمسے نہیں کچہہ عزیز / مگر تم ہو نا قدر دان بے تمیز
حقیقت مین ہم رونق ہند ہین / ہمارے قدم رونق ہند ہین
ہر اک جا ہی تمنے آباد کی / مثالی بنا اہل بغداد کی
ہر اک راہ مین راہزن تھے بہت / پریشان غریب الوطن تھے بہت
ہر اک جنگ نادر کہان تہی یہان / پناہ مسافر کہان تہی یہان
کہین کوئی ہموار رستا نہ تہا / کوئی اسطرح کا تمدن بستا نہ تہا
ممالک مین اتنی زراعت تہی کب / غریبون کی ایسی سماعت تہی کب
یہ بند و بست ہندوستان مین تمہین / یہ خبرین یہ فوجین یہ سڑکین تمہین
زبردست سب زیر تمسے ہوئے / ذلیل اہل شمشیر تمسے ہوئے
پسند آئی ہے ناسپاسی تمہین / سمائی ہے ناحق شناسی تمہین
عبث ہمسے بیزار ہوتی ہو کیون / سر راستہ خار بوتی ہو کیون
اگر ہمسے تم دور ہو جاؤ گے / پہر اگلے سے فرد دور ہو جاؤ گے

جواب بزرگان فوج

یہ سن سنکے سب افسرون نے کہا / کہ ارشاد یہ سب بجا آپ کا
بہت خوب ہے آپکا انتظام / یہ ہے دعویٰ واجبی لاکلام
جہاندار ہین آپ اولوالعزم ہین / جوانمرد ہین رستم رزم ہین

عدالت گزین داد گستر ہین آپ — سپہ دوست ہین بندہ پرور ہین آپ
شب و روز آرام ہمکو ملا — دم جنگ انعام ہمکو ملا
بہت قدردانی ہماری ہوئی — بیان الم غمگساری ہوئی
نہین منکر لطف سرکار ہم — کہ ہین کہینچی کے نمک خوار ہم
نہین عذر کچھہ نوکری مین ہمین — نہین عذر فرمانبری مین ہمین
مگر کارتوس اب جو یہ آئے ہین — بہت انکے آنے سے گھبرائے ہین
وہ اگلے تو کاغذ کے تھے کارتوس — یہ جھلی کے اب ہین نئے کارتوس
انہین دانت سے کاٹنا ہے محال — کہ ہے اشتباہ حرام و حلال
بہت زر دیا لعنتین دین ہمین — پر اب آپ کرتے ہین بیدین ہمین
وہ ہے کون جو جان دیتا نہین — مگر کوئی ایمان دیتا نہین
ہمارا تزلزل مین ہے اعتقاد — کہ صاحب کی نیت مین اب ہے فساد
یہ ہندو مسلمان بگڑ جائینگے — پئے حفظ ایمان بگڑ جائینگے
غرض فوج نے جب نمانا کہا — وہ ناصح بھی ناچار چپ ہو رہا
ہوا دوپہرا روز نکلی کرن — فرنگی گئے سو ہی مچھی بہون
لگائی رہے دیر تک دوربین — بلندی سے دیکھا نشیب زمین
بیان حصار ایک شہزادہ تھا — اوٹھایا اوسے دوسرا گھر دیا
کیا انگریزون نے اوسمین قیام — بنائی لیا بام رندے تمام
جہان تک عمارت تھی گرد حصار — وہ کھودی گئی گھر گرے بیشمار
غرض کھود ڈالے ہزارون مکان — حسن باغ کو کردیا بے نشان
علی مصطفے خان کو قیدی کیا — اسیر حد نا امیدی کیا
محمد حسن خان بھی محبوس تھے — وہ محبوس جتنے تھے مایوس تھے
کہنی اور دہلی کے تھے میرزا — گرفتار اندوہ و رنج و بلا
شب ہفتم ماہ شوال تھی — غضب کی گھڑی شامل حال تھی

جوتہین چہاونی مین کئی پلٹنین
یا متفق ہو کے سب نے فساد
لیا میگزین اور کچھ زر لیا
چلی توپ گورون کی چہاپا وہان
ہر اک توپ کی زد بچاتے تہے وہ
پرے ہین ہر طرف کی صفین اسقدر
تلنگے جو اونسے زیادہ گرے
وہ گورے سبہے یون سر رزمگاہ
فرنگی جو جرنیل تہا فوج کا
لگی گولیان ناگہان پڑ گئین
کئی انگریز اور مارے گئے
تلنگون نے جب پہونکدی چہاونی
تلاطم ہوا لوٹ ہونے لگی
قیامت بپا تہی عجب شہر مین
رعایا تو تہی خستہ دل خستہ حال
غرض چہاونی مین یہ صورت ہوئی
سحر گاہ پہر وہ فراہم ہوئے
بڑے گورے اپنا پرا باندہ کر
مقابل مین گورون نے کی ایک صف
لڑائی اودہر کی بگڑنے لگی
بڑے گورے آگے وہ پیچہے ہٹے
غرض وہ نہان ہو گئے بہاگ کر
گریزان گرفتار اکثر ہوئے

[illegible]

[illegible] ہین
سر دوش رکہے سلاح عناد
کئی اشترون پر اونسے بہر لیا
دو جانب سے چلنے لگین گولیان
کہ ہر ضرب پر لیٹ جاتے تہے وہ
کہ گر گر پڑے کچہہ ادہر کچہہ اودہر
تو سب تہکے سوے پشت پا رخ پہرے
کہ آگے سے پیچہے ہٹی وہ سپاہ
پڑا بہر تفہیم وہ جو ذرا
گرا اسپ سے وہ بروی زمین
تلنگون کے سر بہی اوتار دیے
زمین سے فلک تک ہوی روشنی
جہان جو ملا تلق ڈہونے لگی
کہ وہ فوج آئی گی اب شہر مین
زیادہ پریشان تہا کوتوال
جلانے سے بنگلون کے فرصت ہوئی
تلنگے سپاہی جنگ باہم ہوئے
چلین گولیان پہر ہوئی توپ سر
گئے چند تن ہٹ کے بائین طرف
کہ دو سمت سے مار پڑنے لگی
پہر دن چڑہے تک کئی سر کٹے
بچایا نصاری نے کوس ظفر
اسیر بلا ساٹہہ ستر ہوئے

وہ محبوس جتنے تھے ہون مین رہے
لیا بلوہ جب مردم شہر نے
یہ دست نصاری سے بیجان ہوے
غرض ٹھہرے پہانسی کی قابل کئی
او سیدن گھڑی ہوگئین پہانسیان
اسی طرح ہر روز دو چار کو
ادہر پہلی گارد مین یہ رنگ تہا
لگا بیٹن تہین توپین تحت و بنگ سے
لگائی نہ تہی ہٹ ہو گر کہان
کئی سال کا جمع سامان تہا
نخود اور گندم تھے نو لاکہہ من
بہرے تھے ہزارون بز و میش و گاؤ
میان طویلہ تھے گہوڑے بہت
نشتر بیشتر تھے ہر اک کام کے
کمشنر کرانی جو گہبرائے تھے
زن و طفل سب تہی قریب ہزار
بہت سکھہ تھے ہندی بہی تہی سیکڑون
کئی سو جو تھے مخبر نمک خواہ
کسینے کہا سب ہین برگشتہ اب
کسینے کہا دیکھہ آیا ہون مین
نصاری سے ہر سرزمین چہٹ گئی
فرنگی تہہ تیغ دشمن ہوئے
کہ اونکو بہی بحرم بیجان کیا

گلے ریسمان سے
تو دی گو شمالی او نہین ٹہرے
بہت او نہین محبوس زندان ہوئے
او نہین مین رہائی سکے قابل کئی
سحرگاہ سولہ کو دین پہانسیان
چڑہاتے تھے بیدین و دیندار کو
کہ جو تہا وہان رستم جنگ تہا
کہ خایف تھے سب بیشتر جنگ سے
چڑہائی تہی بالاے سقف مکان
کہ غلہ بہرا تہا ہر اک قسم کا
کئی لاکہہ من دال جو لاکہہ من
بہت مرغ و بیضہ بہت نان پاؤ
ضروری بہی ذخایر تھے تہوڑی بہت تا
بہت شیشہ و رتھے ہر اک کام کے
وہین سب جگہہ سے سمٹ آئے تھے
کئی سو تو تھے بچہ شیر خوار
نشتر تھے کئی قوم کے سیکڑون
خبر وہ سناتے تھے شام و پگاہ
تلنگے بہی سارے رعایا بہی سب
یہ اخبار تحقیق لایا ہون مین
ہر اک چہاونی جل گئی لٹ گئی
عدو عورتون سے بہی بدظن ہوئے
غضب تو یہ ہے خون طفلان کیا

مہمان آنے کو جمع ہوئے ہیں سب ۔ وہ امروز فردا میں آئی ہیں اب
ہوا پرشدے پور میں جب فساد ۔ نصاری کو گھیرے تھے سب بدنہاد
مگر راجہ ہنونت سنگہ ایک ہی ۔ مہاراج ہے وہ بہت نیک ہی
شجاعت میں جرات میں رستم ہی وہ ۔ سخاوت میں ہمت میں حاتم ہی وہ
طبیعت کو گاہے تلون نہیں ۔ ہر اک بات اوسکی ہی نقش نگین
سنی پرشدے پور کی جب خبر ۔ کمک کے لیے اوسنے باندھی کمر
مع سہ ہزار آدمی وہ گیا ۔ فرنگی پریشان تھے یہ کہا
کہ اب آپ ہرگز نہ گھبرائیے ۔ ہماری سپہ میں چلے آئیے
فرنگی فقط بیس بائیس تھے ۔ مع طفل و زن تیس اونتیس تھے
غرض اونکو وہ لے گیا اپنے گھر ۔ سپہ سے بچا کر مع مال و زر
تواضع ضیافت بھی دنرات کی ۔ وہ دشمن نہ تھے پر مدارات کی
شب و روز دعوت کی سامان رہے ۔ کئی روز گھر میں وہ مہمان رہے
وہ دیتے تھے راجہ کو زر تیس ہزار ۔ کیا اوسنے انکار اور انکسار
پھر اسوار اونکو کیا بیدھڑک ۔ گیا لیکے الہ آباد تک
میان حصار اونکو پہنچا دیا ۔ خبر کہگئے مخبر نے مجرا کیا

حال برآوردن تخت تاج و مال شاہی

خبر پر خبر تھی علی الاتصال ۔ ممالک میں افواج کا تھا یہ حال
پیادے اور اسوار یکجا ہوئے ۔ سپہ لکھنو گام فرسا ہوئے
کم و بیش جو بیس سو تھے سوار ۔ مگر سب تلنگے تھے گیارہ ہزار
بڑا رعب تھا آمد فوج کا ۔ زمین کو کئی دن رہا زلزلا
غرض چیت کو جب ہوئی یہ خبر ۔ گئے شہر سے فوج دس کوس پر
بہت گورے اوسنے روانا کیے ۔ فرنگی کئی ساتھ دانا سبکے
گئے وہ سو درگہ بادشاہ ۔ پریشان ہوئے حاضر بارگاہ

بلا کر فرنگی نے مختار کو — کہا جو جواہر ہے سب ہم کو دو
پراگندہ خاطر وہ مختار تھا — جہاں جو دھرا تھا وہ سب لا دیا
جواہر کے صندوق تھے پانچ چار — زر سرخ بھی تھا بہت سکہ دار
کئی تاج دولت جواہر کے تھے — کئی تخت حضرت جواہر کے تھے
مکان تھا وہ لوٹا ہوا کچھ نہ تھا — مگر بعد غارت بھی کیا کچھ نہ تھا
خراسانی و اصفہانی حسام — سب انمول تھیں خاصیاں بھی تمام
غرض لکھ چلے فرد خدام جب — لدائیں چھکڑوں پر اسباب سب
وہ سب تھا جب تخت اوٹھا لے گئے — جواہر مع تخت اوٹھا لے گئے
نصاری نے کی ہوشیاری بہت — لگائی ہر اک توپ بھاری بہت
پل پختہ پر مورچا ایک تھا — پل آہنی پر بھی تھا دمدما
نہ تھی جا تکیوں اور رندوں کی حد — نئی کربلا تک تھی گولوں کی زد
تلنگے تھے کچھ اور تھے کچھ سوار — مگر برق انداز تھے دو ہزار
ہزاروں سپاہی بگڑ کر گئے — رضا سے گئے بعض لڑ کر گئے
دلی جانفشانی میں تھا کوتوال — بہت پاسبانی میں تھا کوتوال
نکلتے نہ تھے گھر سے اپنے امیر — نہ اوٹھتے تھے ہار گدائی فقیر
کچہری نہ تھی بند دربار تھا — مگر سب کو اندیشہ ہر بار تھا
یہاں تک تو تھی دہشت مخبران — کہ سکتے میں تھی شاعروں کی زبان
یہ تھا حال ایک ایک انسان کا — کہ ڈر مال کا خوف تھا جان کا
دکاندار دکان لگاتے نہ تھے — گھروں سے خریدار جاتے نہ تھے
مہاجن زر نقد اوٹھا لے گئے — دکانوں میں جو مال تھا لے گئے
زر و مال گاڑا گیا اس قدر — ہوا گنج قاروں سے افزود تر
کہ تودے زمین سب گٹھریاں اڑین — دو شالوں کی بھی بدریاں اڑین
دیئے تھے یہ سرکار نے اشتہار — کہ سب اپنے گھر بار سے ہوشیار

برا ہے ہمین بدمعاشون سے کام — کسی طرح ممکن نہین انتظام
کیا تمکو آگاہ ہم ہین بری — کہ آتے ہین وہ بہر غارتگری
امیرون نے غلہ فراہم کیا — جو تھا بیشتر خرچ وہ کم کیا
فقیرون نے تکیہ خدا پر کیا — بمکان توکل مین بستر کیا

صف آرائی جنگ چنہٹ

کہان ہے لو ایسا مئی جنگ جو — پلا دے وہ ساغر کہ برسے لہو
وہ مے ہو کہ دل تھرتھرانے لگے — خم آسمان جوش کھانے لگے
غضب کی تڑپ شیشۂ مل مین ہو — تفنگون کی آواز قلقل مین ہو
وہ بادہ ہو جس سے کہ اوٹھے دہوان — بنین پنبۂ شیشہ سب گولیان
پیالے مین بندوق کی چال ہو — گلا شیشۂ بادہ کا نال ہو
یہ ٹکرا کے باہم پیالے چلین — کہ گر گر کے توپین بنین بوتلین
وہ کیفیت رزمگہ ہو رقم — کہ بندوق بن جائے نال قلم
سے گنج مین جا کی پہونچی سپاہ — کئی کوس کے گرد مین تھی سیاہ
کمر کھولی ہر یک نے زیر شجر — کیا پاک تن سے غبار سفر
لگائی ہر اک توپ وہ پھیر کر — پل گومتی کی سڑک تھی جدہر
بس توپ بندوق کو رکھدیا — ہر اک سمت پہرا معین کیا
بہت اونگھنے بستر بچھانے لگے — لب چاہ اکثر نہانے لگے
پہونچنے لگی چار سو سے رسد — گئی سرحد لکھنؤ سے رسد
ہری دوپہر سب پکا کھا چکے — تلنگے بھی پہرے بدلوا چکے
غذا کھا کے سالار یکجا ہوئے — سپاہی بھی دو چار یکجا ہوئے
ذرا جنگ ہونے لگا مشورا — بھی متفق افسرون نے کہا
کہ جو روز و ساعت منجم بتائین — اوسی روز ہم پلی گارد مین جائین
منجم جو لشکر کے ہمراہ تھے — وہ کچھ روز و ساعت سے آگاہ تھے

غرض اونکی پوتھی منگائی گئی
اونہون نے کہا پوتھیان دیکھکر
ظفر پائیگی فوج دشمن نہین
سعین ہوا روز شنبہ کا
خبر چیف کو بھی لگی ناگہان
اوسے بھی کئی دن تردد رہا
سنیچے کی شب آگئی ناگہان
کہ اب دیکھئے رنگ ہوتا ہی کیا
مگر مرد میدان ہین سب انگریز
یہ میدان مین جاکر پلٹتے نہین
کسیلئے کہا فوج سے بیکران
تو اعدا سے کیا فوج محرم نہین
انہین سکہے ہین سب گولہ انداز وہ
سنی اون سے جو بات وہ ورد کی
غرض تذکرے یہ رہے رات بہر
سیاہ نجوم فلک تھی عیان
لڑائی کی تھی دہوم افلاک تک
وہ عقرب مین خم تھا جو تلوار کا
غرض صبح صادق نمایان ہوئی
ہوا شنبہ جب جھٹ پیدا ہوا
فرنگی پئے جنگ تیار تہے
ہوا جب بلند آفتاب سحر

پئے جنگ ساعت دکہائی گئی
کہ ہے روز سہ شنبہ روز ظفر
بچن جہوٹ ہو تو برہمن نہین
مگر تہا کئی روز کا فاصلا
کہ منگل کے دن آئینگے وہ یہان
مگر ہوشیاری سے غافل نہ تہا
ہوئی ہول آگین دل مردمان
سویرے دم جنگ ہوتا ہی کیا
نریمان و رستم ہین وقت ستیز
اگر آگ برسے تو ہٹتے نہین
جماعت نصاری کی اتنی کہان
نصاری سے وہ جنگ مین کم نہین
انہین سے سیکھے مرد جانباز وہ
لڑائی سے اوستاد شاگرد کی
ہوا آخر کار تیکھا پہر
لگا لو مین خنجر تہا آسمان
وہ تہی کہکشان یا تہی سیف فلک
تو مریخ تہا دیدہ خونخوار کا
ستارون کی تنویر پنہان ہوی
کہ آتا ہے گولا دمکتا ہوا
کہ تیار تہے سب بیدار تہے
دیا چیف نے حکم باندہو کمر

وہ سب آدمی تھی قریب ہزار
تلنگے تھے کچھہ فوج توپ سے سوا
سب آگے سواران جانباز تھے
جو ہمراہ توپین تھین اژدر نفس
کئی گھوڑسے تھے گہر چڑہی توپ مین
روانہ ہوا چیف یون ناگہان
لڑائی کی تلوار کو آب دی
سو فوج گولے اوتارے کئی
اسی طرح گردے بھی چھوڑے بہت
تلنگے جو غافل تھے گھبرا گئے
اوٹھے لوگ خوان غذا چھوڑ کر
نہ کہائی غذا آگے آئی ہوئی
وہ جلدی مین کیا دھوتی پانی سی ہاتہ
لیا توشدان اور بندوق لی
ادہر سے بھی توپین چلین اس قدر
چلی دو گھڑی تک اودہر سے بھی توپ
سوارون نے بھی زین جھٹ پٹ کسی
سجے سب نے ہتھیار باندہی کمر
چپ و راست دو غول ہو کر گئے
لگے صورت رعب چھائے ہوئے
غبار اوٹھا ورسے نیزون کی پھل
ہزارون تھے تیغین نکالی ہوئے
بڑھے ناگہان چیف کی بھی سوار

سوائی پیادہ تھے دو سو سوار
مگر گورے تھے تین سو سی سوا
عقب سے سنئے برق انداز تھے
وہ دو موٹ تھین اور ضربین تھین
ولی بیل تھی ہوت کی توپ مین
گیا اوس جگہہ تھے مخالف جہان
چلی توپ ناگاہ مہتاب دی
جہان سے تلنگے سدہارے کئی
گرے آدمی چند گھوڑے بہت
سمٹ کر مگر اک جگہہ آ گئے
چلے بعض تیر و کمان جوڑ کر
اولٹ دی پیتلی پکائی ہوئی
کہ دھو کے تھے سب زندگانی سی ہاتہ
بڑے جنگ سے ایک پلٹن چلی
کہ اوڑا اوڑ سے گئے اوس طرف کی لشکر
چلی باڑھ کے ساتہ ادہر سے بھی توپ
اکیلی سے دو تین جھٹ پٹ کسی
زمین پر تھے یا ہو رہے زین پر
دو جانب سے وہ مورچے پر گئے
چپ و راست پہلو دبائی ہوئے
نہان تھے مثال سنان اجل
بہت کار تیغین سنبھالے ہوئے
فرنگی تھے سب واقف کارزار

میانون سے تیغین ہوئین تھین عیان | که نکلین تھین پتھر سے چنگاریان
ہوا غل جو تیغین کھچین چار سو | کھچا رشتۂ جان جسم عدو
کھنچی تھی وہ کاٹھی سے تیغ سوار | که زخمی کی رگ سے لہو کی تھی دہار
پسینے مین سب اسپ تازی تھے تر | دہانون سے گرتے تھے کف خاک پر
عیان تھا یہ تھنون کی آواز سے | که ہم تیز ہین شہپر باز سے
لگامون کو کاٹے ہوئے تھے سوار | ہوا پر تھے سمٹے ہوئے راہوار
دہانون سے زخمی دہن ہو گئے | سمٹ کر وہ گھوڑے ہرن ہو گئے
نہ رکتے تھے رہوار تھمتے نہ تھے | زمین پر کہین پاؤن جمتے نہ تھے
تراپے دم پو پہ بھرتے گئے | ہوا پر وہ چڑھتے اوترتے گئے
کشاکش وہ گھوڑون کی وہ گرمیان | ہوا پس گئی جب گئی درمیان
لگے سب وہ تلوار تولے ہوئے | بڑے ضرب آغوش کھولے ہوئے
رکابون پہ استادہ تھے وقت جنگ | دباتے تھے رانون مین گھوڑون کو تنگ
سپہ راست تھی تیغ آتش فشان | اگر دست چپ سے تھے روکی خفتان
اودہر نعل رہوار کی تھی چمک | ادہر تیغ اسوار کی تھی چمک
پڑین انگریزون کی جب گولیان | گرے اون سوارون کے شبدیز جان
خطا اونکی گولی اگر کر گئی | جب اونکی گئی دل مین گھر کر گئی
یہ تیغ فرنگی کا احوال تھا | که ہر جوہر آہنی لال تھا
غضب کا ہر اک وار مین کاٹ تھا | که دریائے خون تیغ کا گھاٹ تھا
جو بندوق پر پڑ گئی ناگہان | گئی نال بھی صورت استخوان
نہ ٹھہری کہین جب پڑی دوش پر | گئی پر پتلے کی طرح تا کمر
چمک دیکھ کر تیغ خونریز کی | سوارون نے دنیا سے پرہیز کی
پڑی اوسکے سر پر عجب رنگ سے | نکل آئی تلوار وہ تنگ سے
چلی سر سے دامان زین تک گئی | اوترتی ہوئی وہ زمین تک گئی

وہ چمکی سواروں کی سر پر کبھی
کبھی دوش و بر پر کمر پر کبھی

سواروں کے تن سے جو باہر گئی
وہ ہر چار جامے کو دو کر گئی

نہائی لہو کے جو تالاب مین
بنی لال مچھلی وہ تیغ آب مین

لہو سے جو ہر نخل افشان ہوا
تو ٹیسو کا جنگل وہ میدان ہوا

ٹپکنے لگا کہنیون سے لہو
دم جنگ مانند آب وضو

فرنگی تھے تھوڑے تلنگے سوا
مگر کیا لڑے واہ وا مرحبا

دلیر پھر جو تلوار پڑنے لگی
صف جنگ آخر بگڑنے لگی

فرنگی کو یاد آگیا یہ سخن
نہ ہر جائے مرکب توان تاختن

ہے مصلحت جان کر ذی وقار
کہ تھوڑے رہے تھے پیادے سوار

وہ توپین جو گورون کی ہمراہ تھین
رہین ساتھ دو اور سب چھٹ گئین

فرنگی پھرے زخم کھاتے ہوئے
بڑھے گولیان وہ لگاتے ہوئے

چلی گاہ بندوق گہ تیغ تیز
ہوئے قتل ذی مرتبہ انگریز

بل آہنی چیف سٹلے کر گیا
غرض بیلی گارد کے اندر گیا

بنے برق انداز چھو ہو گئے
کرانی وہ سب چار سو ہو گئے

مورخ یہ بولا ہے حسرت سے
لڑے بگڑے منظے خداوند سے

سبب کیا ہوا سب جو یون پھر گئے
تلنگے فرنگی سے کیون پھر گئے

سنہ ۱۲۷۳ ہجری

حال خالی شدن مچھی بھون

لڑائی جو بگڑی تو بگڑی ہوا
یہ احوال مچھی بھون مین ہوا

جہان تک تھے قیدی وہ برہم ہوئے
کہا دل مین آزاد اب ہم ہوئے

نہ تھے تیس چالیس تھے دو ہزار
لگے متفق سوئے باب حصار

نکلنے لگے راستا کر لیا
کہ تیشون سے کھڑکی کو وا کر لیا

بہت آدمی اور راہی ہوئے
روانہ کئی سو سپاہی ہوئے

رہے ادھر مین کچھ گورے کچھ انگریز
ہوا شہر مین عالم رستخیز

اب گو تہی فوج داخل ہوئی — ہراک صف سپے جنگ مایل ہوئی
کبہی توپ چہٹی بہون سے چلی — کبہی بدمعاشون کی دن سی چلی
اوٹہا پیلی گارد سے گاہی دہوان — اوڑی صورت دود گرد مکان
گہدا تہا پل پختہ پنہ مورچا — لشکر کیا کہ جہوٹی گورستانہ تہا
مگر فوج کے ساتہہ تہا ایک فقیر — فقیر اوسکو کہتے تہے پر تہا امیر
وہ ذیمرتبہ تہا میان سیاہ — وہ مشہور تہا احمد اللہ شاہ
صفون سے پل آہنی پر گیا — وہین پہلے گہوڑا گڈ اکر گیا
بہت گولیان آئین بالای سر — کہین اوسنے منہ پر نہ روکی سپر
پس احمد اللہ تن چند سے تہے — وہ کہلوائے جو راستے بند تہے
ہوا داخل شہر جب وہ فقیر — مع فوج رستے مین پہونچی بہیر
اوترنے لگے کشتیون پر سوار — پیادے تہے اکثر تہے اکثر سوار
مع اسپ مال نصاری لٹا — مع دفتر اسباب سارا لٹا
تہکی ماندی آئی تہی اوسدن سپاہ — اوٹہا کر لڑائی عین ابتدای راہ
بہت تو ہوئے استقامت گزین — لٹی پلٹنین مورچون پر رہین
مگر شام تک مورچے بڑہ گئے — تلنگے در و بام پر چڑہ گئے
سیہ گرد تہی گورے تہے درمیان — وہ تہا خرمن ماہ تابان عیان
ہراک سمت مہتاب جلتی رہی — سحرگاہ تک توپ چلتی رہی
ہوا چہرۂ مہر جب آشکار — ہوا گرم پہر معرکۂ کارزار
نہ تہے مورچے کس جگہہ کسطرف — نہ تہا راستہ جو گیا جس طرف
کہان گونلے گولی کی آمد نہ تہی — کہان کسطرف توپ کی زد نہ تہی
صدا توپ بندوق کی کیا سنائین — دنا دن کی ہمراہ تہی ٹہائین ٹہان
شتک مکان اسقدر ہو گئے — کہ زنبور کے خانے گہر ہو گئے
نہ نکلا کوئی شہر سے بہر جنگ — چہپے صورت اخگر قلب سنگ

گرچند تھے بزدا سے نم ہوئے — فرنگی سے لڑنیکو باہم ہوئے
نہ تھے واقف جنگ گو وہ کبھی — مگر لائے چھوٹی سے اک توپ بھی
علم گاڑ کر اوسکو پہنائے ہار — لگایا اوسے سوئے باب حصار
بڑہا لے گئے توپ کو متّصل — بڑے اونکے گردسے بجھے اونکے دل
رجزخوان ہوئے کھینچ تان کر — اسی لیے پیر گردون ادہر کان کر
کہ تیرا بھی نزلا گرائین گے ہم — مزار بخارا ولی کی قسم
عجب شہر کا حال اوس روز تھا — غم جان غم مال اوس روز تھا
در خانہ تھے بند بازار بھی — نہان مال بھی تھا دکاندار بھی
کوئی گھر سے باہر نکلتا نہ تھا — سر راستہ کوئی چلتا نہ تھا
گیا برج مغرب مین جب آفتاب — تو پیدا ہوا آسمان پر سحاب
وہ برسات کی شب وہ کالی گھٹا — وہ تھا دود باروت یا تھی گھٹا
وہ پر خوف وہ پر خطر رات تھی — کہ ظلمات کی تیرگی مات تھی
برابر زمین توپ کی تھی صدا — فلک پر مگر شور تھا رعد کا
برستی رہین گولیان اسقدر — پڑین رات بھر بوندیان جسقدر
یہ کثرت سے ہر سمت گولے گری — ہوا شبہ سبکو کہ اولے گرے
مگر توپ کی مار دیکھی نئی — کہ چشم زمانہ سے نیند اوڑ گئی
مکانون سے انسان ہوئے تھے فرار — گریزان ہوا تھا دلون سے قرار
مصیبت مین انسان گرفتار تھے — شب قدر کی طرح بیدار تھے
بہر رات باقی رہی ناگہان — نہ جھپکی ذرا چشم اہل جہان
فرنگی جو تھے اندرون حصار — وہ قلعے سے باہر ہوئے ایکبار
وہان جتنی توپین تھین توڑا انہین — زن و طفل جو تھے چھوڑا انہین
حسن باغ کی راہ سے سب گئے — غرض بیلی گارد مین وہ جب گئے
بہر اجتماعیت قلعے مین میگزین — اوتارے وہان گولے دو بلمیترہ

مشابہ ہوئی چہت وہ گولا پھٹا
ہوا شبہہ تختہ زمین کا پھٹا

اوڑا ساتھ بارود کے گھر تمام
مع تختہ و سقف و دیوار و بام

صدا وہ ہوئی ہر مکان ہل گیا
زمین ہل گئی آسمان ہل گیا

بہت پختہ و خام گھر گر گئے
ہزارون کہپلے بیشتر گر گئے

ہوا غل کہ بجلی بہون پھٹ پڑا
ہوا اشک کہ چرخ کہن پھٹ پڑا

اوڑے اوسکے شہتیر تا آسمان
گہٹا سے بہی کچہہ بڑہ گیا وہ دہوان

درون سے کہلین جوڑیان خودبخود
الگ ہو گئین کنڈیان خودبخود

ہوے پیر گردون کی یون کان کر
کہ سنتا نہین نالہاے بشر

لگی جلنے آخر وہ بارا دری
لگے شعلے تا گنبد اخضری

ہوئے دہشت آلودہ یون مرد و زن
لرزنے لگے سب کے اعضاے تن

سب اطفال بدخواب ایسے ہوئے
کہ لیٹے وہ مادر سے سہمے ہوئے

یہ احوال سب طایرون کا ہوا
کہ دشوار او نکو بسیرا ہوا

ہر اک باغ مین نالہ کش مور تہا
سر شاخ گنجشک کا شور تہا

تہی نالہ زاغ پیدا ہوا
کہ یہ کیا ہوا اب ہوا کیا ہوا

کسینے کہا یہ اوڑی ہے سرنگ
کسینے کہا ہو گئی ختم جنگ

سر راہ تہا قول ہر مرد و زن
کہ خالی ہوا آج یہ بہی بہون

گئے اہل غارت میان حصار
لٹا شام تک مال و زر بیشمار

ہزارون سر دست ڈہالین لٹین
جداگانہ جانبون سے نالین لٹین

اوسی روز سے لوٹ جاری ہوئی
پیادون سوارون کی باری ہوئی

لیا مال صحن مکان کہود کر
اوٹہا لے گئے دفینان کہود کر

نہ چہوڑا غرض چرخہ پیرزن
تن مردگان سے اوتارے کفن

غرض اس طرح شہر سارا لٹا
گہر اکبار لٹ کر دوبارا لٹا

تونگر مساکین ہوئے سب تباہ
لٹا لکہنو روز و شب تا دو ماہ

فرنگی کے نوکر تباہی مین تھے
کہون کیا کہ کیونکر تباہی مین تھے

عجب آفت اونپر ہوئی الاماں
زر و مال کیسا لٹی نقد جان

لٹا مال ہر برق انداز کا
یہ تھا حال ہر برق انداز کا

نہ تھا بھاگنے کا بھی یارا انھین
جہانتک تھی جن جن کی مارا انھین

پٹھانون کی آمد ہوئی ناگہان
وہ جتنے تھے سب تھے فلاطون جہان

شریک دغا بھی ہوئی بیشتر
ہزارون زبانین ہی کر لوٹ پر

زمیندار چارون طرف سے گئے
گنوار اپنے ہمراہ لیتے گئے

کسیکے تھے ساتھ آدمی دو ہزار
کسیکے تھے دو سو پیادے سوار (لفظ ہندی مشہور ۱۲)

کئی لاکھ سب آدمی جمع تھے
سوا لاکھ بندوقچی جمع تھے

فرنگی فقط بیلی گارد مین تھے
بپاستی تھے چارون طرف مورچے

دو جانب سے چلتی تھی توپ تفنگ
شب و روز تھا گرم میدان جنگ

لڑائی کو یون ہو گئے چار روز
لڑے اہل فوج و زمیندار روز

داستان رفتن بزرگان سیاہ بتلاش شہزادہ ببارگاہ سلطان

پلا جام اے ساقی حکمران
کہ ہو کشتہ تاراج گیتی ستان

بجا میکدے مین وہ کوس سبو
کہ ہون بادہ کش خاکبوس سبو

خم آسمان بہر مجرا جھکے
پئے سجدہ دستگر مینا جھکے

مگر بادہ پر اثر وہ نکال
کہ پیر خرابات ہو خرد سال

وہ بادہ ہو جس سے کہ سیری نہو
مگر حاصل لطف دیرینہ ہو

ہوا پانچوان دن لڑائی کو جب
بزرگان لشکر ہوئے جمع سب

کہا سب نے ای شاہ دین سر ہین ہم
اگر تاجور ہو تو افسر ہین ہم

لئے فوج ہو شاہ عالی مقام
کہ درکار تسبیح مین ہے امام

سپہ بادشاہ کی طلبگار ہے
کہ ذرون کو خورشید درکار ہے

پریشان ہین بیوارثے ملک ہم
کہ بے شاہ ہین لشکر بے علم

سو ور گہ شاہ یارو چلو | کسیکو سر تخت بٹھلا و تو
سواروں کے سالار بھی سب چلے | پیادوں کے بھی بالاے مرکب چلے
سجے تھے بدن پر وہ ہتھیار سب | لگائے تھے بندوق تلوار سب
بہ تعجیل وہ سب گئے پیشتر | در خاص مرزا و لیعہد پر
بہت اونمیں خوش تو ترش و بھی تھے | مسلمان بھی تھے اور ہندو بھی تھے
وہ پہونچے تو دربان گھبرا گئے | کمربستہ دیکھا تو تھرا گئے
ضعیفہ محلدار سن ہو گئی | کہاری محل میں خبر کو گئی
زنان محل میں ہوا شور آہ | کہ آئی ہمیں لوٹنے کو سپاہ
ہوا غم سے دل تنگ ہر ایک کا | اوڑا خوف سے رنگ ہر ایک کا
غرض افسروں نے جو دیکھا یہ حال | ہر اک نے تشفی اونہیں دی کمال
کہا بہر غارت نہیں آئے ہیں | تو یہ مسرت فزا لائے ہیں
کہ محصور لشکر ہیں اہل فرنگ | شب و روز ہے بیلی گارد میں جنگ
کہا ہے کہ زور لشکر ہی نہیں | دلی کوئی والی ہمارا نہیں
اس اندوہ سے سب کے دل میں ہے داغ | کہ یہ فوج ہے محفل بے چراغ
کہ شاہزادے ہیں یوں تو ہیں ان | فلک جاہ فرزند بخت سکان
سوا انکی ہیں اور عالیمقام | رفیق اون کے دو چار لائے پیام
ہمیں کام بھائی سے کیا عم سے ہی | غرض ابن سلطان عالم سے ہی
جہاں جس سے پوچھا چھپائی خبر | مگر ایک مخبر سے پائی خبر
کہ اس قصر میں اک ہی فرزند شاہ | وہ نائی کو ہے مثل نور نگاہ
کرو اوسکو آراستہ جلد تر | کہ بیٹھائینگے ہم اوسے تخت پر
محل میں گیا سنکے خواجہ سرا | یہ خوش شد امین بادشہ سے کہا
نہ گھبرائیے ہے خوشی کی گھڑی | کہ اس شاہزادی کی قسمت لڑی
یہی کہتے ہیں سب سران سپاہ | کہ ہوا بن شاہ زمان بادشاہ

[illegible] مرزا ولیعہد [illegible] ۱۲۶۱

[illegible] امجد علی شاہ ۱۲۶۵

۱۲۵۵ میرکلان سلطان عالم محمد واجد علی شاہ [illegible]

تامل کچھ اسمین نفرمایے　　لباس گرانمایہ پہنایے
کہا سن کے خوشدل امین شاہ نے　　یہ بندہ نوازی کی اللہ نے
دل اوسکی عنایت سے ممنون ہے　　مگر شاہزادہ وہ مجنون ہے
وہ اپنے سراپا سے مدہوش ہے　　چراغ رہ عقل خاموش ہے
سر تخت اوسکو بٹھاؤگے کیا　　کہ بیہوش سے داد پاؤگے کیا
جو فی ہوش ہوتا وہ نورنگاہ　　ولیعہد کرتے اوسے بادشاہ
ولیعہد کا ہے پسر شیرخوار　　رہی اوسکو پالے تو پروردگار
پیام آوروں نے جو پایا جواب　　گئے افسروں کو سنایا جواب
کہ ارشاد خوشدل امین شاہ ہے　　یہ حال بن شاہ ذیجاہ ہے
کہ مدہوش وحشت سے مست جنون　　گریبان مین ہے چاک دست جنون
اوسے کچھ خبر تن بدن کی نہین　　غذا کی ہوس پیرہن کی نہین
کسی نے کھلایا تو کچھ کھا لیا　　اگر جی مین آیا تو کچھ کھا لیا
کہا اور کچھ تو سنا اور کچھ　　جواب اور کچھ مدعا اور کچھ
جسے عقل و فہم فراست نہین　　وہ شایان تخت ریاست نہین
بٹھا کر اوسے داد کیا پاؤگے　　بہت تاج پہنا کے پچتاؤگے
اگر نسل سلطان سے ہے مدعا　　تو ڈھونڈھو کوئی اور ملجائیگا
سپہران سپہ نے سنایا جو حال　　ہوا نامرادی سے دلکو ملال
تاسف کیا اس بیان پر بہت　　کہے اپنے دلمین وہ انپر بہت
کہا اب بتاؤ کہان جائین ہم　　کہان سے بن شاہ کو لائین ہم
جو ہوتے یہان شاہ عالی وقار　　تو ہوتے اس اقلیم کی تاجدار
مگر کیا کرین وہ بہت دور ہین　　ہم اسوقت ناچار و مجبور ہین
کسی نے کہا سے عبث اضطراب　　بتاتا ہون تدبیر مین لاجواب
کرے ایک ایوان مین متصل　　جگر بند شہ کو سنت سحر دل

خوشی اقبال ذیجاہ صد خوشحال — جوان بخت ارسطو خرد خرد سال
سہ خسروی آفتاب جہان — ہلال نجوم ملک زادگان
بڑے بہائیون سے بہی ذیجاہ ہے — کہ سو روز نہین وہ قبل ہوالبلد ہے
نہین مان کو سلے اوسکے جلین نکل — وہ سے جان نواب حضرت محل
وہ بولے لقب مہر سے پایا ہی بدر — کہا اوسنے سے نام بر جیس قدر
جب اوصاف سب افسرون نی سنی — خطاب ولقب افسرون نی سنے
بڑہے وہ محل کا پتا پوچھ کر — چلے اوسطرف راستا پوچھ کر
نہ بہولے نہ بہٹکے سران سپاہ — کہ اقبال شہزادہ تہا خضر راہ
در قصر تک جب گئے ناگہان — محل مین ہوے سو طرح کی گمان
پیس رفع اندیشہ و رفع شک — گئے اہلکاران درگاہ تک
پیدا در قصر سے سب سے جاکر کہا — کہ اتباع فیل انگریزی رہا
ملازم فرنگی کے ہم تھے مگر — ہوے اون سے برگشتہ اٹہکر گر
ہوا فسخ دو دن مین جیون ہون — پڑیگا مگر بیلی گارد مین رن
نہین ہمکو اسکے سوا کچہ خطر — کہ سر پر ہمارے نہین تاجور
سے شاہ ہے فوج کو پیچ و تاب — ستارونکو درکار ہے ماہتاب
کہ گانے اس اندوہ سے دل نہین — کہ پروانے مین شمع محفل نہین
اسی واسطے آئے ہین ہم یہان — کہ ہے این سلطان عالم یہان
بجا ہی پدر جلوہ فرما وہ ہو — لڑین ہم تو جہو تماشا وہ ہو
ہمین زور بازو ہو تو ور کہر — اگر دست اقبال ہو پشت پر
ملکزادہ بیٹہے اگر تخت پر — لڑائی سکے و کہلائین اوسکو ہنر
دکہائین ابہی جانفشانی کسے — بتائین سپے قدردانی کسے
سپاہی کو تیغ و سپر چاہیئے — برابر سے تاجور چاہیئے
سے فوج سلطان درکار ہو — کہ سرکار سے آپ تلوار ہے

اگر صاحب تاج دولت نہین | سلاحو نہین تیغ شجاعت سہین
نہو بادشہ تو بگڑتی ہی فوج | کہ اقبال سلطان سی لڑتی ہی فوج
کئے کام ہم افسرون نے بڑے | کہ بے بادشہ کے چہ دن تک لڑے
بس اب آپ جاکر گذارش کرین | محل مین ہماری سفارش کرین
غرض سنکے داروغہ دوڑا گیا | سو پردہ باب عصمت سرا
بلاکر کہا یہ محلدار سے | کہ جا جلد کر عرض سرکار سے
پس پردہ تشریف لائین حضور | نہ آئین تو ہمکو بلائین حضور
قیامت ہے اسوقت دوڑی ہین | کہ کہنا ہے امر ضروری ہین
گئی سنکے یہ بات وہ پیرزال | کیا ام شہزادہ سے عرض حال
اوٹھی مسند صدر سے وہ جناب | ہوئی جاکے کرسی نشین قرب باب
کہا سنکے یہ داروغہ کو قریب | آتالیق شہزادہ استاد ادیب
زمین بوس ہو ہو کی التماس | کہ ہے جای شکر و مقام سپاس
خدائی دو عالم ہوا مہربان | وہ ہے سامع نالۂ بندگان
جدہر چاہے پھیرے دل انسان کا | وہ خلاق ہے جسم کا جان کا
دل خلق ضحاک سے پھر گیا | بروی زمین تاج سر گر گیا
فریدون کو شاہ جہان کردیا | اکیلا جو تہا اوسکو لشکر دیا
ہوا چتر بالاے افسر بلند | علم گاؤ بانی ہوا سربلند
یہ شہزادہ بہی ہے فریدون حشم | کہ دیتا ہے اللہ تاج و علم
بہم ہو کے آئے ہین افسر یہان | کئی روز سے بند تہا در یہان
وہ آئے تو ہر ایک ٹہرا گیا | در قصر ناچار کہولا گیا
یہ کہتے ہین اونکا یہ پیغام ہے | کہ فرزند ہے باپ کا نام ہے
سب نامور ہین غریب الدیار | پسر ہو بجاے پدر تاجدار
مبارک ہو فرمانروائی اوسے | لڑائی ہین بادشاہی اوسے

کریگا پسینا ہی اوسکا جہان بہایا تھے ہم خون اپنا جہان

برا تو خداوند سرور ہینگے ہم بہایا زیادہ مگر لین کو مسلم

پیادون کے بارا سوارونکی تیس کرتے تھے آکے سات اونکی اونکو بیش

مناسب ہر افسر کی تنخواہ ہو وہ ہو سبکی جو ایک کی راہ ہو

دیا ام شہزادہ نے یہ جواب کہ ہے کس لئے اسقدر اضطراب

ابہی فتح لشکر نے پائی نہین قیامت بپا ہے لڑائی نہین

کہو اونسے تم یہ ہے کسکو خبر کہ کسکی ہے قسمت ہی کسکی ظفر

نہین حوصلہ یہ ہمارا ابہی کہ بیٹھے ہین گھر مین نصاری ابہی

سر تخت کسطرح رکھین قدم کہ ہو جائین سگے اونکی باخود مسلم

اگر فوج سے وہ ظفر پائین گے تو ہمسے بری طرح پیش آئینگے

یہ ہمت یہ جرات ہماری نہین کہ ایسی ہین جان پیاری نہین

سلامت رہے تخت کا تاجور وہ چہرے سے دہوے غبار سفر

اوسی روز ہم سلطنت پائین گے کہ جسدن یہان بادشہ آئین گے

ہمارا وہ اگلا زمانہ نہین جو اکثر نہین وہ خزانہ نہین

فرنگی زر و مال سب لے گئے جو باقی رہا تہا وہ اب لی گئے

کہان سے تمہین دینگی تنخواہ ہم نہین دیکہتے ہین کوئی راہ ہم

جسے چاہو بٹھلادو تم تخت پر فقط ہمکو معذور رکہو مگر

سنا اہلکارون نے جب یہ پیام تو باہر گئے سب وہ عالی مقام

کہا اسطرح حکم سرکار ہے کچھ اقرار ہے صاف انکار ہے

اگر کیجئے غور دلمین ذرا تو جو کچھ ہے ارشاد سب ہے بجا

ممالک مین چارون طرف غدر ہے ہر اک زعم مین صاحب صدر ہے

سر دست ممکن نہین انتظام کہ ہے سرکشی پر رعایا تمام

زراعت قلمرو مین ہے پایمال نکاسی روپی کی بہت ہے محال

نہ نقد دیتے نہین پاس ہم
لڑین گے سپاہی تو کیا کہائین گے
جو عزم وغا کرتے ہین بادشاہ
ملکزادہ کو صاحب اقبال ہے
لیے جنگ ایسا ہو فرمانروا
یہ سن سنکے سب افسرون نے کہا
بس اب عذر خواہی سے باز آئیے
وگرنہ بگڑ جائیگی بات ابہی
اگر ہے وہ کم سن تو کچہہ غم نہین
غرض ہے فقط اوسکے اقبال سے
کہین آپ لڑتے نہین بادشاہ
علم جنگ مین کام آتا ہے کیا
نمود سپہ رخت پر زر سے ہے
اسی طرح اقبال سلطان بہی ہے
لیے سب زری عذر لازم نہین
ملکزادہ ہوگا اگر تاجور
گزارش ہر اک طرح ہم کر چکے
عنان ادب کو بہی چہوڑا نہین
خیال ادب سرکشی مین کہان
نہین سننے کے عذر اب اور ہم
یہ صلح سے پاؤن سرکائین گے
جہان شاہزادیکو پائین گے ہم
سر دوش لینگے قدم چوم کر

کہئے کسطرح قفل باب کرم
کہو تمکو کیا دیکے سمجہائین گے
گذرتے ہین سامان مین سال وماہ
ابہی تو مگر گیارہوان سال ہے
سند ہی ہو زمانے مین جسکی ہوا
کہ پاس آپ کا تمکو اینک رہا
مناسب ہے شہزادیکو لائیے
سنے گی ابہی کی ملاقات ابہی
لڑے ہے وہ طلبگار سیم نہین
نہین مدعا کچہہ سن و سال سے
مگر شہ سے ہوتا ہے زور سپاہ
فقط اوس سے ہے دبدبہ فوج کا
تجمل فقط کوس لشکر سے ہے
اوسی سے حشم بہی ہے سامان بہی
کہ محتاج زر کوئی حاکم نہین
تو اوگلی گی گا وہ زمین سیم و زر
سر بندگی خاک پر دہر چکے
سمند اطاعت کو موڑا نہین
یہ ڈر ہے نہ ہون ہم سے گستاخیان
بگڑ جائین گے بات کی طور ہم
ابہی ہم محل مین چلے جائینگے
وہان اپنی آنکہین بچہائین گے ہم
بٹہائین گے لا کر یہان تخت پر

ستمگاروں نے جب یہ جواب
سے سوی ...

کہا سب طرح ہم نے سمجھا سنے
رہ نیک و بد اونکو کہلا بہیجے

نہین مانتے کچھ سران سپاہ
اب آتے ہین وہ خود سو آنکا

محل مین ور آئے تو کیا رہ گیا
یہان افسر آئے تو کیا رہ گیا

چلے آئین گے وہ تو پردہ کہان
لڑین اونسے ہمان اتنا کہان

سر دست جو ہو سبب کچھ نہین
کہ دیر اونکے آنے مین اب کچھ نہین

ہم اون سب کے آنے سے ناچار ہین
حضور آگے مالک ہین مختار ہین

کہا سو سمجھ کر یہ نوشہ نے
اگر کی ہے تائید اللہ نے

تو ہر حال مین وہ مدد گار ہے
خدا وہے تو کیا جای انکار ہے

مگر خوف سے تہر تہراتا ہے دل
کہ انجام سے خوف کہاتا ہو دل

پر اس وقت انکار بہتر نہین
خدا مہربان ہے تو کچھ ڈر نہین

علم سخت ملتا ہوا چھوڑنا
پہ تابات حق سے ہے منہ موڑنا

یہ فرزند نادر خوش اقبال ہے
خدا کا کرم شامل حال ہے

کہو جا کے منظور ہے سب
خدا کا دیا تاج سر پر لیا

سعین کرو وقت و روز سعید
کہ وہ شام اجلاس ہو صبح عید

مگر لیلو اون سے یہی قول و قسم
کہ باہر نہو انکی اطاعت سے ہم

نہ چھوڑین گے تا زیست دامن کبھی
نہ بد خواہ ہو نگے نہ دشمن کبھی

کبھی وقت خدمتگزاری ہو
بہانہ و ہم جان نثاری ہو

نہ آئین لڑائی سے منہ موڑ کر
نہ بہاگین اکیلا کہین چھوڑ کر

کسی کے سکھنے پہ بہکائین
جو مشکل میسر ہو تو بات کہتا کبھی

غرض سنکے نکلے یہ سب اہلکار
مبارک ہو ای بانوے شہریار

یہ کہکر گئے اف رونکو قرین
سنی تہین جو باتین سب اونسے کہہ

کہ مقبول کہنا تمہارا ہوا
تم آفت جان کو ارا ہو

مگر قول و اقرار تم بھی کرو
کہ سب ہاتھ قرآن پر اپنے دہرو

غرض یون ہر اک نے کھائی قسم
کہ واللہ تا زندہ ہم بندہ ہم

جہان بیٹھے گا وہان جائین گے
عدم تک تو پیر و جوان جائینگے

مگر عذر ہمکو بھی ہے ایک ہان
جب آئین گے سلطان عالم یہان

پھر اہل زمانہ کی جاگین گی بخت
وہی ہونگے پھر صاحب تاج و تخت

ابھی ہم کہہ دیتے ہین صاف صاف
کہ اونسے نہوگا ہمین انحراف

نہ ہو اوس گھڑی عذر کچھ آپ کو
پسر نذر دے تاج خود باپ کو

یہ سلطان عالم کو ہے اختیار
کہ جسکو وہ چاہین کرین تاجدار

یہ اقرار نامہ ہمین آپ دین
مگر مہر حضرت محل جہان دین

سنا اہلکارون نے جب یہ بیان
کہا اونکو لا منہ تو خالق یہان

نہین عذر تمکو اس اقرار سے
مگر لیجیے لین پہلے سرکار سے

تو ہین حکم سرکار سے لے لیا
اونہین لکھکے اقرار نامہ دیا

داستان تخت نشینی [illegible]

کہان سے لوا کے سامنے گلعذار
کہ آئی ہے فصل خزان مین بہار

خزان سے بہار آج ڈرتی نہین
زمین پر صبا پاؤن دہرتی نہین

ہر اک شاخ پر جلوہ طور ہے
جہان چشم نرگس مین پر نور ہے

ثمر جو ہے شیرین و شاداب ہے
یہ سمجہا تو نہین شربت ہے یا آب ہے

انگور کے [illegible] سرو ہی باغ مین
کہلی جاتی ہے چاندنی باغ مین

سران سیہ قول جب لا چکے
وہ کاغذ وہ اقرار سب لا چکے

تو رخصت ہوئے سب دم شام
رہا صبح پر کام کا اہتمام

اتالیق و استاد تھے سب نے خبر
خوشی سے نہ سوئے ذرا رات بھر

سنے کہا مین بہت شاد ہون
یقین ہے کہ اب غم سے آزاد ہون

کل آیا نظر خواب آرام مین
کہ آیا ہما شاد کے دام مین

اسیکا بیان تہا کہ مین ہون قدیم | کسینے کہا ہون پرانا ندیم
کسینے کہا مین اتالیق ہون | بڑا رتبہ ہے کونسا کام لون
رہے متفق رات بہر یہ کلام | ہوئی باتون باتون مین شب وہ تمام
نمایان ہوئی جب طباشیر صبح | کہی مرغ گلشن نے تکبیر صبح
یہ رنگ رخ مہر سے تہا عیان | کہ چہپتا نہین چہرۂ شادمان
ہوئے مستعد کام پر اہلکار | بسر پر قدیمی سے جاہ اعتبار
سجا قصر خاقان مین چتر و تخت | نہ تہا گو پسندیدۂ چشم بخت
ہوذن نے دی ظہر کی جب اذان | سران سپہ بہی گئے ناگہان
طلب ہو گئے اہلکار قدیم | لگے چند صاحب وقار قدیم
سران سپہ نے یہ کی التماس | شناسا ہے سلطان دہلی کا پاس
کری قبل الحال شاہ زمان ہو وہی | شہنشاہ ہندوستان ہو وہی
خیال اوسکی تعظیم کا چاہیئے | ذرا پاس دیہیم کا چاہیئے
فقط تاج کا نام تبدیل ہو | اسی تاج پر ہیچ تبدیل ہو
اطاعت پہ ہے تاج اوسکی ابہی | ہے سکہ سکۂ شاہ دہلی ابہی
اگر تاج بخشی دہ قرا سے گا | تو چہپر اثر شفقہ شاہ ہو جائیگا
یہ بات اہلکارون کو آئی پسند | ہوئی یا تو نے شاہ کو بہی پسند
غرض ہو گئے سب مدارج تمام | ہوئی آمد آمد ہوا اہتمام
محل سے سواری گئی تہوڑی دور | ہوئی داخل قصر خاقان حضور
بٹھایا ملکزادہ کو تخت پر | دئے نذر مین گوہر و سیم و زر
کہا یہ مورخ نے ہنگام نذر | ہوا شہر دلی اب عہد جہانقدر

حال ملازم شدن سپاہ

کسی ذی شرف کو نیابت ہوئی | کسی محترم کو عدالت ہوئی
کوئی صاحب توپخانہ ہوا | کوئی اور داروغۂ خزانہ ہوا

ی دشمن سب خذنشین بیٹھ گئین
بجا ہو کے آگے ہر ایک سے زر
زمانے نے کہی کے جلائے چراغ
سو بارگہ لوگ جانے لگے
وہ کثرت تھی راہو مین تھا ہجوم
لڑائی سے رستا نہ باقی تھا لوگ
ہر رہا بار اہر ہوا ازدحام
سوار اور پیادہ کی بھرتی ہوئی
لگی چار روزے مین ہر سو خبر
غرض دو مہینے مین با اشتباہ
کہ میدان ہر ہو سکے سکڑون
لگا کر وہ تیغ و سپر تن سکے
ہر راہ آراستہ تھین صفین
سوارون کی صف تھی پیادون کی صف
کہین گولہ انداز و تکا غول تھا
ہر اک سمت بخشی تھے مجلس نشین
مگر تھا یہ جرنیل صاحب کو دھیان
کہ تھا شہر کوئی لیٹرا نہ ہو
سنو نہ رئیس کے لوگوں سے مجبور تھے
سپاہی ہوئی بخشیون کے کہار
ہوا ممو خان جنگجو کامیاب
سکے کام سب خیرخواہی کے ساتھ
نہ تھا گو کہ سرکار مین مال و زر

ملین خذنشین کلفتین کٹ گئین
کیا سجدہ شکر ہر ایک نے
ہزارون مساجد مین لائے چراغ
پریشان بخت آزمانے لگے
کہ تھی گرد روز قیامت کی دھوم
بہت پھیر کہا کی جائے تھے لوگ
ہوئے مردم شہر نوکر تمام
غرض جی لگی خلق بھرتی ہوئی
مہینون کے رستے سے آئے لشکر
ہوئی لاکھ سے بھی زیادہ سپاہ
پڑا سنے تو کمتر سے سکڑون
پہن کمر زدہ اونچی بن سکے
سنہری علم تھے ہر اک غول مین
یہی حال تھا اس طرف لطف حرف
تمن تھا تو دو تمن تھے وہان ہر
لئے تھے قلم فرد چہرہ نویس
کہ نوکر ہو پلٹن مین اچھا جوان
لڑائی کے قابل ہو لڑکا نہ ہو
ہوئے وہ سپاہی جو مزدور تھے
ہزارون امیرون کو خدمت گزار
تو پایا محمد علیخان خطاب
مراعات بھی کی سپاہی کی ساتھ
ہوا جمع گنج گران پھر مگر

پڑا صرف سب گولے باروت کا
خزانہ کئی لاکھہ کا پھنک گیا

پکڑ آئے آہنگران جہان
ڈہلین چند توپین بہت گولیان

سپہ کا ہر اک سمت تھا ازدحام
نہ تھا وہ مکان خاص تھا یا عام

مشورت حملہ جنگ

سب افسر کسی روز یکجا ہوئے
پئے مشورہ بزم آرا ہوئے

کہا ہو گیا طول ایام جنگ
قباحت سے آئے جو ہو گی درنگ

یہ ہر روز تاکید سرکار ہے
کہ نصرت مین تعجیل درکار ہے

زر اوٹھا ہے سرکار کا بیحساب
لکہا جای کیا کاتبون سی حساب

کسینے کہا عذر کیا ہے ہمین
نہ غم ہے نہ خوف قضای ہمین

مگر ایک حجت ہے باقی ابھی
کہ آئے ہین لڑنے زمیندار بھی

اگر متفق ہو کے حملہ کیا
پس جنگ میدان نصرت لیا

تو ہوگا کہو نام کسکا بلند
کسے لوگ سمجھین گے پیروز مند

کسی تمغۂ فتح ہاتہ آئیگا
ظفر یاب خان کون کہلائیگا

ملین گے زر و درہمین یا نہین
کہینگے بہادر ہمین یا نہین

نہین دور اوٹھے آپسمین جو کچہ فتنا
عجب کیا جو آپسمین ہو کچہ فساد

کسینے کہا سہل تدبیر ہے
عبث اسقدر طول تقریر ہے

کہ آگے تو ہون خیلبوگان کی پرے
گنوارون کی ہون اونکے پیچھے پرے

گنوارون کے پیچھے نظامت رہے
پس و پیش یون ہر جماعت رہے

علم فتح کا پیشتر گاڑ کر
اگر ہم سپاہین گی نامی ظفر

تو کیا منہ کسیکا جو دعوی کری
جو رستم ہو پہلے وہ دعوا کرے

اسی بات پر سب کو آیا قرار
غرض روز حملے کا پایا قرار

کیا جا کے سرکار مین یہ بیان
مبارک ہے حملے کو روز فلان

ہوا حکم شہزادہ ہر ایک کو
کہ کل متفق ہو کے دہاوا کرو

حملہ آوردن بدمعاشان بر بیلی گارد روز اول

کہان ہے تو اے ساقی تیغ زن
کہ ڈہونڈہے سے ملتا نہین کفن

پیالے کو بہر دے مے ناب سے
کہ داغون ذرا توپ مہتاب سے

بجے خون سے خاک میدان جنگ
اوڑے صورت ریگ تازی خدنگ

شب و روز حملہ یہ تہا حال فوج
تلاطم مین ہر ایک تہا مثل موج

ہر ایک اپنے جینے سے بے آس تہا
بہی اشک غم دامن یاس تہا

یہ غم تہا وطن تو ہے چہوٹا ہوا
کسے دونمین یہ مال لوٹا ہوا

بہت سیم و زر لیکے راہی ہوے
گہرونکو روانہ سپاہی ہوے

فرنگی کو اصلا نہ تہا اضطراب
کہ تہا اونکو شغل شراب و کباب

خوشی سے تہین گورونکو بہوتیان
پہنتے تہے بندوق کی توپیان

وہ تہے ملک و بولاد سے بہی کڑے
کہ بہتون سی کس طرح تہوڑی اڑی

رہے یون شب و روز وہ می پرست
ورم کر گئے سینہ و پا و دست

جو اکثر دستے کوئی کم نہ تہا
ذرا بہی اونہین جان کا غم نہ تہا

شب و روز حملہ جو آخر ہوئی
کرن مہر تابان کی ظاہر ہوئی

فراہم ہوئی فوج خونخوار سب
لگے مورچو نپر زمیندار سب

تلنگون نے بہر بہر لئے توشدان
تفنگونکے نورونسے مہکا جہان

تفنگونسے یہ رعب میدان مین تہا
کہ تہوڑا ابہی شیر اونمین نہین تہا

فراوانی فوج کیا ہو بیان
سمٹ آئے تہے مردمان جہان

نہ کہلتی تہی دیکر سپر پشت سے
کہ ہر سینہ تہا وصل ہر پشت سے

تلنگونکے ہمراہ افسر گئے
ہر اک سمت سے مورچو نپر گئے

مکان ہو گئے تہے ہزارون اوجاڑ
وہی مورچے تہے اونہین کی تہی آڑ

زمین پر بہی تہی لوگ چہت پر بہی تہے
سپاہ مکان بہی تہی باہر بہی تہے

ہر اک سمت سی توپ کی مار تہی
مگر گولیون کی تو بوچہار تہی

اکیلا کوئی تیغ زن بڑھ گیا
ہوا کوئی زخمی کوئی مر گیا
بہم گولے گرتے تھے سات آٹھ تو
جہاں جاکے گولا گرا شیل کا
وہ ٹوٹا تو ٹکڑون سے ور گر گئے
فرنگی دکھاتے تھے وہ جراتین
نکلتے تھے گورے اگر پانچ چار
انھین خوف کم ڈر انھین تھی سوا
نشانہ لگا اسطرف کا کبھی
اگر مردم ہند سو اوڑ گئے
لیا ہندیون نے جو میدان جنگ
غرض اونکی جراَت تھی صد سو فزون
وہ تن پر برستی ہوئین گولیان
وہ تیرونکی آمد وہ گولونکی مار
در آنا تن خستہ مین تیر کا
دلونمین عروس اجل کا مزا
سکا تونکی گرنے کی دہشت جدا
یہ سب آفتین تھین او تھین کئی
غضب مین ہر اک صاحب جاہ تھا
زمانے مین اونکا نہ تھا کوئی دوست
مگر اونکو دل کو نہ تھا کچھ ہراس
نہ بہکے کبھی راہ تدبیر سے
زن و بچہ سے تھے پریشان بہت

بڑھی کیتنی تو دشمن بڑھ گیا
گری لاش پر لاش رن بھر گیا
بہت مرتے تھے راہ مین راہرو
زمین وہ دہمی جہت بہی گہر چلا
کئی سو قدم تک نشتر گر گئے
کہ ہندی تھے عاجز کمین گاہ مین
پریشان ہوتے تھے کالے ہزار
وہ تھوڑے تھے گو پر انھین تھی سوا
نہ چوسکے مگر وہ نشانا کبھی
تو گورے بہی سات آٹھ تو اوڑ گئی
تو فی الحال انہون نے اوڑا دی ناک سر
دم جنگ چلتی تھے وہ سرنگون
وہ ہر سمت سے نرغہ ہندیان
لہو کی تھی دہار اور تیغونکی دہار
دہلنا وہ توپونسے تعمیر کا
جراحت مین تیغونکے بہل کا مزا
سرنگون کی اوڑنے سے وحشت جدا
بلا تھی ہر اندوہگین کے لئے
زمین تھی عدو چرخ بدخواہ تھا
عدو کھینچ لیتے تھے مردونکی پوست تا
صف جنگ مین کیا بچا تھی خوا مل
جو مجبور تھے وہ تو تقدیر سے
کہ اطفال تھے اور تھین نادان بہت

کسی وقت رو کر مچلتے تھے وہ
کبھی شور و غل سے دہلتے تھے وہ

اوڑاتے تھے گوڑے سکان کا غبار
اوچھل پڑتے تھے گود میں شیرخوار

صدا توپ کی جب گئی گوش میں
تو سہمے وہ مادر کی آغوش میں

بہت خوف کھا کھا کے مر مر گئے
دہل کر عدم کا سفر کر گئے

سکان سب وہ گولوں سی ہل ہل گئے
زنان نصاریٰ کے دل ہل گئے

وہ رخت تن آلودۂ گرد تہا
سراپا تن نازنین زرد تہا

وہ اگلی سی چہرے کی رنگت نہ تہی
وہ سرخی نہ تہی وہ نضارت نہ تہی

پریشان تھے گیسو عنبرین
جما تہا سراپا غبار زمین

وہ مجلس ہمقوم سب پاس تہی
مگر بیکر جا منہ پاس تھے

یہی حال ہر ایک کا وہان تہا
اسی طرح دلوا بہی ہوتا رہا

کبھی اہل ہند آ دبے جو وہان
کہ تہا مسکن اہل دانش جہان

کبھی بیلی گارد کی حد تک گئے
غرض حملے کر کر کے تہک تہک گئے

چہ ہفتہ تک رہی یونہی جنگ
پس ہفتہ حملہ ہوا بیدرنگ

ہزاروں جو دبا وہیں کٹ گئے
ادہر یہ ہٹے وہ ادہر ہٹ گئے

لڑائی شب و روز کسدن نہ تہی
مگر نصرت جنگ ممکن نہ تہی

ہزاروں بشر شام تک مر گئے
جو زندہ رہے سوئی بستر گئے

لب آب سمت اوٹھا دہوان
جلائے گئے لاشۂ کشتگان

عیان استخوان جابجا ہو گئے
لب آب دندان نما ہو گئے

جو مجروح تھے وہ کراہا کئے
شفا و صل مرہم سے چاہا کئے

نہ ملتے تھے جراح بہر علاج
ملے تو نہ ملتے تھے اونکے مزاج

اسی طرح حملے کئے بیشتر
کسیدن نہ پائی سپہ نے ظفر

مومنوں سے لیے گہر اوجڑ رہے
تلنگے نصاریٰ سے لڑتے رہے

مگر حیف گولی سے مجروح تہا
لب زخم کہلوا کے وہ مر گیا

داستان قید شدن حضرت سلطان العالم واجد علی شاہ خلد اللہ ملکہ

کہاں ہے تو اے ساقی سیاہ شان — کہاں ہے تو اے یوسف کاروان
بتا صید افگن ہے یا صید ہے — عزیز وطن ہے یا کہیں قید ہے
کنوئیں میں ہے تو یا ہے بازار میں — دکانیں کہ قصر خریدار میں
کس ایوان میں ہے کس چمن بیچ تو — چمن میں ہے یا انجمن میں ہے تو
دلوں میں ہے تو آرزو کی طرح — کہ پیراہن گل میں بو کی طرح
بتا کس اندھیری میں پنہاں ہے تو — کہ ظلمات میں آب حیوان ہے تو
بتال خبر گم ہے کیوں اندنوں — ہمیں کیوں تلاطم ہے یوں اندنوں
نہ دی اپنے گم گشتگی کی خبر — تجھے کیا کسیکی لگی کی خبر
ذرا پوچھ احوال کنعانیان — کہ کیا ہو گیا حال کنعانیان
ہوئے کور رو رو کے سب شہروالے — نہ آئی کبھی نکہت پیرہن
بتا حال اُسکے پہ تن ہوتا غم — کہ کیونکر ہوا غرق بحر الم
فرنگی سے لڑتے تھے سردار کر — خوائیں نہ پاتی تھی شفقی کی خبر
ہر اک روز محلوں میں شب غم کی تھی — بہت فکر سلطان عالم کی تھی
تردد میں دو اک محل تھے سوا — غم و رنج اونکو تھے سب سے سوا
اونھیں گریہ و آہ سے کام تھا — بیان غم شاہ سے کام تھا
کسی وقت تھمتے نہ تھے اشک غم — سیہ پوش فرشتا تھیں اہل حرم
غذا چھٹ گئی اور نیند اوڑ گئی — ہوئی تیج گردش [illegible]
سراپا میں احوال تھا شمع کا — وہ گھلنا کہ گھلنا ذرا شمع کا
ٹھیٹوں نہ دھوئے گئے موئے سر — وہ زلفیں کہ تھیں پر شکن سر بسر
اونھیں کچھ نہ تھی فکر پوشاک کی — مگر ہر گھڑی یاد تھی ڈاک کی
شب و روز تھا یہ سر و شی بیان — خدا جانے میں جان عالم کہاں
ہم اب مژدہ شاہ پاتی نہیں — ہوئے دو مہینے خط آتی نہیں

بہی تجکو غم ہے بہی ہے الم / سبب کیا کہین بندۂ خدا ملتعلم
یہ مانا کہ سد دو سے ڈال ابہی / مگر کوئی قاصد تو آتا کبہی
نہ آنا خطوط کا نہین بے سبب / ہوا کچھ جو آتے نہین نامہ اب
کسینے یہ کی التماس ای حضور / یہانسے ہے کالنگا کیا تہوڑی دور
چلا ہے تو اب نامہ بر آئیگا / یہان بیس دنمین مگر آئیگا
خدانے جو چاہا تو آتے ہین شاہ / عبث آپ کرتے ہین حالت تباہ
یہ سنکر کہا اونکو لائی خدا / نہین پہر وہ صورت دکہائی خدا
بہر جاسے کوئی اگر نامہ بر / روانہ کرین تا وہ لائی خبر
خدا جانے گذری ہے کیا شاہ پر / کہ ہمکو ہوا اضطراب اسقدر
کبہی اسقدر بیقراری نہ تہی / کبہی اسطرح اشکباری نہ تہی
ندیکہے تہے خواب پریشان کبہی / ندیکہے تہے دربان و زندان کبہی
عیان گردن احوال رویا نہ تہا / اکیلا مگر خستہ کو دیکہا نہ تہا
سمایا ہے وہ چشم تر آب مین / جو کل شب کو آیا نظر خواب مین

بیان خواب ازواج سلطان

یہ دیکہا کہ ہے ایک کوہ بلند / تصور کی جسپر نہ پہونچے کمند
وہ پر ہول وہ کوہ ہی پربلا / کہ زہرہ جہان آب ہو دیو کا
مگر چار جانب مین ہے وہ پہار / سکان بہی ہین دو چار دلگیر جا
عیان ہیچ پر سقف و دیوار سے / سیہ تر ہے گور گنہگار سے
سر کوہ ہین اژدہے بیشمار / ہزارون ہین عقرب ہزارون ہین مار
تہ کوہ میدان ہی ہولناک / سیاہی مین باروت ہی جسکی خاک
وہانسے جو چشمہ روانی مین ہے / وہی آب جو کالے پانی مین ہے
وہان تک گذر آدمی کا نہین / کوئی جاسکے یہ دل کسیکا نہین
سر کوہ دیو سفید آسے ہین / مگر یوسف مصر کو لائے ہین

کیا ہے بیان ستمگان قید اوسکی
شکاری ہین مجھسے بچھڑے وہ صیاد اوسکی

اکیلا وہ اوس گھر مین ہے سرنگون
یہ کہتا ہے دیکھی کسی نے قفس مین نگون

الہی وہ کیا میری تقصیر ہے
کہ جسکی عوض مین یہ تعزیر ہے

یہ کہکر وہ رونے لگا زار زار
وہ رویا تو مین بھی ہوئی اشکبار

اس اندوہ سے جاگ اوٹھی ناگہان
جو دیکھا تو آنسو ہین منہ پر روان

اوسی وقت سب بیبیان ہین بہت ہو حزین
سنبھالا اون کو دل سنبہلتا نہین

کہا ایک نے یہ مبارک ہے خواب
کسیکو مگر ہے نہ اب شتاب

کسینے کہا دور ہوگا ملال
کسینے کہا خواب کا کیا خیال

کہا ایک بیگم نے یون بھر کی آہ
کہ ہین کچھ نہ کچھ رنج مین بادشاہ

مجھکو یاد ہے رات کا خواب بھی
دل اوسکے تو ہم سے بیتاب ہے

عجب حال سے مینے دیکھا انہین
کہ بیٹھے ہین ماہی کے وہ پیٹ مین

وہ ماہی کشادہ دہن ہے مگر
سلامت ہے وہ یونس تاجور

فراہم ہے ہر سمت خلق اللہ
یہ مخل ہے نکلتے ہین اب بادشاہ

یہ دی سننے والون نے تعبیر خواب
کہ اسکی ہی بو سے ہے محبت اضطراب

اسی بات پر ہے وہ مچھلی گواہ
کہ ماہی مراتب سے آئینگے شاہ

غرض ہو چکی طے جو یہ گفتگو
تو قاصد کی ہونے لگی جستجو

کئی روز مین ٹھہرے دو نامہ بر
خواتین ستہ نے دیا اونکو زر

بلاکر سخن سنج آگاہ کو
کہا اسطرح خط لکھو شاہ کو

نامہ مخدرات معلی بحضرت سلطان العالم

کہ اے بادشاہ زمین و زمان
جہانگرد مانند سیارگان

توان تن الیاس دریا ہے دل
گل باغ جان خضر صحرائے دل

دل سینہ تاج سرایان جان
قرار جگر روح تن جانجان

جدائی سے اب مار ڈالا ہمین
اسی غم نے بیمار ڈالا ہمین

تسلی نہین سب بے تمھاری ہمین
جلاتے ہین دل کو شرارے ہمین

شب ہجر کالی بلا ہو گئی
قیامت کے دن سی سوا ہو گئی

یہانتسے سدا جاری تہی تم کی گہری
کہ تھمتی نہین آنسوونکی جھری

کہین کیا جو ای ماہرو دلمین ہے
شب وصل کی آرزو دلمین ہے

یہ ہے صورت چشم تر رات دن
کہ بہتا ہے خون جگر رات دن

غم ہجر آٹھون پہر سے ہمین
مقام بلا خیز گھر ہے ہمین

وہ انگلی سے دست حنائی نہین
برس دن سے مہندی لگائی نہین

نگاہون سے کاجل بھی اب گر گیا
مسی کی طرف سے بھی منھ پھر گیا

بھوین ہمکو خنجر سے کچھ کم نہین
لب لعل پتھر سے کچھ کم نہین

بلا مین ہین اندوہ ہجران سی ہم
پریشان ہین زلف پریشان سے ہم

دل زار کنگھی سے صد چاک ہے
نہ چوٹی نہ کاجل نہ مسواک ہے

جنون بھی نہین پر عجب رنگ ہے
کہ دل اب گریبان سی تنگ ہے

گلی تر سے صد چاک ہوتا ہے دل
لہو چشم حسرت سے روتا ہے دل

غم ہجر سے جان تن مین نہین
کہین قطرۂ خون بدن مین نہین

خمیدہ بہت قد دلجو ہوا
گمان خم تیغ ابرو ہوا

تہین اسقدر ناتوانی ہوئی
کہ دشوار اب زندگانی ہوئی

یہ احوال زلف گرہ گیر ہے
تن زار پر بار زنجیر ہے

جو ہے تو یہی شغل ہے آجکل
زبان پر ہے آٹھون پہر یہ غزل

غزل نامہ

جدا ای شہ بت وطن سے ہمین
غم دوری جان و تن ہے ہمین

مکان ہجر مین گو رستہ گور ہے
لباس حیات اب کفن ہے ہمین

جدائی مین اب اور جائین کہان
فرح بخش بیت الحزن ہے ہمین

گل داغ سے سینہ گلزار ہے
کب ارمان سیر چمن ہے ہمین

دوا کو نہ گیسو سے لای نسیم
تب بوی مشک ختن ہی ہمین

ہمین قابل گردش و رنج تھے
گلہ تجھسے چرخ کہن ہے ہمین

جہان تم ہو روح بدن ہے وہان
سفر درمیان وطن ہے ہمین

بہت ناتوانی ہے ای دست غم
گرانبار اب پیرہن ہے ہمین

ہمارے ہین ہمدم غم و درد و یاس
پسند اب یہی انجمن ہے ہمین

پریشانی دل مٹے کسطرح
غم گیسوی پر شکن ہے ہمین

لیے پھرتے ہین دام فکر ای صغیر
تلاش ہماے سخن ہے ہمین

پس اب حال اپنا مفصل لکھو
کہ تم اندنون کس تردد مین ہو

ہمین کیون رہا آج کل اضطراب
پریشان اکثر نظر آے خواب

تمہین خواب مین دیکھتے ہین جو ہم
تو پاتے ہین پابند رنج و الم

ہو آزاد غم یا گرفتار ہو
تم اچھی طرح ہو کہ بیمار ہو

یہی وجہ تشویش دل ہے فقط
نہین آتے کیون دو مہینے سے خط

سب احوال اپنا خدارا لکھو
نہ لکھتا ہو تو کچھ اشارا لکھو

نہین آسکے تحریر کی ہمکو تاب
لکھین گے مگر آئیگا جب جواب

نامہ ختم شد

یہان تک ہوئی جب حقیقت تمام
نویسندہ نے کی کتابت تمام

کہاری کو نامہ حوالے کیا
وہ خط لیگئی نامہ بر کو دیا

بہت نامہ بر سے کہانی کہی
تمنائے دل سب زبانی کہی

کہاری سے وہ سن چکے جب پیام
لیا خط کیے قاصدون نے سلام

غرض ہوکے رخصت چلے نامہ بر
حد شہر سے جب گئے کوس بھر

وہان سب اوتار الباس بدن
سر دوش رکھی گلیم کہن

سر و تن کو دونون نے عریان کیا
مگر خط کو جوتے مین پنہان کیا

جبین پر سیاہی سے کہنچی لکیر
سو ملک مشرق روانہ ہوے
کہین ایک جا وہ اترتے نہ تھے
پس و پیش چلتے تھے وہ راہ مین
مسافر نہ ملتے تھے اونکو کہین
وہ برسات کے دن وہ نالونکی جوش
کہین جہیل تہی اور تالاب تھا
مسافر کو تہی راہ دشوار تر
کئی دن مین وہ ماندہ پر تھک گئے
نظر آ گئین بہا نسیان ناگہان
صعوبت تہی ہر ایک پر جا بجا
ٹہرتے نہ تھے قاصد تیز گام
مصیبت اذیت اوٹہاتے گئے
پس پانزدہ روز پہونچے وہان
گئے باغ مین جب تو دیکھا یہ حال
روان آب ہے مثل اشک روان
اگر شاخ گل ہے تو پرخار ہے
کسیدن شب غم گذرتی نہین
عجب طرح کی شام بے نور ہے
ملازم ہین شہ کے گرفتار غم
مجال سخن ہے کسیکو نہین
ندیمان شہ کا جو دیکہا یہ حال
کسیکی قدم جاکے لیتی خبر

بدل کر غرض بہیس ہمکر نفر
جداگانہ وہ گامزن سا ہوے
کہین متفق بات کرتے نہ تھے
زبانین بدلتے تھے وہ راہ مین
کہ راہین ہر اک سمت کی تہین
لبِ آبجو غوک کا تہا خروش
دہانِ اجل ہر لبِ آب تھا
کہ تہین ندیان ہر جگہ جوش پر
غرض جب بنارس کی حد تک گئے
ہوا قاصدون کو بہت خوف جان
مگر ساکنِ لکہنو یہ سوا
چلے جاتے تہے رات دن صبح و شام
ہر اک جا تلاشی دکہاتے گئے
کہ تہا لشکر جان عالم جہان
کمر جہکا کے جہک گئے ہین نہال
خمیدہ ہین شکل کمر ڈالیان
کہین ہے جو نرگس تو بیمار ہے
کبھی چاندنی کہیت کرتی نہین
سحر ہے تو وہ صبح عاشور ہے
ندیمان سلطان مین بار غم
ہین مین زبان سخنگو نہین
تعجب ہوا قاصدونکو کمال
خبر سنکے وہ گر پڑے خاک پر

کہا حال سارا مفصل بتا تو | ہمیں ابتدا سے ہماری سنا تو
رہے سو کوار و نہیں وہ ایک شب | سنا شام سے صبح تک حال سب
ہوا مہر جب گامزن چرخ پر | کمر کسکے گہر کو پہرے نامہ بر
گئے تھے وہ پانی بجھاتے ہوئے | وطن کو پہرے خاک وڑاتے ہوئے
بعجلت چلے اس قدر نامہ بر | کہ گویا وہ اسوار تھے ڈاک پر
ہوا کی طرح جاتے تھے ہر قدم | نہ لگتے تھے گویا زمین پر قدم
اگر کچھ کہیں ملگیا کہا لیا | کبھی دم لیا گاہ رستہ لیا
وہ تھے خاک افشان وہ تن اشکبار | پسینے سے یا جم گیا تھا غبار
اسی طرح سے راہ کرتے ہوئے | وطن مین گئے آہ بھرتے ہوئے
ہوئے حاضر باب عصمت سرا | محلدار کو جاکے مخبر کیا
خبر انکی سنکر محلدار سے | کنیزے کہا جاکے سرکار سے
اوسی وقت ڈیوڑھی پر آئی محل | کہ مشتاق فرزند بہت تھی محل
کنیزون نے نامہ بر سے کہا | کہ ہان اب کہو حال سلطان کا
یہ گویا ہوئے قاصد خوش بیان | سناتے ہین آغاز سے داستان
صعوبت بیان کیا کرین راہ کی | بچی جان قدرت سے اللہ کی
تلاشی نہ دی راہ مین کس جگہہ | ہوا خوف جان ہم گئے جس جگہ
میسر ہمین کو نسبی سے ہو ملی | کئی روز مین راہ وہ طی ہوی
غرض وہ ہوا باغ پیش نگاہ | جہان رونق افروز تھے بادشاہ
در باغ مین جسگھڑی ہم گئے | سوے قصر سلطان عالم گئے
چمن کا عجب حال آیا نظر | ہر اک پہول پامال آیا نظر
کلی تک بہی شاخ چمن مین نہ تہی | کہیں بوی گل اوس چمن مین نہ تہی
نظر آئے عصمت سرا کے یہ رنگ | کہ جو ہے وہ ہے زندگانی سے تنگ
محلدار ہے تو پریشان سی | ہر اک سمت تکتی ہے حیران سی

کہاریکو دیکھا تو آئے پر الم
قدراست مین بار غم سے ہوئے خم

وہ عالم وہ چہرے کی رنگت نہین
وہ جوبن نہین وہ نزاکت نہین

پریشان ہین گیسو ہے دار
سراپا بدن پر جما ہے غبار

ندیمونکو دیکھا تو ہین جان بلب
ہر اک کو ہے جام فنا کی طلب

اوڑاتی ہین خاک زمین الم
مصاحب ہین سب ہمنشین الم

نہین ذکر تحریر و تقریر کا
تحیر سے عالم ہے تصویر کا

کبھی اشک داماں تک بہہ گئے
ڈھلک کر کبھی گال پر رہ گئے

کبھی سر اوٹھا کر یہ ایما کیا
کہ اے آسمان کہین کیا کیا

جو اہل حبش ہین غلامان شاہ
زیادہ ہے شب سے اونہین دن سیاہ

غرض لشکر شہ مین جتنے ہین لوگ
نظر آئے سب صورت اہل سوگ

میان سکان جب سمائی ہوئی
نظر آئی مسند بڑہائی ہوئی

تعجب ہوا حال یہ دیکھکر
کسی صاحب غم سے پوچھی خبر

کہ حاضر ہین سب ایک حضرت نہین
کہان ہین جو یون سب ہین اپنے مکین

کیا اوسنے رو کر بیان کیا کہون
رسی غم سے ہون نیمجان کیا کہون

جب اوس سے تکرار پوچھا یہ حال
تو کہنے لگا قصہ پر ملال

کہ بیمار ہے شاہ عالیمقام
میان شب تار ماہ صیام

اطبا کو ہر دم تھی فکر علاج
سنبہلتا نہ تھا بادشہ کا مزاج

ہوئی چند مسہل جو اسہال مین
تو صحت ہوئی ماہ شوال مین

دوا سے جو شہ کو فراغت ہوئی
تو مجلس پئے شکر صحت ہوئی

ہوئی باغمین روشنی ہر جگہ
منور ہوئی چھاؤنی ہر جگہ

جہان تک کہ ہمراہ تھے خاص و عام
ہوئی سب کو تقسیم خوان طعام

بہت خلعت اوسدن دیے شاہ نے
کئی کوٹھے خالی کرے شاہ نے

دوشالے تعداد دیے دو دس ہزار
در و لعل و یاقوت کا کیا شمار

ندیموں کے خلعت تھے الیو گران / زرِ غرق آب گہر میں تمام کشتیاں
رہی بزم عیش و طرب رات بھر / نہ سوئے مع شاہ سب رات بھر
نمازِ سحر پڑھ کے ظلِ الٰہ / گئے بزم سے جانبِ خوابگاہ
غرض سو گئے سب ندیم و وزیر / مگر کھل گئی چشمِ مہرِ منیر
وہاں عالمِ بیخودی ہو گیا / کہ خود بختِ بیدار بھی سو گیا
یکایک ہوا غل در باغ پر / کہ گوروں کی فوج آگئی بیرون در
لگاتے ہیں توپیں گئی سونی باغ / سنکر کیا نہ جانے کہاں تو تھی باغ
جو جاگے تھے اونکو ہوا اضطراب / جگایا اونہیں تھے جو مدہوشِ خواب
اوس اثنا میں گھبرا کے جاگا کوئی / نکل کر بدر روتے بھاگا کوئی
فرنگی در آئے تھے باغ میں / گھسی در سے اک کپتنی باغ میں
ہر اک سمت وہ غل نصاریٰ ہوا / وہ کٹہرا محصور سارا ہوا
سنا یہ تو گھبرا کے وزرا وزیر / فرنگی سے نزدیک آیا وزیر
نکالی نہ تھی بات شہ خشک لب / کہا اونسے آقا ہیں ہوں کیا سبب
نہیں ہے یہ وقتِ ملاقاتِ شاہ / سوئے ہیں ابھی جانبِ خوابگاہ
کہا یہ فرنگی نے نواب سے / جگا دیجئے شاہ کو خواب سے
گورنر کی جانب سے ہے یہ پیام / نہ ٹھہریں وہاں شاہِ عالی مقام
پڑا آشوب میں سب بلاد و دیار / چلے آئیں سلطان میاں جھٹ سوار
سنا یہ تو دستور گھبرا گیا / سو درگہ شاہ وہ آگیا
کہا پاسبانانِ درگاہ سے / ابھی عرض کر دو مری شاہ سے
محل پاس ہوں تو ہٹا دو ابھی / جو سوتے ہوں شہ تو جگا دو ابھی
گئی خادمہ کوئی تا خوابگاہ / دیا اسنے کہلا دستک پہ شاہ
کھلی چشمِ حضرت تو اونسے کہا / کہ پیغام آیا ہے کیا لاٹ کا
یہیں پر وہ حاضر ہے دستورِ شاہ / نصاریٰ ہیں پر امن بارگاہ

کہا شہ نے یہ وقت آرام ہے
بلاؤ تو خیر کیا کام ہے

گیا پیش سلطان عالم وزیر
کمر کو جھکائے ہوئے شکل پیر

کہا کیا گزارش کرون شاہ سے
کہ فرصت نہین نالہ و آہ سے

چھڑایا وطن چرخ غدار نے
یہان بھی ستایا ستمگار نے

پریشانی و غم سے فرصت نہ دی
کہین بیٹھ رہنے کی مہلت نہ دی

کہا شاہ نے کچھ کہو تو سہی
مجھے بھی تو ہو حال سے آگہی

یہ کی عرض ہے فوج گرد مکان
فرنگی بھی ہین داخل بوستان

گورنر نے بھیجے ہین پیدل سوار
کہ لیجائین سلطانکو سوئے حصار

سنا یہ تو حضرت ہوئے سرنگون
نکلنے لگے شعلہاے درون

کہا خیر جو کچھ خدا کی رضا
مقدر سے انسان کا زور کیا

بہت دل ہوا شاد پیغام سے
چلونگا نکلکر مین حمام سے

ادھر بادشہ تو نہانے لگے
ادہر لوگ آنسو بہانے لگے

محل تھے عجب حال سے اشکبار
تڑپتے تھے مثل دل بیقرار

ملازم پریشان مضطر اداس
کوئی دور ڈیوڑھی سے تھا کوئی پاس

مصاحب تھے سب سرنگون و خموش
وہ خود بہیا تھے کہوئے ہوئے مثل ہوش

ملی شہ کو فرصت جو حمام سے
ہوئے رخصت ازواج گلفام سے

لگے شاہ روتی تھین یون بی بیان
کہ بہتے تھے دریاے اشک روان

کسیکا بیان تھا چلے تم کہان
ہمین کس پہ اب چھوڑتے ہو یہان

نہ تھی یہ تو امید تمسے ہمین
کہ غربت مین یون چھوڑ دوگے ہمین

اکیلے ستجاؤ سیان حصار
نہ چھوڑو کہ ہم ہین غریب الدیار

کہا شاہ نے تم رہو اب یہان
نکلتی ہین گھر سے کہین بیبیان

بس اب سنگ صبر اپنے دل پر دھرو
مجھے تم خدا کے حوالے کرو

نکلا سو قلعہ جیتا جا نکا
خدا نے چھڑایا تو پھر آؤنگا

کسیکا نہین زور تقدیر سے بن آتی نہین بات تدبیر سے
مگر ہے امید خدائی جہان سوا اسکے کوئی نہین غیب دان
کچھ اسمین بہی سمجہا ہے وہ بہتری کہا تنگ ہو شکر کرم گستری
بظاہر تو درپیش ہے یہ بلا ولی کچھہ تو باطن مین ہوگا بہلا
یہ سمجہا کے رخصت ہوئے بادشاد بحسرت تہی محلون کو شہ پر نگاہ
برآمد ہوے شہ تو دیکھا یہ حال ملازم ہین سب مضطر و پر ملال
پریشان و غمگین کہڑے ہین ندیم وہ دن ہے او نہین روز امید و بیم
سو روحی شہ دیکہکر رو دیے کئی بار قدمونکو بوسے لیے
یہ کی عرض اب زیست ہی ناگوار فدا آج ہوتے ہین سب جان نثار
اگر آج سکے دل نہ مرجائینگے تو پہر کب نمکخوار کام آئینگے
یہ ارشاد حضرت ہوا چپ رہو عبث جان دینے پر آمادہ ہو
مین آمادہ کیونکر ہون اسبات پر کہ میرے لئے خون ہون اسقدر
نہ لو اسگہڑی نام تلوار کا مگر ہان یہ ہے وقت تیغ دوجا
خوشی سے مین یہ بات کہتا ہون اب وطن کیطرف تم چلے جاو سب
مرے ساتہ برباد ہو جاوگے یہان ایسے ہوگے تو پچتاوگے
کہا سب نے اے شاہ عالیمقام نہ چہوڑینگے دامان سلطان غلام
تصدق کیا شاہ پر ہے گہر یہ حاضر ہے سر کام آسکے اگر
یکایک غنیم بہی پہونچی وہان سرون سے اوتارے ہوئے ٹوپیان
جماعت سے نزدیک شہ ہو گئے پس و پیش سلطان وہ ہو گئے
چلے اونکے ہمراہ بے عذر شاد عقب تہے مصاحب بحال تباہ
کوئی اشک ماتم بہاتا چلا کوئی نالۂ درد کہتا چلا
کسی نے ملی خاک رخسار پر کسیکے سو آسمانکی نظر
بہت غمزدہ نالہ کرتے گئے بہت پرالم آہ بہرتے گئے

گر بادشہ کو نہ تھا کچھ ہراس
نہ تھا شل مغموم چہرہ اداس

دلیرانہ رفتار تھی شاہ کی
تصور میں قدرت تھی اللہ کی

نہ تھا تاج اوس روز بالائے فرق
عرق میں سراپا تھی پوشاک غرق

سواری لگی تھی ہوئے شہ سوار
مع یک وزیر و دو صاحب وقار

ہوا شور مردم کہ سلطان چلے
گلستان سے اب سوی زندان چلے

وہ آئے تھے جتنے پیادے سوار
گئے ساتھ ہی کے مثل غبار

بحسرت نمکخوار تکتے رہے
در باغ سے سر پٹکتے رہے

بہت فرقت شاہ سے غم ہوا
وہ گلزار جنت جہنم ہوا

یہان روتے تھے جا کر شہریار
وہان شاہ پہونچے میان حصار

اوتارا فرنگی نے شہ کو وہان
کسی کی نہ تھی آمد و شد جہان

مقیم اوس مکان مین جو سلطان ہوئے
تو ہر سمت گورے نگہبان ہوئے

وہ گو ونکے پہرے وہ تنہا مکان
وہ پاس رہائی وہ قید گران

وہ اشخاص نا جنس کا سا سما
سیاہ دل کا ہوا اب سما

غم اندوہ صحبت غم بیکسی
وہ تشویش جان عالم بیکسی

ورا سے رفیقان ورا سے عزیز
گئی خدمت شہ مین کوئی کنیز

کہان عیش و آسائش ملک و مال
کہان قید و اندوہ رنج و ملال

فزون حد سے تھین جنکو آسائشین
فلک نے پھنسایا اوسے قید مین

وہ پریان کہان جنسے بہلائین دل
کئے داغ کھا کھا کے دکھلائین دل

وہان تو رہی شہ میان حصار
یہان ساکن باغ تھے بیقرار

ندیمون مین کسکو نہ تھا رنج و غم
گری تھی وہ برق برق الم

مصاحب تھے سب ابر سان اشکبار
زیادہ مگر سب تھا بیقرار

شب و روز رونے سے تھا کام اوسکو
نہ تھا وقت خفتن بھی آرام اوسے

شب و روز آرام ہوتی نہ تھی
سحر بھی تو شام ہوتی نہ تھی

نہ دیتے شہ کو نہ مضمون بھی آہ
غم ہجر سے شہ مین ہو تہا اور دلیب
اجل پر تو قابو کسیکا نہین
کس امید پر کشتۂ غم جئین
بیہان سے ہے یون راویونکا کلام
جدائی سے حضرت کے قربا ہوئین
بلالین اگر پاس سلطان مجھے
کیا ایک راوی نے تو یہ بیان
کہ جو وہ گیا سوی باب حصار
ملی اپنی رخسار پر خاک راہ
عجب عالم جان غمناک تھا
وہ اللہ سے لو لگائے رہا
بیان اسطرح یا دسلطان مین تھا
کرون جان کیونکر مین تجہپر نثار
تمنا ہے اتنی کہ دیکھون قدم
غرض سنکے حضرت نے اوسکا یہ حال
گورنر کو فی الحال بہیجا پیام
وہ شیدا یہانتک اگر آئیگا
ہوا حکم وہ خدمت شہ مین جای
سنا برق نے مژدۂ جان نواز
گرا جاکے وہ شاہ کے پاو نپر
رہا خدمت شاہ مین چار ماہ
نکالا جو تھا شہر سے وہ گرگیا

ہماقی ہی وہ تو دخوشتین الہ
کہ بیہوش کیون دیر کرتی ہو اب
مگر اب فراز ندگی کا نہین
جدا ہو کے سلطان سے کیا ہم جئین
کہ سلطان کو اوسنے یہ بہیجا پیام
زبانی سے اپکو پیچ کرتا ہون مین
رہائی سے بہتر ہو زندان مجھے
مگر اوسے یون سنی داستان
تہ نخل رویا کیا زار زار
فقیرانہ جامہ رنگا پہر شاہ
بچھونا اوسے بستر خاک تھا
تہ نخل دہونی رمائے رہا
کہان جائے اسے بادشاہ یہ گدا
مرے قدر فرما مرے شہریار
قدم چوم لون تو نکل جائے دم
تاسف کیا اور روئے کمال
کہ ہوتا ہے فرقت مین برق اب تمام
ہمارا بھی دل کچھ بہل جائیگا
مگر جاکے پہر باہر اسنے تپاسے
زمین پر جھکائی جبین نیاز
سرشک الم سے کیا فرش تر
تصدق ہوا چوم کر پای شاہ
رفاقت کی حد ہو گئی مرگیا

جہاں ... ہوا ... بہت ... ؟ سورج سے شکل حیرت یہ کہا
دل شاعران سکے کیا لطف و عطا ہوا داخل قبر برق آدواسے
اگر پوچھ کہا — فلک چند سال تو شاید ہوا لیا کوئی ذی کمال
وہ اپنے زمانے میں تھا انوری فرازندۂ رایت شاعری
ندیمان شہ میں وفا کیش تھے نمکخوار تھا خیر اندیش تھا
وفا کیش سب شاہ کے ہیں ندیم سپاہی شہ اوٹھاتے ہیں رنج عظیم
ابھی تک وہ پروانۂ شاہ ہیں نہیں شہ تو محلون کے ہمراہ ہیں
مگر اور جو دو ایک تھے بد گہر کر بھاگے بیٹھے وقتین چھوڑ کر
سب احوال قاصد بیان کر چکا تمام اپنی وہ داستان کر چکا
خبر سنکے محلون نے کھائی پچھاڑ کہا ہو گیا لکھنؤ اب اجاڑ
جسے آمد بادشہ کی تھی آس اس احوال سے ہو گئی اوسکو یاس

داستان رفتن ایلچی برجیس قدر بحضور شاہ دہلی و ناکام آمدنش از آنجا

پلا ساقیا وہ مئے مست بو مہکتی پھرے جسکی بو چار سو
پلا دے سر وقت دو ایک جام کہ کچھ میکدے کا کروں انتظام
مئے ناب گلرنگ درکار ہے خم بادۂ خوب درکار ہے
وہ مے ہو کہ نامرد ہو مثل مرد نہ جھپکے ذرا آنکھ وقت نبرد
بتا راہ دکان پیر مغان کہ میں دیکھ لوں شان پیر مغان
جب ازواج سلطان نے پائی خبر کہ قلعے میں اب ہیں شہ دادگر
اوسی روز سے زر دہونے لگیں کیا یاد جب شہ کو رونے لگیں
مگر اہل دربار کا تھا یہ حال کہ سلطان نہ تھا اس خبر سے ملال
قدیمی تو حضرت کے ہمراہ تھے نیا نوکر نئے صاحب جاہ تھے
پرانے تو دو چار تھے اہلکار نئے عہد میں تھے بہت اہلکار
میسر نہ تھا جنکو فرش حصیر وہ یکبار ہو گئے سب امیر

ساکین سے کرتے تھے اکثر معاش
نہ جاہ و دولت سے تھا ہوش
بہت ہو جہ تنکا اوٹھاتا نہین
خبر خاک رکھتے وہ انجام کی
تکبر کرین کسطرح ہوشمند
بلندی کو پستی دکھاتا ہے یہ
وہ سب صاحب حکم تھے پر غرور
اونھون نے کئے کام تدبیر سے
سرانجام سارا اونھون نے کیا
کیا کچھہ دنون تک بڑا اہتمام
مہیا کیا روز سامان جنگ
ملک زادہ ہرچند تھا خردسال
کہ تھی صورت بخت ہمت بلند
وہ عورت تھی ہمت جوانمرد تھی
ہمہ وقت تھی یاد ہر کام کی
وہ کرسی نشین ہوتی تھی صبحدم
بیان کرتے تھے بعد تسلیم حال
وہ کہتی تھی ارکان سے بیشتر
تھی سیر لشکر کو تاکید تھی
کہ تمکو لڑائی سے غفلت نہ ہو
کبھی نائب وقت سے یہ کہا
کبھی تحقیق اہل لشکر کو دین
روانہ کیا ایلچی ہوشمند

کہ ادا
وہ سمجھے تو خود غرض
پیالے مین دریا سماتا نہین
کسیکو لیاقت نہ تھی کام کی
کہ درگاہ خالق مین ہے ناپسند
فلک کو زمین پر گراتا ہے یہ
مگر اون مین وہ ایک تھے ذیشعور
لیا کام بندوق کا تیر سے
فقط نام کو نائب وقت تھا
تو کچھ ہوا شہر مین انتظام
لگے اٹھانے جوانان جنگ
مگر ام شہزادہ کا تھا یہ حال
وہ تھی عاقل و زیرک و ہوشمند
مسیحا تھے صاحب درد تھی
شب و روز تھی فکر انجام کی
پہونچتے تھے چند اہل خیل و حشم
سناتے تھے سب ماجرائے قتال
کئے انتظام ویرا سے کے طرف
کہ دیکھو نہ ہو جنگ مین کوتہی
سپہ مایل خواب راحت نہ ہو
کہ محصول آتا نہین ملک کا
کسی روز کچھ فوج بھیجی کہین
سوے شاہ دہلی مع پیل چند

دستے پیشکش کو دست ہوا ... تیغ و تاج جواہر لگا
دو اہر کی دین کشتیاں جیاب ... سوار و پیادے دو سگے ہمرکاب
عرضیہ لکہا اس طرح دلنظیر ... کہ جس طرح لکھتے ہیں شہ کو وزیر
قلم نے جو اوس میں مطلب لکہا ... زبان ملک اودہ سے سب لکہا

نامہ برجیس قدر سوی شاہ دہلی

لکہا خسرو خسروان جہان ... سہنشاہ اقلیم ہندوستان
فرازندہ رایت بابری ... طرازندہ سطوت اکبری
ابو الفتح سلطان گیتی نواز ... پسندیدہ رحمت کارساز
خداوند عالم ہے بندہ نواز ... جسے چاہے اوسکو کرے سرفراز
بلندی کو گہ پست کرتا ہے وہ ... کبھی پست کو بست کرتا ہے وہ
اوسیکو ہیں بندے گدا و غنی ... وہ ہے خالق ظلمت و روشنی
وہ چاہے تو کثرت کو قلت کرے ... وہ چاہے تو رائی کو پربت کرے
زمانیکو قدرت دکہاتا ہے وہ ... کہ بگڑے ہو ونکو بناتا ہے وہ
جسے چاہے وہ تخت دیہیم دے ... جسے چاہے وہ ہفت اقلیم دے
مبارک ہوں حضرت کو تاج و علم ... ہمیشہ رہے تخت زیر قدم
ہوا بعد صد سال لطف الہ ... کہ پرنور پہر وہ ہوئی بارگاہ
فلک رتبہ ہو تخت گہ کی زمین ... رہیں ہفت اقلیم زیر نگین
تہ تیغ اقبال دشمن رہے ... ہمائے ظفر سایہ افگن رہے
وہ نقارہ دست شجاعت بجائے ... کہ تا ملک ایران صدا جسکی جائے
خوشا طالع ہند ہائے قدیم ... کہ پہر سر یہ آیا ہما کر قدیم
یہاں فوج ہرچند کثرت سے ہے ... دلیری یہ اقبال حضرت سے ہے
بزرگوں کو شوکت کہاں سے ہوئی ... بزرگی اوسی آستاں سے ہوئی ... ق
ہوا گردش چرخ سے اور دور ... ہوئی شان و شوکت بزرگونکی اور

وہ ہنگام عذر جسارت نہ تھا
مگر دل خلاف عقیدت نہ تھا

عنایات خالق سے وہ دن ہوا
کہ پھر دام حضرت مین آیا ہما

سر اعتقاد عقیدت گزین
خیال عقیدت سے خالی نہین

عنایت عقیدت گزین پر رہے
یہ تاج تجلی سے منور رہے

غرض اختتام کتابت ہوا
اوسے ایلچی لیکے رخصت ہوا

روانہ شدن ایلچی از لکھنو تا جہان آباد

روانہ ہوا اوس طرف ایلچی
جدہر تختگاہ جہاندار تھی

بہت راہ مین زر لٹاتا گیا
تجمل جہان کو دکھاتا گیا

ہوا ناگہان داخل تختگاہ
ابھی تھا وہ محروم دربار شاہ

یکایک چڑھ آئے جو پھر انگریز
ہوا گرم ہنگامۂ رستخیز

سنا ہے کہ تھی فوج شہ بیشمار
فرنگی کے تھے ساٹھ باون ہزار

ورائے رسالان ورائے سپاہ
رعایا بھی تھی یاور بادشاہ

وہ حصن حصین اور سنگین حصار
بنایا تھا جہان دخل اسفندیار

بنایا اوسے زوجۂ شاہ نے
جلایا وہ گھر شمع درگاہ نے

لگے اوسمین دانشوران فرنگ
ہزبران میدان دلیران جنگ

لڑے اسطرح قلعہ مین صف شکن
زبون ہوگئے ہند کی تیغ زن

ہوئی جنگ دو روز گھمسان کی
گری لاش پر لاش انسان کی

وہان پھر ہوا کمپنی کا عمل
رعایا لڑی بھاگے اہل دغل

وہان جو رعایا کو تھا انحراف
لہذا کیا شہر پہانسی سے صاف

اسیر نصاری ہوئے بادشاہ
بنی تختگاہ ملک قتل گاہ

وطن کو پھر ایلچی نامراد
چلے بعد اوسکے سب اہل فساد

اوٹھا کر وہ رستے مین رنج و محن
کئی دن مین پہونچا میان وطن

وہان اوسنے احوال دیکھا جو تھا
حضور ملکزادہ وہ سب کہا

ہوئے اس خبر سے سب اندوہگین
کسی نے کہا زور کم ہو گیا
ہوئی سب کو تشویش حد سے سوا
ادھر جتنی دہلی سے بھاگی سپاہ
سواران جنگی کی کچھ حد نہ تھی
چلی آتی تھیں پلٹنیں اسطرح
وہ پلٹون اگلی وہ کرنی نہ تھی
نہ تھا انتظام جماعت ذرا
سپاہی نہ تھے سب وہ مزدور تھے
غرض اسطرح فوج داخل ہوئی
سپاہی جو آیا ملازم ہوا
سوا لکھ سے گو نہ تھی فوج کم
نظامت کے تھے لوگ جون ہزار
نہ تھا انتظام ممالک ابھی
ادھر روزمرہ زر بیشمار
بہت زر کی درخواست لشکر کو تھی
لڑائی کی اتنی نہ تھی فکر انہیں
لڑائی میں جاتے نہ تھے اہلکار
تلنگے فقط سب میں جانباز تھے
فرنگی تھے مجبور محصور تھے
بہت لاف و دعوی سے جاتی تھی فوج
ہر اک کو بہت دعوی فتح تھا
شکست اہل بیداد کھایا کئے

کسیکو ہوا شک کسیکو یقین
کسی نے کہا کیا ستم ہو گیا
اوڑا رنگ چہرے سے ہر ایک کا
ہوئے داخل لکھنو بعد ماہ
کدھر سے پیادون کی آمد نہ تھی
کہ مزدور عریان بدن جسطرح
وہ چستی وہ تیزی وہ پھرتی نہ تھی
نہ تھی شان اگلی نہ شوکت ذرا
دغا باز تھے چہرے بے نور تھے
لڑائی میں لشکر میں شامل ہوئی
اوسیدن سے جنگ قائم ہوا
مگر تنخواہون کے تھے جاری قلم
جو آیا ن جنگی تھے پچیس ہزار
کچھ آیا مگر حاصل ملک بھی
وثیقے دو دو روپے کی جگہ دو ہزار
تمنائے زر صاحب زر کو تھی
کہ تھے جس قدر زر کی تحصیل میں
گئے بھی تو دو ایک دو ایکبار
کمیدان پروردہ ناز تھے
تلنگے تھے گھیرے سے ہوئے دور تھے
پہ ہر مگر وہان نہ کی کہاتی تھی فوج
کیا جسنے حملہ وہ عاجز ہوا
وہم جنگ جانبین بجا یا کئے

سنی توپ بندوق کی یون صدا — کہ خوف جاتا رہا

بہت بیجگر جا نور ہو گئے — ز غن زاغ آہو نڈر ہو گئے

کسیکو نہین فتح پر اختیار — کہ نصرت ہے تائید پروردگار

و فور غرور اہل لشکر کو تہا — کہ جو کچھہ کیا وہ نہین نے کیا

رعایا کو ایسا کیا تہا تباہ — کہ نفرین کرتی تہی خلق اللہ

ظفر حاصل فوج خود بین نتہی — وہ تاثیر روز نخستین نہ تہی

غرض روز لڑتی رہی وہ سپاہ — لڑا ئیکو جب ہو گئے چار ماہ

آمدن سپاہ انگریزی بعد فتح کانپور بملک اودہ

فرنگی نے جب سر کیا کانپور — سنا راوڑانا سکے دلسے غرور

فراغت جو پائی وہان جنگ سے — اتر نے لگے چشمۂ گنگ سے

تب آپ پہلے کیا انتظام — چلے لکھنو کی طرف شاد کام

کیا قصد اونکی کمک کے لیے — وہ جو بیلی گارد مین محصور تہے

چلی فوج شہزادہ بھی بیدرنگ — کہ روکے اونہین برلب آب گنگ

سوار و پیادہ تھے سولا ہزار — کئی اونکے ہمراہ تہے اہلکار

مع فوج تھے بیشمار آدمی — فرنگی کے سب تہے ہزار آدمی

ہوے خیمے میدان اونام مین — گئے ایک دو دن سر انجام مین

حکایت عدل حکام انگریزی

تہی عدل دانشوران فرنگ — کہ لقمان حکمت مین شیران جنگ

غضبناک تھے صاحب عز و شان — کہ تھے وہ ستمدیدہ ہندیان

نچھوڑا دم قہر آئین داد — گئے کچھہ گرفتار اہل فساد

پیادے تھے کچھہ اور اسوار تہے — زن و طفل بہی سب گرفتار تہے

زن و بچہ کو زندگی سی تہی یاس — گئے جبکہ ہی میر لشکر کے پاس

کیا قتل ہر یک بد افعال کو — رہا کی دہی ازواج و اطفال کو

اگر انتقام اپنے انسان کا
یتیمون سے لیتے تو کیا دور تھا

نہ ہوتا مگر فرق کچھ درمیان
ستمگر کہان اور عادل کہان

اذیت کسی بخیطا کو نہ دی
مگر یہان نسی کس پر دغا کو ندی

منگا یا کئے ہر طرف کی خبر
وہان بھی لڑے نور جاپانڈوکر

مہیا تھی گورون کو ہر ایک شے
جو پیاسے ہوئے پی لیا جام مے

لگی بھوکھ تو کھا لیا نان پاؤ
پڑے جب تلنگے تو ڈالا دباؤ

وہان بھی بہت لڑکے ہاری سپاہ
پھری اپنے مخیم کو ساری سپاہ

شجاعان لندن نے بھیجا پیام
کہ دکھلا چکے تم تو زور حسام

خبردار حملہ ہمارا ہے کل
ہم آئینگے تمپر لیان اجل

تمہین سور سے کم سمجھتے ہین ہم
مگر سبکو اظلم سمجھتے ہین ہم

سنا فوج ہندی نے جب یہ پیام
سر شام ہونے لگا اہتمام

کسی سمت بھیجی گئی اخترتی
کہین نادر نبی کی ہوئی نوکری

گئی مورچون پر سپاہ کہین
کسی سمت لائر کہین لمبرن

تلنگون کی پلٹن گئی ایک سو
کہین ایک جانب تھی ایک سو

ہوا مورچہ پر بڑا بندوبست
کہ امید نصرت تھی بیم شکست

تلایہ دو لشکر سے باہر ہوا
کہین چور پہرا مقرر ہوا

کبھی ابر مین چھپ گیا ماہتاب
کبھی ہٹ گیا گاہ آیا سحاب

زمین گاہ بارش سے تر ہوگئی
اسی طرح آخر سحر ہوگئی

حال جنگ اوناؤ و کشیرگنج

ہوئین دونون جانب کمربندیان
لگے چوکنے تیغ پیر و جوان

صف آرا ہوئی مورچہ پر سپاہ
پس توپ کھولے نشان سپاہ

شجاعان لندن نے کھولے علم
بڑھا سے سو فوج ہندی قدم

گئے زرنگہ تک جو وہ صف شکن
تو اک غول سے ہوگئے دوبرن

لئی وراسٹ سمت کو ایک صف
وہ گلرنگ چہرے وہ ریش دراز
سراپا کرنچی تو پوشاک تہی
چلی توپ باہم دناون بہت
تلنگون پر ایسے کہ وہ چہٹ پٹ گئے
ملازم تہے اسوار بہر گریز
جب وراسٹ جیسا سے بہر پہرے
بجیبون نے لستر دہرے دوش پر
لگائے تہے بندوق تلوار ڈہال
نہ تہے خود تہین ہانڈیان فرق پر
سرون پر سب اسباب دہر لے گئے
بجیبون سوار ونہین بہاگ کر ہٹی
دو جانب سے تہی توپ گولی کی مار
شجاعون کی ہرچند تہی فوج کم
تلنگے ہوئے اسقدر خستہ حال
جہان تہین وہ توپین وہین چہٹ گئین
تہی ہوگیا عرصہ جنگ جب
نکما ہر اک توپ کو کر دیا
جب وراسٹ سوراخ ہو ہو گئے
عجب فوج ہندی کی کہائی شکست
چلی فوج گورون سی منہ موڑ کر
جو ہمراہ گورونکے جرنیل تہا
پکارا اک افسر کو پہچان کر

گیا دوسرا غول بامین شہر
ہر اک سروقد اونہین تہا سرفراز
دم جنگ صورت غضبناک تہی
گرے چند گورے تو دشمن بہت
گر وہ مورچے چہوڑ کر ہٹ گئے
اونہون نے کیا اپنی گہوڑونکو تیز
بہت جہیل تالاب مین گر پڑے
چلے پیٹہ پر گٹہریان باندہ کر
لگی بہر لستر تہے سرپر پیال
پس پشت کو دیکے تہے جاے سپر
جہان وہ گئے ساتہ گہر لیگئے
تلنگون کی صف بہاگ کر ہو لی
روان بحر خون تہا دہم کارزار
تلنگون کے ہرگز نہ ٹہرے قدم
کہ بہاگے وہ پہر چہوڑ کر مورچال
غرض ہر طرح رہ گئین چہٹ گئین
شجاعون کے ہاتہ آئین توپین سب وہ
درازی مین اکثر کو دو کر دیا
کہ سینہ اور پہلو مین دو ہو گئے
غرض ہو گئی وہ لڑائی شکست
بہیر اوڑ گئی راستہ چہوڑ کر
وہ تہا میر لشکر سرخیل تہا
کہ اب بہاگ کر جائیگا تو کدہر

نہ جانے کیا کیا سکھایا نہ تھا
صدا اوسکی سنکر وہ افسر پھرا
لڑائی تھی جب ہوئی وہ پھر
وہان چار دن تک لڑائی رہی
کبھی وہ ہٹے گاہ یہ ہٹ گئے
نتیجہ جو ان نے جیدن ارادہ کیا
وہ گورے اسی طرح لڑتے گئے
سر راستہ ملگیا ایک باغ
نظر آئے اوسمین شجر میوہ دار
یہ نام خداوند ہے باغ سے
دلیرانہ در آئے گورے تمام
بہیر اونکے ہمراہ تھی بیشمار
کسی شئے کی گوروںکو پروا نہ تھی
پہونچتی تھی اونکو رسد بر محل
کشادہ تھی اونکو رہ کانپور
وہ جاتے اور آتے سکے
رسد گاؤن سے گاہ پھر لیگئے
چلی توپ گولی وہان بھی بہت
ہر اک ناکے پر فوج تھی بیحساب
کہان تیس چالیس تو مین نہین
چمکتی تھی ہر سمت تیغ اجل
یہ تھا حکم جائین سپاہی لڑین
ادھر بیلی گارد کو ویران کرو

مگر بھاگ جانا بتایا نہ تھا
اجل آگئی سر قدم پر گرا
بنی مین ملنگے جیسے بھاگ کر
شب و روز تیغ آزمائی رہی
بڑھے وہ کسیدن تو یہ گھٹ گئے
ملنگون کو دس کوس پہونچا دیا
حد شہر تک گرتے پڑتے گئے
معطر ہوا جسکی بو سے دماغ
شہر نے برج اور پختہ حصار
کہ عالم کو میوہ دے باغ سے
اوسمین مع استران خیام
کئی سو تھے بنجارے قصد انکا
وہ کیا چیز تھی جو مہیا نہ تھی
لب گنگ تک تھا اونہین کا عمل
اگر فوج کچھ تھی تو رستے سے دور
مگر باغ مین دشمنان کور
کبھی توپ ادھر سے اودھر لے گئے
ہوئی بیدم و بیجان بھی بہت
ہمہ سمت تھے آدمی بیحساب
جو ملتی تھی جنکی صدا سے زمین
کہ سب شور جو ہیں تے فوجونکی
کہ گورے سو شہر آئے فتنا مین
ادھر باغ والو انکو بیجان کرو

کمیدان کپتان سب گرم تھے
وہ بیچارے بے شرم تھے

جنہیں آ بیت نہ تھی بل گئے
وہ لشکر مین مشہور جرنیل تھے

داستان آمدن سپاہ انگریزی از عالمباغ در بیلی گارد و املنہ باغیان

بچہ ایسا ہو ای ساقی و محتشم
پیالہ ہو بندوق کا جام جم

وہ جوہر حسام شجاعت مین ہو
کہ چرچا مرا ہر ولایت مین ہو

کف دست الطاف سے جام دے
طلبگار ہون نام کا نام دے

دل اہل شجاعت کے پر داغ تھے
کہ باغی بھی پیرامن باغ تھے

لڑے باغ مین وہ کئی روز تک
نکل آئے بیرون وہ بے دھڑک

گئے اہل دانش نے پھر دو پرن
ہر اک اون جوانون مین تہا پیلتن

بڑے قد تھے اونکے بڑے ہاتھ پاون
شجر کی طرح اونکو تھی اونکی چھاون

قوی تن قوی دل جوانمرد تھے
ہژبران میدان ناورد تھے

وہ سب تھے بہادر وہ سب تھے جری
وہ گورے تھے مشہور سب لبری

حقیقت مین وہ تھے رستم نژاد
شہنشاہ لندن کے تھے خانہ زاد

نہ تھی فوج کو جانبری کی امید
کہ گورے نہ تھے تھے وہ دیو سفید

یہ گورون کو تہا حکم جرنیل کا
کہ تم بیلی گارد کا لو راستا

جو محصور ہین اونکو لانا یہان
نہ لانا تو پھر کر نہ آنا یہان

ہوئین گام فرسا وہ دونون صفین
تلاطم ادھر پڑ گیا فوج مین

جدھر ایک گورا بڑھا ناگہان
وہ سمجھے کہ آتا ہے پیل دمان

ہرن سے ہوئے یہ بجنیون کی ناک
کہ سونگھی غزالون نے بوی پلنگ

کسطرح چیل پھرتی ہے پانی پر
اوتر آئے گورے ادھر سے اودھر

گریزان ہوئی فوج ہندوستان
نگاہون سے پنہان ہوئی مثل جان

کہین آکے پکڑی کہین تھم رہے
کسیوقت بھاگے کبھی جم گئے

تلنگون سے خالی ہوئی جب ایک
گئے گورے اسکندری باغ تک

بہت باغ مین اہل نجاب ستھے — کہ اونمین بغاوت کی اسباب تھے
نکل آئے وہ باغ سے ناگہان — چلاین پہلے تو دیر تک گولیان
سنبہالی اونہون نے جو تیغ و سپر — بڑہے گورے بہی تیغے تان کر
یہ جوہر عیان تیغے کا ہوا — کہ پیراہن جسم تنگا ہوا
بہت دیر تک تیغ چلتی رہی — لہو پی کے نالن اوگلتی رہی
پس جنگ گنتی ہوئی جب وہان — گئے چار وہ صد تن کشتگان
تلاطم ہوا درمیان حصار — وہان سے گئی فوج دریا کے پار
جو پیراک تھے پار اکثر گئے — بہت بہیا ڈوب کر مر گئے
ہوا خوف جان خاص کو عام کو — ڈبویا شجاعت کے بہی نام کو
ہوئے غرق اکثر بہت بہ گئے — لب آب ہتہیار رہ رہ گئے
ہوا ہو گئے سب کمیدان بہی — تلنگے سجیب اور کپتان بہی
فقط نایب وقت و مردان چند — یہ دو تین نجو ہو گئے قلعہ بند
پریشان تہی شاہزادی کی مان — خدا سے وہ تہی خواستگار امان
کئی بار گورے گئے تا حصار — مڑے جب پڑی سخت گولونکی مار
اگر اور بڑھتے وہ دو چار گام — اوسی روز ہوتی لڑائی تمام
مگر اونکے غم سے وہ مجبور تھے — کہ جو بیلی گارد مین محصور تھے
اونہین کے چھڑانے کا تہا دہیان — کسیطرح پیاری نہ تہی جان اونہین
وہ گرتے بہی تھے زخم بہی کہاتے تھے — دلیرانہ منہ پر چڑہے جاتے تہے
ادہر لاش تہی اور ادہر لاش تہی — غرض ہر جگہ لاش پر لاش تہی
سو چتر منزل وہ سب پہر گئے — کئی سو مگر راہ مین گر گئے
گئے بیلی گارد مین بخوف و بیم — ہوئے چتر منزل مین بہی کچہ مقیم
یہان سے وہان تک عمل کر لیا — چہٹا مورچا تو سنبہل کر لیا
بڑہے فوج ہندی کی بہی مو چال — لگی چلنے گولی علی الاتصال

مکان ہو گئے تھے مشبک تمام — وہ تھے رشک غربال دیوار و بام
دو جانب سے تھے مورچے یوں قریب — کہ سنتے تھے گوروں کی باتیں عجیب
پہونچتی تھی یوں گولیوں سے گزند — کہ تھی عشق منزل میں بھی راہ بند
یہ گوروں کی بندوق میں تور تھا — کہ کرتی تھی پلا سوا کوس کا
فرنگی کو ہمقوم پر ناز تھا — کہ قادر ہر اک گولہ انداز تھا
لگاتے تھے یوں دوربین نگاہ — اوڑا دیتے تھے خاک آماجگاہ
بہت دور تھا گو کہ بیل ناؤ کا — مگر توڑ ڈالا اوسے پا رہا
امان کی جگہ آدمی کو نہ تھی — لڑائی سے مہلت کسیکو نہ تھی
ادہر تو کئی لاکھ بیدرد تھے — ادہر اٹھہ سو سب زن و مرد تھے
ہر اک سو سے گہیری تھی اونکو سپاہ — لڑے وہ شب و روز تا پنجماہ
محمد حسن خان کی آئی قضا — گرا بیلی گارد میں بعد فنا

رفتن انگریزان از بیلی گارد بعالمباغ

گئی ایکدن ناگہان نصف شب — چلایا فرنگی نے اسباب سب
وہ کہودا جو تھا دفن سامان جنگ — نہ کہودی زمین وہ جہان تھی تنگ
جتین گاڑیان قیدیون کے لیئے — سجین ڈولیان بی بیون کے لیئے
ستر لد چکے رات آخر ہوئی — ستارے چہپے صبح ظاہر ہوئی
غرض بیلی گارد سے وہ سب چلے — بجایا بگل کوچ کا جب چلے
زر و مال و تخت و جواہر تمام — اوٹھا لیچلے سب بزور حسام
در آئے تھے جس راہ سے شہری — اوسی راستے سے چلے پھر جری
زن و طفل کو درمیان کر لیا — حصار سپہ میں نہان کر لیا
در چتر منزل سے باہر گئے — مکانوں کی بربادیاں کر گئے
تردد میں تھی اوس طرف کی سپاہ — نجف کی طرف لی فرنگی نے راہ
وہ توپونکو بتی دکھاتے گئے — برج و مکان کو گراتے گئے

کہید ان روپوش ہو ہو گئے
کہین ایک بھاگا کہین دو گئے

بدر روسے کوئی نکل کر گیا
کوئی شکل اپنی بدل کر گیا

کسینے اگر جھوٹ بھی کہدیا
کہ گورا وہ آتا ہے بیٹھے ہو کیا

نہ دیکھا کسینے کہ آیا کہان
گریزان ہوا مثل تیر کمان

بچھیلون کے بستر وہین رہ گئے
علمہا سے لشکر وہین رہ گئے

تلنگے ہوئے جمع بعد گریز
چلی پہلے بندوق پھر تیغ تیز

چمکتی تھی شمشیر ہندوستان
دکھاتی تھی سنگین کارستان

دم جنگ گورے نے کھائی جو تیغ
تو ہندی کو مارا وہین بیدریغ

دو جنگ آزما زخم کھا کر گرے
گرے بھی تو دونون برابر گرے

ہزارون سے تھوڑی وہ گوری لڑی
حقیقت مین سب تھے بہادر جری

جہان جسکو تاکا پچھاڑا کبھی
صف جنگ سے منہ موڑا کبھی

جوانمرد وہان وہ دکھاتے گئے
زن و طفل کو بھی بچاتے گئے

زن و طفل کی تو ہوئی جانبری
مگر ہو گئے قتل سب منبری

بچے تھے وہ لے اونمین سی سو پچاس
زن و زر کو وہ لیگئے بے ہراس

بہت فوج نے گو تعاقب کیا
مگر شدت جام خجالت پیا

رہے دلکشا مین وہ عالی دماغ
گئے دوسرے روز مابین باغ

حال ہلکاران عہد برجیس قدر

فرنگی گئے بیلی گارد سے جب
ہوئے شادمان اہل بیداد سب

کہا اب لڑائی سے فرصت ہوئی
پس پنجاہ آج نصرت ہوئی

دلون مین جو تھا شوق غارتگری
لگے بیلی گارد مین سب لشکری

تمنا سے دولت مین دوڑے گئے
تلنگے پرانے سپاہی نئے

جو سوتے تھے وہ بستر ون سی گئے
بہت شہر والے گھرون سے گئے

سمجھے کہ زر لوٹ کر لائینگے
سپہر چاندی سونے سے بھر لائینگے

لگین تھین مسند نشین وہان آن بان
پرستش خلق کا دیکہکر بیداد رنگ
ہزارون اودہمے سے ہنگرون دب گئے
تپایا وہان مال اسباب جب
اوسی روز سے شاد ہونے لگے
بلنگے لگے دیکھنے ناچ رنگ
کسینے کہا اب تسلی ہوئی
کم ظرف تھے وہ اترا گئے
لگے دینے خود کام سو جو انکو تاب
مئے شادمانی ہوئی تمکنا
شب و روز آرام کرنے لگے
تکبر و لو نہین سمانے لگا
بہکتی ہوئی چال چلنے لگے
سمائی تھی ہر ایک کو خودسری
بظاہر تھے سرکار کے خیرخواہ
نہ تھی حاکمہ کو تعدّی پسند
تشکم زر سے کار ندونکا بھر گیا
زر و سیم کا جو کچھ اسباب تھا
مگر فوج کا پیٹ بھرتا نہ تھا
غم نان رہا فوج کو صبح و شام
پیادے یہ کہتے تھے کہانا نہین
یکایک خزانہ جو کم ہو گیا
ہوا حکم حاکمہ کہ سب اہل مال

فرنگی تھے دو لاغر و ناتوان
یکایک اونہون نے اوڑادی خبر
وہ جتنے تھے سوئی عدم سب گذر
بکھرے اہل غارت شہیدرک سب
مکانو نہین آباد ہونے لگے
لگی ہونے سینے آب شمشیر خاک
کسینے کہا پاکہ مستی عیش تھی
کہ اس شہر سے اب نصارے گئے
جو بوڑہے تھے کرنے لگے وہ خفا
یہ بولے کہ ہم ہو گئے اہلکار
نہ کرتے تھے جو کام کرنے لگے
سماعت مین بہی فرق آنے لگا
زمانے سے تیور بدلنے لگے
وہ خود بین تھے مسرور تن پروری
سہانی تھے بدخواہ خلق اللہ
مگر اہلکارون سے پہونچی گزند
سپہ بڑہ گئی زر کمی کر گیا
وہ گاوا کے سب فوج کو دیدیا
کف دست مین زر بہر ابتدا تھا
ہر اک ماہ تھا مثل ماہ صیام
سوارون کو تھا غم کہ دانا نہین
تو کوتاہ دست کرم ہو گیا
مہیا کرین زر علی قدر حال

جسے مقدرت دس کی ہو ایک مجے ‏ نہین جبر جو کچھ ہون دو ایکدے
سنا یہ تو خوش ہوگئے اہلکار ‏ گرفتار ہونے لگے مالدار
امیر دن کے گہر ضبط ہونے لگے ‏ دُرّ و سیم و زر ضبط ہونے لگے

حال نواب خورشید محل

محل اک خواتین سلطان مین تھا ‏ گل حسن گلزار خوبان مین تھا
بہت اوس محل کی تھی ہمت بلند ‏ کرم تھا علاج دل دردمند
خطابی جو تہا بادشہ کا محل ‏ بہم لفظ خورشید سے تہا محل
محلی تہا جو محلو نمین عالیجناب ‏ ستارو نمین تھا وہ محل ماہتاب
زمانے مین اوازہ کوس تہا ‏ فلک اوس محل مین زمین بوس تھا
پرستار ہر ایک ہاتھی نیکذات ‏ سخاوت ہتی تقسیم آب حیات
محل کا جو داروغہ تھا بدہو خان ‏ کرون اوسکے اوصاف کیا کیا بیان
یہ تہا حال اوس مرد ہشیار کا ‏ کہ تہا خیر خواہ اپنی سرکار کا
رہا جان نثاری مین درات وہ ‏ بڑہی جسمین اقبال کی بات وہ
غرض حکم ضبطی جب اوسنے سنا ‏ بہت اہلکارون سے کی التجا
وہ رو کا کیا تیغ آزار کو ‏ بچایا بہت اپنی سرکار کو
مگر اہلکارون نے بیداد کی ‏ سماعت نہ کی لاکھہ فریاد کی
محمد براہیم نایب جو تھا ‏ محل کی وہ جاگیر تک خود گیا
محل کا وہان جو کچہ اسباب تہا ‏ طلائی مع نقرئی سب لیا
وہ زیور جو تہا سب مرصع نگار ‏ زمرد مین تھے گوہر آبدار
دوشالونکی تہین سیکڑون بدرنا ‏ گرانمایہ پوشاک تھی زرفشان
سنہرے جو چپکٹ روپہلی پلنگ ‏ اودیجے تہے سلمے سے یاقوت رنگ
کرون ظرف زرین کا کیا بیان ‏ مرصا بخنگیر آئینہ پاندان
صندوا در ستی تہی چہوٹی بڑے ‏ صراحی نمرو تجی بچہر سے گرے

گرانمایہ تھے جو گوہر پانچ چار ‏— ... جواہر نگار
کیا الغرض ضبط سب مال و زر ‏— مع ذخیرۂ الماس و لعل و گہر
یہ دولت جو دنیا سے حاصل ہوئی ‏— چہارم خزانے میں داخل ہوئی
غرض ایسے تھے جزو و کل انتظام ‏— اسی طور کے منتظم تھے تمام
رعایا کو تھا حکم اکثر سدا ‏— کہ یا نار ہیں کہ سب برای وغا
مگر و بیان تھا سبکو انجام کا ‏— نہ تھا پاس حاکم کے احکام کا
کسیکو سمجھتے نہ تھے لشکری ‏— نہ ڈرتے تھے سرکار سے لشکری
کئے تھے غریبوں کا خون اسقدر ‏— کہ سب کہتے تھے الحذر الحذر
غرض رات دن ظلم ہوتے رہے ‏— ستم دیدہ ناچار روتے رہے
رہا تو پہنچے جو زور سپاہ ‏— اثر کر گئی غمرسیدوں کی آہ

داستان گرد آمدن سپاہ لندن و پنجاب فتح شدن لکھنؤ

پلا ساقیا جام نصرت مجھے ‏— کہ ہو جنگ نامے سے فرصت مجھے
وہ بادہ پلا مجھکو وقت ستیز ‏— کہ ہو آب تیغ ظفر سے بھی تیز
کوئی معرکہ قابل دید ہو ‏— کہیں ہو محرم کہیں عید ہو
ہلی خوف سے رزمگہ کی زمین ‏— زمین کیا کہ لرزے سپہر برین
بنے کوئی معرف صف شکن کوئی ہو ‏— چھٹے گھر غریب الوطن کوئی ہو
سلف سے ہے نیرنگئ روزگار ‏— ہزاروں ہوئے دہر میں تاجدار
ہوئے صاحب گاہ و صاحب کلاہ ‏— جہانگیر اولوالعزم انجم سپاہ
خداوند طبل و علم ہو گئے ‏— فریدون و دارا حشم ہو گئے
مگر چرخ کجرو نے چھوڑا کسی ‏— گھٹایا اوسے کو بڑھایا جسے
جس ایوان کو آباد اسنے کیا ‏— اوسی گھر کو برباد اسنے کیا
جسے غم سے آزاد کرتا ہے یہ ‏— اوسی دلکو ناشاد کرتا ہے یہ
بٹھایا جسے تخت ضحاک پر ‏— سلایا اوسے بستر خاک پر

زمانہ کسیکا رہا کب مدام — کہاں نور مہر سحر وقت شام
ہوئے کشتۂ خنجر انقلاب — فریدون و جمشید و افراسیاب
لڑائی مہینون سے درپیش تھی — تلاطم مین فوج جفاکیش تھی
کسیکو کسی وقت فرصت نہ تھی — خور و خواب راحت سے مہلت نہ تھی
شب و روز مصروف تھے جنگ مین — بڑے حوصلے تھے دل تنگ مین
نہ تھی مورچون مین فوج غفلت شعار — مگر تھے فرنگی بہت ہوشیار
گئے باغ مین جب وہ عالی دماغ — کئے مورچے فوج نے گرد باغ
وہان بھی یہ تھا حال شام و پگاہ — چلی توپ ناگاہ بندوق گاہ
فرنگی سے ہندی مقابل رہے — ولی مورچہ نیز بھی غافل رہے
کسی شب کو غافل اگر سو گئے — تو پامال ہشیار ہو ہو گئے
وہان بھی لڑائی رہی چند ماہ — اوسی طرح کرتی تھی دہاوے سپاہ
بہت حملہ ور گولیون سے گرے — در باغ تک جاکے اکثر پھرے
مگر کچھ کسی سے بن آتی نہ تھی — کہ وہ نخوت فوج جاتی نہ تھی
فرنگی نے رخصت کیا کاروان — گئین کانپور کی طرف بیبیان
رہے باغ مین چند مردان جنگ — بچھورا دلیرون نے میدان جنگ
وہان جنگ کو جب ہوئے چار ماہ — فراہم ہوئی ہر طرف سے سپاہ
کہ لندن سے گورونکی آمد ہوئی — بہم فوج پنجاب یکجا ہوئی
کمک کو سپہ آئی نیپال سے — علاقو نہین لڑ کے عمال سے
فراہم ہوے سب لب گنگ سب — چلے لکھنؤ کو وہ شیران جنگ
لب گنگ سے باغ تک تھا یہ حال — پرے سے پرے تھے علی الاتصال
کیا بستیونکو تباہ — نچھوڑا کوئی عاصی و بیگناہ
جب اہل دہی پر جہان ہو — مہیا نگنج ہو ہان ویران ہوگا
رعایا ہوئی خستہ جان خستہ حال — لٹے گھر زراعت ہوئی پائمال

چلی اختری ناوری سے حسام
مگر پلٹنین ہو گئین وہ تمام

نہ پہونچی جو ان پلٹنون کو کمک
سپاہ فرنگی گئی باغ تک

کسی سمت خیمہ ہوا لاٹ کا
کہین خیمہ جرنیل اور حرم کا تھا

تجویز دانایان فرنگ برای پناہ رعایا و قتل مخالفان

ہوئے جمع دانشوران فرنگ
گئے فکر مین بہر تدبیر جنگ

ہوا حرف زن ایک صاحب خرد
کہ ہین قابل دار گمراہ و بد

گرفتار ہوتا ہے سب کا محال
بہر کیف ہے خون دشمن حلال

ہر اک سمت سے گھیر لو شتیر
کہ جانے نپائین کہین بھاگ کر

اگر بم کے گولون سے سب ہون ہلاک
تو باقی ہون پھانسی سے پیوند خاک

نہ چھوڑو رعایا کو بیجان کرو
دکھا کر اونہین خون طفلان کرو

سخن گو ہوا دوسرا ہوشمند
کہ یہ بات ہمکو نہ آئی پسند

رعایا کشی سے ہمین کام کیا
اگر سوچئے تو ہین وہ بیخطا

مخالف نہین جنگجو وہ نہین
ابھی تک شریک عدو وہ نہین

سہ جانب سے گھیرو مگر شہر کو
رعایا کی بھی کوئی تو راہ ہو

کہان بھاگ کر جائینگی اہل کین
نچھوڑینگے ہم اونکو زندہ کہین

عدو چارسو سے جو گھر جائینگے
لڑینگے بہت جب وہ تنگ آئینگے

بہت خوف سے اسمین انجام کار
شکست و ظفر پہ نہین اختیار

پسندیدہ سب کو ہوا یہ سخن
یہ گویا ہوئے صاحب انجمن

کہ بہتر نہین اس سے تدبیر اور
ہوئی یہ پسندیدۂ اہل غور

لکھا حال یہ صاحب صدر کو
وزیر شہنشاہ ذیقدر کو

گورنر نے بھی بات یہ کی پسند
لکھا بیخطا کو نہ پہونچے گزند

رعایا نہو قتل وقت ستیز
رہے بہر اعدا بھی راہ گریز

غرض حکم جب آگیا لاٹ کو
کہا اوسنے ہان فوج طیار ہو

کر ہتھیار باندہے جو ہو آدمی
نہتے تہے سکین سے مطلب نہین
کسی سے کہا جاؤ سوئی لیبار
گئے جنید سوئی لیبار وہین
لڑائی ہر اک سمت ہونی لگی
ملکزادے کی فوج تہی ہشیار
کمر باندہ کر گہر سے باہر گئے
کچہرون نے چہوڑی کہین پہلجہڑی
چلائین گولیان بیشتر بیدریغ
گئی پلٹنین جنگ مین گرمین
عدم کو جو شیخ و برہمن گئے
وہ گستی یہان تک تہی حد سے فزون
کہون کیا فراوانی کشتگان
تلنگونکو رعشہ ہوا اس قدر
حواس اونکے ایسے پریشان ہوئے
اجل ہو گئی تہی جو زنجیر پا
تہا نیکو ہمراہ آئی قفس
عجب بیحواسی سے بہاگے تہے وہ
یقین تہا کہ جیتے وہ اسحال مین
گرے سرکے بہل خود سرونکی طرح
کسی گوہرون نے جب کی سوچ حال
ہر اک سمت سے حملہ آور ہوئے
مساکین جو بیجان ہوئی بیشتر

نہو قتل مین اونکے ہرگز کمی
رعایا مین اہل خطا سب نہین
یہین کا کسیکو دیا اختیار
پڑا اونکے مرم نے لی راہ حصن حصین
سپہ جان سے ہاتہ دہونی لگی
ملے تہے نہانی مگر انکار
دم جنگ پہلو تہی کر گئے
لڑی تو تلنگونکی پلٹن لڑی
پہر اوسپر چلی بعد بندوق تیغ
سوارون کی اکثر صفین گر گئین
الٹ پہیر گشتونکے پل بن گئے
کرنے لگی نہر مین جوی خون
پڑا لاش پر پاؤن رکہا جہان
کر بندوق ہی گر پڑی چہوٹ کر
کہ میدان سے وہ گریزان ہوئے
تلنگا کوئی پل کے نیچے چہپے
تہ پل سے بہی کہینچ لائی قضا
فرنگی تو پیچہے تہے آگے تہے وہ
سمائے جو بندوق سے نال مین
سڑک پر بچہے کنکرونکی طرح
گئی شرق سے نصف سوئی شمال
پریشان گدا و توانگر ہوئے
گہرون سے گریزان ہوئے بیشتر

گھڑی دو میں سب گھر گئے اہل شہر
رہی چار دن آفت جانستان
کہ گھوڑے کم و بیش یا دو ہزار
تلاطم بپا ہو گیا جاز سو
وہان دو پہر تک چلی تیغ تیز
ہر اک بازوی تیغ زن شل ہوا
ہوئی ایسی افراط خون روان
ہوا قیصری باغ جب قتل گاہ
گرے اہل غارت زر و مال پر
عجب کچھ مکان تھا وہ لوٹا ہوا
ہوئی زر اہل آرایش ہر مکان
زنان محل تھین بہت بیچ اس
کوئی راستہ پا کے باہر گئی
ملکزادہ و اُم عالیجناب
روانہ مکان کا جو والی ہوا
گری برق غم مردم شہر پر
تلے اوپر ایسی ہوئی سرزمین
سکا تو نہین گلیو نہین ماتم ہوا
پر آشوب ہر کوچہ شہر تھا
گریزان ہوئے لوگ گھر چھوڑ کر
زن و مرد و اطفال راہی ہوئے
یہ تھا حال نسوان عفت پناہ
جنہین چشم خورشید سے تھا حجاب

برسنے لگے ژالہ ابر قہر
قیامت ہوئی پانچوین ان عیان
گئے ناگہان اندرون حصار
برسنے لگا آسمان سے لہو
ہوا ہر طرف عالم رستخیز
ہر ایوان و ہر قصر مقتل ہوا
کہ بچھنے لگے لاشۂ کشتگان
تو ناچار مقتل سے نکلی سپاہ
کسیکو ملا زر کسیکو گہر
کہ تھا جام جم جام ٹوٹا ہوا
وہ سب لٹ گیا تھا جو سامان وہان
چھری تیغ تھی او نہین لشکر کے پاس
مگر ایک لشکر و مین مر گئی
گئے دونون ایوان سے باہر شتاب
تو باجے بجے قلعہ خالی ہوا
یم اشک سے تر ہوئی رہگذر
فلک تھا تلے تھی فلک پر زمین
رجب کا مہینا محرم ہوا
کہ گویا ہر اک شعلہ تھر تھا
در و زیور و سیم و زر چھوڑ کر
سوار جہاز تباہی ہوئے
زمین پر تھے آنسو فلک پر تھی آہ
پیادہ چلین اوڑھ کر وہ نقاب

گھر و ن سے پریشان جو مردم ہوئے ۔ ہوئین بیٹیان کم پسر گم ہوئے
بہت عورتین اقربا سے چھٹین ۔ بہت بی بیان کدخدا سے چھٹین
پیادہ زن و مرد سب غم مین تھے ۔ گدا و غنی ایک عالم مین تھے
ملکزادیان تھک گئین راہ مین ۔ بہت شرمگین گریزین چاہ مین
حقیقت مین ہنگامۂ حشر تھا ۔ وہ دن روز محشر سے بھی تھا سوا
غمِ آبرو بھی غمِ جان بھی تھا ۔ غمِ زر غمِ ہجر اطفال بھی تھا
زیادہ تھے مور و ملخ سے بھی لوگ ۔ طول و حزین صورت اہل سوگ
شبا شب گئے شہر سے مرد و زن ۔ سحرگاہ صحرا مین نکلی کرن
گئے تھے جو شہری بیابان مین ۔ خدا کی خدائی تھی میدان مین
بیابان مین تھے شہر کے سب بشر ۔ سکانوئین تھے اہل غارت مگر
وہ سکھ تھے فرنگی تھے صاحب خرد ۔ بہت اونکین کرتی بھی تھی نیک و بد
کسی گورے نے خون مردم کیا ۔ کسینے کبھی پیر ترحم کیا
بہت مال و زر لوٹ کر لیگئے ۔ بہت بیٹیوں کو زر دے گئے
بہت بے طمع تھے بہت اہل آز ۔ غضب مین بھی تھے بعض نادیدہ ور
ہوئے سانحے شہر مین بیشمار ۔ از انجملہ یہ نقل ہے یادگار

حکایت حکیم مرزا آغا جان و شبابت فرزندان الاحباب

طبیبون مین تھا ذی شرف اک طبیب ۔ مسیحا النفس خضر سے خوش نصیب
خجستہ خصایل حمیدہ صفات ۔ بہت نیک سیرت بہت نیک ذات
پسر ایک تھا ایک داماد تھا ۔ بہت دونون چاہے سے دلشاد تھا
وہ دونون تھے ذی علم و صاحب تمیز ۔ اوسے صورت چشم و دل تھے عزیز
وہ فرزند تھا فاضل خوش مقال ۔ وہ داماد تھا منتہی ذی کمال
غرض جب ہوتی شام آفت عیان ۔ نکلنے لگے گھر سے پیر و جوان
کیا قصد پیر خرد مند نے ۔ کہا باپ سے رو کے فرزند نے

کہاں اس تلاطم میں جائینگے آپ
یہ ناموس سے بے پردہ ہو جائینگے
ہمیں اب اجل کا یقین کیوں نہ ہو
ہم اب جان دینے کو طیار ہیں
پدر نے سنی جب پسر سے یہ بات
اکیلے کب ہو نوجوان جائیگا اگر
پسر سے جو یوں کر چکا وہ خطاب
کہا سب سے گئے ساکت لگاؤ
پسر کی سمجھ سے ہیں مجبور ہم
ہمارا ہی ساتھ اوسکے رشتہ ہوا
خردمند و ذی فہم داماد تھا
کہا اوسنے ہاتھوں کو یوں جوڑ کر
غم جان غم تو جدائی نہیں
پسر جس طرح باپ کے ساتھ ہے
غرض جب ہوئی گفتگو یہ تمام
کئے بند دروازہ سے مکان
سب اکٹھی تہیں عورتیں تیں مرد
وہ تاریک گھر اور تاریک رات
برستے تھے گولے در و بام پر
سلگتے تھے ہر سمت پختہ مکان
اوس آتش نے جانا ہر انسان کی
غرض تھرتھراتی تھی گاؤ زمین
ہم آغوش مادر سے اطفال تھے

کہیں اس کی جانب جائینگے آپ
قلق اور ہوگا جو کہو جائینگے
جو ہونی ہے ہمپر ہمیں کیوں نہ ہو
نجات پائینگے ہم آپ غمخوار ہیں
کہا تمسے پیاری نہیں ہو حیات
تمہیں چھوڑ کر ہم کہاں جائینگے
تو داماد کو بھی بلا یا قریب
سو دشت سکیں وہ تیری آبرو
کہ رکھتا نہیں گھر سے باہر قدم
کہو اب تمہارا ارادہ ہے کیا
سعید و خوش اطوار و صاحب وفا
کہاں جاؤں میں یہ قدم چھوڑ کر
بس اب حسرت زندگانی نہیں
یہ فدوی بھی یوں آپ کے ساتھ ہے
وہ گھر میں ہوسکے یا ہو یہ قیام
بہم ہو گئیں ایک جا بی بیاں
ہوا رنگ فق و زبان و رخ زرد
اندھیرے میں وہ سب تھے آپ جا بجا
دہلتی تھی دیوار سینے تھے زرد
وہ دود دل خلق تھا یا دھواں
کہ پھونکی ہے لنکا ہنومان نے
عجب حال میں تھے وہ خانہ نشین
زن و مرد گویا نہ تھے لال تھے

یہ تنہا عالم گرپڑے پہ قہر و جبر د
وہ غفلت کہ مین تھو سنتا ہیتین
نہ تہا کچھ سوا اسکے ورد زبان
شب تار آفت مشکل گئی
کری لوٹ پر فوج اہل فرنگ
نہ تھے صاحب خانہ خالی تھو گھر
گہر و نہین ہو رہ گئے تھے بیشتر
غریبوں امیرونکی گہر لٹ گئے
قضا را گئے چند گورے وہان
ہلائی غاری نے زنجیر در
صدا سنکے گہبرا گیئن بی بیان
بہت خوف سے مضطرب ال ہوئے
ملی خاک چہرہ سے ہر ایک نے
کہ اے خالق پاک رب ودود
دیا تو نے دامان عصمت ہمین
دیا پہر دیدہ حجاب حیا
کیا زیور شرم سے زیب ور
ضیا لعل کو بو گل تر کو دی
نہان یون کیا تجکو اے پردہ پوش
نہان ہم ہے پردہ ہین اسطرح
تم ابرو اب تک آن ہے
خدا سے تو ہے دعا تجھ زبان
اگر دروازہ گھر کا عجب بند ہے

پس نالہ گرم تھی آہ سرد
ترا شکوں سے تھی سجدہ گاہ زمین
کرا کردگار الامان الامان
سپیدی پڑی تو سیاہی گھٹی
کہنچی تیغ غارت پس تیغ جنگ
پڑا تھا مگر مال و اسباب و زر
نہ بچے چند مارے گئے بیشتر
زر و سیم و لعل و گہر لٹ گئے
وہ امید وار اجل تھے جہان
کہا کہو لو دروازہ کسکا ہے گھر
لرزنے لگے خوف سے استخوان
زن و مرد سب نیم بسمل ہوئے
دعا حق سے کی ہر زن نیک نے
تجھی کو ہے زیبا رکوع و سجود
کیا حجلہ آراسے عفت ہمین
دئے ابرو دی نقاب حیا
دئے بھر آغوش لعل و گہر
ہمین آبرو و آب گوہر کو دیا
کہ جسطرح پوشیدہ ہین عقل و ہوش
معانی ہین الفاظ مین جسطرح
ہم آفت مین ہین تو نگہبان ہے
خبر سے یہ داماد کا ہے بیان
وہ ہوگا جو حکم خداوند ہے

نہو بہتری باہلانی منہو … نکو عرصہ درکناری سہو
ہوئی دیر اگر فتح ابواب مین … وہ سمجہین گے ولیکن مخالف نہ تہ
اگر وہ درآئینگے در توڑ کر … نہ جانین گے زندہ مین چہوڑ کر
جو دروازے ہم کہو یکسر جہکائین … تو شاید وہ کچہ عذر پر رحم کہائین
جب اسطرح داماد سمجہا چکا … خضر نے کہا جو تمہاری رضا
غرض اوسنے جب کہولدین کندیان … گئے وہ فرنگی میان سکان
جدہر سے تہے وہ مظلوم خستہ جگر … جہکائی نصاری نے بندوقین ادہر
تبسم کیا پیر ناشاد نے … سپر کر دیا سینہ داماد نے
کہا اوسنے پہچان مجہے کیجئے … مگر اور سب کو اوان دیجئے
میان ہی نہین تیر افگن نہین … رعایا ہین صاحب کی دشمن نہین
یہ جنگ آزمائی سے واقف نہین … شریک سپاہ مخالف نہین
نگر مین نمکخوار سرکار ہون … نمکخوار کیا بلکہ نمکخوار ہون
ورساوہ نشین کچہری ہو نہین … سنو نایب میر منشی ہون مین
لڑائی سے کرنا تک کیا مینے کام … رہا دفتر خاص مین سرانجام
بہت جب ہوا زخمہ خود سران … سے وہ جان چہپا مین بہی …
اوس آفتین بہی یہ کیا مینے کام … گیا کا ہنور ایک لیکر پیام
اوٹھا کر بہت سختیان راہ مین … کیا خدمت صاحب جاہ مین
کیا میں لشکر کو مینے سلام … کہا گورنمنٹ سے خاطمہ مین پیام
مجہے اوسنے پہچان کر خیرخواہ … سند ایک کابدی … تہا
مجہے اوس سند سے پڑی آس ہے … اسی روز کیواسطے پاس ہے
غرض کہولکر وہ دکہائی سند … پڑے وقتین کام آئی سند
سند پڑھکر دی جاثلون نے … بچی اوسکی جان پر وہ خضر ان
مگر آئی آفت زر و مال پر … شدہ آباد گئے کر سے فیل اطفال پر

لیا شیر خوارونکو آغوش مین
بتاؤ ہمین جلد گنج درم
نظر آئے جب بچے آمد ار
تڑپنے لگے ماباپ تھامے جگر
کہا دل نے کیا اصل ہے مال کی
غرض سب بضاعت دکہائی اونہین
نہ بچے طفل وہ مال و زر لے گئے
رہا پیر تنہا گئے نوجوان
عجب حال پیر خردمند تہا
یم اشک سے تر تہی ریش سفید
گریبان مین چاک پر چاک تہا
کبھی یاد فرزند ناشاد تہی
کبھی دل کو ناموس کا تہا الم
کسے ہوش تھا بند کرتا جو در
کئی غول آئے گئے شام تک
شب آئی اسیران غم کے لیئے
چراغ فلک نور پروین ہوا
اسیران غم کی نہ کٹتی تہی رات
سحر تک رہی سبکی یہ التجا
کئی اسطرح نالۂ دردناک
ہوا جب پدید ار نور پگاہ
قضارا پھر آئے کئی لشکری
پھر راہ جادہ مکان دیکھکر

کہا سب سے یون طیش مین جھوٹ مت
نہین تو ابہین قتل کرتے ہین تم
لرزنے لگے گود مین شیر خوار
تہ تیغ بچے نہ بخشے نظر
اگر جان بچ جائے اطفال کی
زمین دفینہ بتائی اونہین
جوانونکو بھی قید کر لے گئے
رولاتے تھے اوسکو بیان زنان
غم ہجر داماد فرزند تھا
دل زار تھا آس سے ناامید
رخ پاک آلودہ خاک تھا
کسی دم اوسے فکر داماد تہی
جگر ایک کا دوہری تہری تہی غم
پھر اور آئے غارتگر دل و زر
نہ چھوڑا لٹیرون نے اک جام تک
سر و سینہ زنے الم کے لیئے
اندہیرا وہ گھر ہول انگیز تہا
درازی تہی شب کی مثال حیات
نگہبان ہے آفت مین تو اے خدا
گریبان سحر کا ہوا جب سے چاک
برآمد ہوا مہر زرین کلاہ
اوس کوچے مین پہر غارتگری
در آئے اوسی گھر مین کہا اک در

پریشان تھا پیر جادو بیان
ہوا خوش بیانی سے گوہر فشان

کہا اہل غارت سے اے نا فلو
مصیبت دل دکھانے پر آمادہ ہو

سوال ایک ہے ہر دل آزار سے
مسلمان ہے اہل زنار سے

ہمین لوٹنے کون آیا نہین
خدا ترس بھی کوئی ہے یا نہین

مصیبت زدونکو ستاتے ہو کیون
اسی گھر مین ہر بار آتے ہو کیون

خدای جہان کے غضب سے ڈرو
وہ قادر ہے تا دل سے ای خود سرو

جو واقف ہین اونکو یہ معلوم ہی
کہ قہر خدا آہ مظلوم ہے

مناسب ہے باز آو بیداد سے
ڈرو بیگناہون کی فریاد سے

کئے وہ تلنگون نے جور و جفا
کہ پھر ہو گیا عود قہر خدا

درندون نے بھی لوٹا ہمین بیشتر
تم آئے تو اب ہو گیا صاف گھر

نچھوڑا لٹیرون نے ظرف وضو
بچا ہے مگر گوہر آبرو

نہین دلکو اصلا غم مال و زر
بجز رنج داماد و رنج پسر

زر و مال کیا جب سگئے نوجوان
بچا لے خدا آبروئی زنان

بچا ہے تم حفظ ناموس یا نہین
تمہارے بھی ہین ماں بہن یا نہین

کئی دن سے فاقہ ہو تیار نہین
کہ نا محرم آتے ہین پروا نہین

کچھ اب زیور و مال باقی نہین
دو شالہ تو کیا شال باقی نہین

جو باور نہو ہو ڈھونڈھ لو جا کے گھر
مگر اہل عصمت سے منہ پھیر کر

یہ سنکر کہا اہل لشکر نے یون
کہ اس درجہ مین خفا آپ کیون

طلبگار بچہ متی ہم نہین
زر و مال بھی [illegible]

بیان آپ کا کچھ اثر کر گیا
کہ خوف خدا دل مین گھر کر گیا

بس اب قصد غارت سے باز آئے ہم
بہت شرم ہے اپنے شرمائے ہم

تاسف ہے اب آپکے حال پر
مصیبت ہے نسوان و اطفال پر

سوا اسکے یہ اور اندیشہ ہے
کہ گورا ہے جو وہ جفا پیشہ ہے

جو وحشی نکلیں ہیں تو سو بدخصال
یہاں آبرو کا ہے کیا احتمال

بدوں سے کہاں بھاگ جائینگے آپ
کہاں قافلے کو چھپائینگے آپ

بتاتے ہیں تدبیر ہم آپ کو
اگر آپ کو وہ پسندیدہ ہو

فروکش ہے لشکر ہمارا یہاں
مع قافلہ آپ چلئے وہاں

پئے پردہ استادہ کر دینگے پال
ملائے کوئی آنکھ یہ کیا مجال

سنا پیر مضطر نے جب یہ کلام
کہا دل میں تشویش کا ہے مقام

کیا استخارہ پس و پیش میں
کہ واجب ہے فکر کم و بیش میں

تسلی جو انہوں نے دلخواہ دی
مگر استخارے نے بھی راہ دی

کہا عورتوں سے کہ اے بی بیو
چلو اپنی حرمت بچانی جو ہو

بظاہر جماعت یہ غمخوار ہے
نہانی مگر حق نگہدار ہے

اور بھی سنکے ہر ایک عصمت مآب
کوئی برقع اوڑھے تھی کوئی نقاب

پڑھا بیشتر پیر تسبیح خوان
چلیں پیچھے گھونگٹ کئے بی بیاں

بہت فرق سے آگے تھے لشکری
لئے گرد تھانی پئے راہبر تھی

چلیں بی بیاں وہ عجب حال سے
کہ تھی بجو اسی عیاں چال سے

وہ نکلیں نہ تھیں گھر سے باہر کبھی
وہ واقف نہ تھیں رہگذر سے کبھی

ہوا اختر گھر سے نکلنا انہیں
سوا تھا قیامت سے چلنا انہیں

وہ پھرتی تھیں ہر دم و ہم اہلبیت
بہاتی تھیں اشک غم اہلبیت

نہ تھا اپنی بے پردگی کا الم
تصور میں تھا حال اہل حرم

عجب حال پیر کہن سال تھا
کہ تر اشک غیرت سے رومال تھا

تن ناتوان غم سے کاہیدہ تھا
مگر ہاتھ تھامے ہوئے تھا عصا

نظر آئے ناگاہ اسوار چند
مع چند نصرانی ہوشمند

چمکتے تھے ہر بار نیزوں کی پھل
وہ پیدل تھے زبان و ہاں احول

جیب راست تھے پیش و پس ہو سوار
جماعت میں تھا لات [illegible] صاحب قروار

سپاہی آتے تھے گہوڑے سے اوڑا کے
مصیبت نہ دولت سے ہو فضیب دو چار
کہا لب ہنسا کے جانتے ہو تم کون ہو
کہی لشکری وہ جو ہمراہ تھے
پڑستے وہ دیر سے جواب سوال
سنا لاٹ نے حال روکی عنان
جہکا پہر تسلیم بڑھ کر طبیب
کہ تم کون ہو کس کی ہین بی بیان
کہ مین دار و سے درد بیمار ہون
طبابت کے پیشے مین ہون نامور
فضیلت سے ہے اس خاندان کی کنیز
مگر اونکو گورے پکڑ لے گئے
اکیلا رہا مین بیابان سکان
سنے تہا رستے آ سکے بہت خستہ حال
اسی واسطے مینے چہوڑا مکان
یہ جب سن چکا صاحب ذیوقار
سوار اک گیا سوی دار الشفا
غرض آئین اک آن مین بی بیان
کہا دو سواروں سے ہمراہ جاؤ
چلین جب خواتین محمل نشین
عصا کر مین پہونچا جو وہ قافلہ
غذا اسکے لئے حسب حکم سرکار سے
رہے 15 پندرہ روز تک ساتھ بی بیان

ہر اک نے تمہید کا وہ کہا سب ہو سکے
جماعت سے بڑھ کر اکیلا سوار
ٹہہر کر وہین حال اپنا کہد
زبان نصاری سے آگاہ تھے
کہا مختصر انگریزی مین حال
یہ پوچہا سر قافلہ نے کہان
کہا لاٹ نے یہ بلا کر قریب
گزارش لگا کرنے وہ خوش بیان
سبہی رعایا سرکار ہون
جیسے آپ فرماتے ہین ڈاکٹر
پسر بہی ہین ذی علم و صاحب تمیز
او نہین لیگئے داغ دل دیگئے
یہ سب عورتین ہین بہو بیٹیان
رہا حافظ آبرو ذوالجلال
کہ صاحب کے لشکر مین پاؤن امان
کسی سے کہا ڈولیان لاؤ جا
عنان فرس لاٹ روکی رہا
ہوا حکم اسوار ہون بی بیان
حفاظت سے لشکر مین پہونچاؤ
کنیز و پرستار پیدل چلین
وہان اونکے رہنے کو خیمہ ملا
ملی فیس ہر روز بازار سے
نگہبان رہا پیر شکل جوان

ادہر ابن پیرا اور داماد پیر | جدا ایکدگر سے تہے دونون اسیر
وہ داماد بارے رہا ہو گیا | مگر دوسرا نوجوان کہو گیا
پتا پا سکا نا کہ اوسکا کہین | اگر زندہ ہوتا تو ملتا کہین
گیا گہر لکو داماد جب چہوٹ کر | کئی روز مین سبکی پائی خبر
سراسیمہ لشکر کو دوڑا گیا | گروہ زنان کو غرض پا گیا
وہان سے سوے خانہ لایا اونہین | سنائی سنا کر رولایا اونہین
کیا پیر نے ماتم نوجوان | پڑا دل مین داغ غم نوجوان
خوشا حال دانشوران فرنگ | ترحم بہی تہا دل مین ہنگام جنگ
کہ کرتے تہے اکثر کرم گستری | لڑائی مین بہی تہی جہان پروری
جو ہوتے ہین عادل خدیو جہان | دم قہر بہی رہتے ہین مہربان

حال رفتن ملکزادہ از لکہنو بجانب شمال

غرض شہر مین لوٹ تہی ہر جگہ | لڑائی کئی دن رہی ہر جگہ
بہت خادم شاہ ملکر لڑے | ہزار آفرین واہ وا کیا لڑے
رہا جو سکا نہین وہ بیجان ہوا | مگر شہر خونشان ہوا
یہ مقتولون سے شہر کا حال تہا | کہ ہر راستہ خون سے لال تہا
ملکزادے کو لیکے نکلی سپاہ | لڑا تین دن احمد اللہ شاہ
مقابل ہوا جا بجا راہ مین | لڑا ایک دو روز درگاہ مین
شرف تہا جو نائب ملکہ کا | اوسے اوسنے بیجان کیا بیخطا
وہان بہی جو پہونچے بہت انگریز | تو لی احمد اللہ نے راہ گریز
وہ بہاگا تو اوسکا تعاقب کیا | مگر زیست تہی کچہ دنون بچ گیا
بڑی بہیڑ تہی لکہرآباد مین | پریشان تہے مصروف فریاد مین
لب آب تہا خود سرونکا جماو | ہزارون ٹلنگے تہے اور ایک ناو
اوتارا ملکزادیکو بیشتر | گئے تا دیر اور کچہ پیر کر

وہ تر ہو گئے پیر کر جو گئے
سفینے مین تہا سفر ونکا یہ رنگ
حیات واجل مین بکھیرا ہوا
کہی خوب تاریخ اک ازادہ نے
کیا شاہزادے نے عزم شمال
مصیبت مین ستہے ساتہہ سب اہلکار
گئے جا بجا راستے مین مقام
ادہر کے جو راجہ تھے حاضر ہوئے
ملکزادہ بوندی مین داخل ہوا
بسی سرزمین اوس بیابان کی
وہان جب ہوا ٹونک مین مقام
محمد علی خان جو وارونہ تھا
وہ دستور تھا ہر طرح ذیوقار
نہ تہا کوئی لائق فقط تھا وہی
روانہ کئے ناظم اوسنے کئے
رہا گو حد لکھنو تک عمل
بڑا غدر تھا لوٹ تھی مار تھی
قدم دو قدم جو چلا لٹ گیا
پریشان تھے مردم لکھنو
کبھی جانبری کا سہارا نہ تھا
کبھی دشت مین تہے کبھی گانو مین
نہ پائی امان جنگلو نمین کہین
لٹے اس جس گانو مین جو گیا

مگر سیکڑون غرق ہو ہو گئے
چراغ ایک تہا اور لاکھون پتنگ
غرض ہر طرح پار بیڑا ہوا
کہ کھائی شکست اہم شہزادہ نے
چلی فوج پھر سے الاتصال
جدا ہو گئے تھے مگر پانچ چار
نگرگھا گھرا پار پہونچے خیام
سعین و مددگار ناصر ہوئے
حصار گلی شاہ منزل ہوا
کہ تھی بہیڑ دو لاکہ انسان کی
کیا حاکم نے نیا انتظام
وزیر ملکزادہ اوسکو کیا
پر امراؤ مرزا کو تھا اختیار
غرض صاحب دستخط تھا وہی
سند ہر علاقے کی لکھدی تھی
مگر ہر طرف ملک مین تھا خلل
رہ آمد و رفت دشوار تھی
جماعت لٹی قافلا لٹ گیا
تباہی مین سرگشتہ تھے چارسو
اجل سے لٹیرون سے چارہ نہ تہا
کبھی دہوپ مین تہے کبھی چھانو مین
کہ برگشتہ شکل فلک تھی زمین
مصیبت مین وہ مبتلا ہو گیا

کہین بیٹھنے کا ٹھکانا نہ تھا
مقابل مین تھے مردم راہزن

ادھر تو یہ احوال تھا خلق کا
منادی نے یون دی ندائے امان

کسی پر نہ شدت زیادہ ہو
جو باشندۂ شہر تھے نامور

خبر سے تحقیق کرنے لگے
جو ٹھے کر گئے تھے مہینو نکی راہ

کیا ترک اکثر نے شہر و دیار
اوٹھا کر غم رہ اوٹھا کر بلا

جو صابر تھے وہ دکھ مین چھپ رہے
گئے شرق کو کچھ دکن کیطرف

غرض شہر مین پہونچے صحرا نشین
گھرونکا عجب حال آیا نظر

مکان جلکے لٹکے ہوئے تھے تباہ
عجب حال بازارو کا سناٹا تھا

بچے تھے جو لٹنے سے کچھ اہل زر
زر نقد و صندوق زرین لباس

بہت ظرف زرین و سیمی لگن
مگر واہ رے بلوۂ لکھنؤ

لٹا بھی ہوا ضبط بھی مال و زر
وہی خوش لباسی وہی افتخار

وہی چوک مین پھیر آئی نظر
بجز دانۂ اشک دانا نہ تھا

پس پشت تھے انگریزی زن
ادھر لکھنؤ جل کے جب لٹ چکا

نہ لوٹے کوئی اب کسیکا مکان
رعایا مکانو مین آباد ہو

اونہین پہلے پہونچی امان کی خبر
لگے گھر کو پر ڈرتے ڈرتے گئے

پھرے بعد یکماہ و بعد دو ماہ
فقیری ہزارون نے کی اختیار

ہزارون سدھارے جانب کربلا
بہت فاقہ کش کہا گئے کچھ سور

ہزارون پھر آئے وطن کیطرف
ہوئے اپنے اپنے مکانون مکین

چھتین سوختہ تھین تو ٹوٹے تھے در
سفیدی تھی جن پر وہ تھے سیاہ

نہ تھا شہر وحشت سے ویرانہ تھا
ہوئے ضبط سرکار مین انکے گھر

ہوا ضبط سب مینہ بچے بقیاس
گیا لد کے تانبا کئی لاکھ من

تباہی مین رونق رہی چار سو
مگر سب کے دیکھے وہی کر و فر

ولی دست سائل بھی پایا دراز
دکانین تھین ویسی ہی وہی مال و زر

گہر ہو گیا تھا یہ فرق اشکال — نشان سے نکلے نہ تھے وضعدار
وہ دکھ مبتلا سے مصیبت ہوئے — گر یاس سے تا قناعت ہوئے
لباس اوجلے تھے پہنوا تھے نشر — بظاہر سفیدی تھی دیوار پر
جو کچھ لو لیا ان آبرو دار تھین — گہر و تین شریفون کے وہ بڑھ گئین

حال ہان سختی بلکہ معظمہ و کشورپا شہنشاہ اقالیم

نصاری نے ایسا کیا اہتمام — کہ تھوڑے دنو نہین ہوا انتظام
یہان تک ہوا شہر مین بند و بست — ہوئے سب برابر بلند اور پست
دکانین نہین بیٹھے دکاندار سب — ہوا چوک آباد بازار سب
سطح ہوا شہر نکلی سڑک — کھدا خاص بازار سے چوک تک
جو قبرین پڑین بیچ مین کھد گئین — مقابر تو کیا مسجدین کھد گئین
مکانون سے سنگین نکالے گئے — کئی لاکھہ گھر کھود ڈالے گئے
نکالا ہر اک سمت سے راستہ — کیا قلعہ سخت آراستہ
ہوا حصن محکم مکان کہن — مع باب رومی و مچھی بھون (یعنی رومی دروازہ)
عزا خانہ و مسجد و کربلا — کہان مسکن بادہ خواران نہ تھا
نہ قلعہ تھی ہر طرف لکھو دکھاو — قلمرو مین ہر سو بپا تھا فساد
بہت منحرف تھے بزرگان ملک — فراہم تھے رہزن تھے گرگان ملک
ی ہر طرف فوج اہل فرنگ — مچیون رہی ہر علاقے مین جنگ
ی راجہ بابو لڑے خوب خوب — سو شرق و غرب و شمال جنوب

حال رانا بینی مادھو سنگہ شنکر پوری

را بینی مادھو عجب شان سے — نہ بھاگا کسی روز میدان سے
ی بار اوس سے لڑائی ہوئی — لڑا جسجگہ وہ بڑائی ہوئی
گی نے لکھا اوسنے ناگہان — کہ تیغے بہت کین جوانمردیان
تمہاری شجاعت مین کچھ شک نہین — ہوئے کیا سرخ رو

خراب انتساب سے ہے تمکو یہ بات — کرو پیش رہ مرگ و راہ نجات

چلے آو سب کار مین بیگمان — سرافرازیان ہونگی بعد امان

نہ مانوگے کہنا تو پچھتاوگے — کہان تک لڑوگے کہان جاوگے

پھر پھر ہمین گولے برسائی دو — نہ بچا کو اگر تو جوانمرد ہو

جواب نوشتہ انگریزاز طرف راجائی ماوسنگہ

فرنگی کو اوسنے لکھا یہ جواب — کرے خانہ زندگانی خراب

نگوڑے نے اپنے نہین کیا ملال — کہ سلطنت آگیا اب زوال

نہین کون دیگا وہی آبرو — کہ جو عہد شاہی مین تہی آبرو

ہماری چلے دو گھڑی تیغ اگر — تو رستم سے ردکی نہ جائے سپر

نہین سور اوسکے برابر کوئی — جو تلوار روکے گھڑی بھر کوئی

غرض وہ لڑا ہر جگہ بے مثال — گیا ساتھ شہزادہ کے تا جبال

حال جنگ لال پرتاب سنگہ کبیر راجہ بہونت سنگہ بہادر تعلقدار امیتہی و دیار ولوکا لاکہ

لڑا لال پرتاب سنگہ اسطرح — لڑے پیشتر نامور جسطرح

بہادر وہ تہا مرد میدان وہ تہا — سر خیل تیغ آزمایان وہ تہا

چلی توپ افواج خونریز کی — نہ موڑی عنان اوسنے شبدیز کی

سپاہی گریزان ہوئے لیک جان — مگر رہ گئے ساتھ ترسٹھ جوان

بچا اوس جوانمرد کا ساتھ تہا — قضا کا گریبان مین ہاتھ تہا

ہزاروں سے اونکی نہ جہپکی پلک — ہٹا لیگئے گھوڑے انکو دور تک

لڑے یون ہزارون سے مردان فرید — کہ تلوار سے ہو گئی توپ بند

کیا قتل زخمی کسیکو کیا — سراپا مین ہر ایک کو دو کیا

شجاعت دکہائی بہت جنگ مین — مگر آب تر ہو گئے رنگ مین

پڑین گولیان جسم پر دمبدم — پر آگے سے پیچھے نرکھا قدم

دکہائے بہت وار تلوار کے — ہوئے قتل دو سو کو وہ مار کے

رستم رعب رستم لال فرنگ
گئے جب طرف ناگہاں شیر سے

بہت ہو شیار ہو تلنگو ز بونی ہوئی
جنہیں تھے شجاعت کے جوش وخروش

بہادر بڑا احمد اللہ تھا
جو تھا منحرف ہوگیا وہ تباہ

ہوئے سرکشان گوشمالی ہوئی
ہوئے جسم پر سرکشونکو وبال

سراسیمہ بھاگے سپر پھینک دی
النکلین بہت اور بھاگے بہت

سپاہوں سے تالاب بھر بھر گئے
لڑا جو فرنگی سے بسمل ہو گیا

غرض ہوگیا جب عمل جا بجا
کہ اب کمپنی کا عمل ہر طرف

گورنر کو یہ حکم معلوم ہو
گیا فوج ہندی سے نے گو انحراف

نہ دینا اسیر و تلواب پھانسیاں
مراتب سے انعام پائے سپاہ

کسی پر نہو بے سبب دار و گیر
گورنر کو یہ حکم جب آ گیا

رہا ہوگئے پائے بند قفسا
پناہ و امان لوگ پانے لگے

گھر گھر کو بھاگے ہوئے ذکسی
جب ہر طرح گیا ہو گئی فتح جناب

ہوئے زیر سب زور شمشیر سے
جو آباد بستی تہی سونی ہوئی

وہ ہو ہو گئے جا کے حلقہ بگوش
و تہا سے سر اوسکا بھی کاٹا گیا

جو حاضر ہوا اوسنے پائی پناہ
گڑھی کھد گئی وہ جو خالی ہوئی

تمنچے چھری تیغ بندوق ڈھال
تپنچہ اُدھر تیغ ادھر پھینک دی

کہیں دُشمنین بھی ہتہیار ڈالی بہت
تہ خاک بھی دفن کچھ کر گئے

لب کھا گھرا تک عمل ہو گیا
ہوا حکم صادر شہنشاہ کا

ہماری عدالت رہے ہر طرف
کہ ایذا نہو مردم ہند کو

مگر ہمنے سبکی خطا کی معاف
مخالف بھی مانگیں تو دینا امان

بے خیر اندیش ہو عز و جاہ
رعایا کی ہے پرورش ناگزیر

ہر اک صاحب حکم تھرا گیا
نہ پہونچی گلون تک کمند قضا

مخالف بھی سن سن کی آنے لگے
جو بستی تھی ویران وہ پھر بسی

سلاحون کی سرکار مین تہی طلب	کر داخل کرین تیغ و بندوق سب
گئی لا کہہ ہتھیار داخل ہوئے	جو انگریز گہونگہٹ کے قابل ہوئے

داستان جنگ بونڈی و رفتن ملکہ زادہ بالای کوہ نیپول متعلقہ نیپال

کہان ہے تو ایسا شہ سنگدل	کہ پہونچا ہو تین کوہ سے منفعل
گئی سر بلندی بلا اس قدر	کہ لیجائے قسمت مجھے کوہ پر
زمین پر اوٹھائے ہین مینے ملال	رہونگا پہاڑونپر اب چند سال
وہان بہی دم سرد بہرتا ہو	برودی زمین پہر اوترتا ہو
نہین مثل فرہاد تسکین مجھے	بس اب تلخ ہے جان شیرین مجھے
لب گھاگھرا فوج خونریز تہی	خبر ہر طرف وحشت انگیز تہی
تلنگے مخالف تہے دریا کے پار	نگہبان تہے ہر سو پیادے سوار
کہ بونڈی مین قلعی مین شہزادہ تہا	پے جنگ ناچار آمادہ تہا
ذرا فوج سے وہ جو منہ موڑتا	تو کوئی نہ زندہ اوسے چہوڑتا
دم جنگ لڑنا تو منظور تہا	مگر فوج خود سر سے مجبور تہا
و لے ساتہ تہے چند مرد دلیر	وہ نامی تہے جراتین مانند شیر
جہان وہ لڑے نام آور رہے	شب و روز ہمراہ لشکر رہے
ریاست سے ہر ایک نے دہوئے ہاتہ	دیا ہر جگہ شاہزادہ کا ساتہ
غرض ابن سلطان عالم پناہ	رہا خاص بونڈی مین تا ہفت ماہ
لڑائی بہت گھاگھرا پر ہوئی	ہزیمت تلنگون کو اکثر ہوئی
ہوا تنگ شہزادۂ خوش سیر	تلنگونکی کم جراتی دیکہکر
کہا اہلکارونکو نامہ لکہو	سپہدار کو مہار نیپال کو
کہ ہے رسم دنیا یہی آجتک	سلاطین کی کرتے ہین حاکم کمک
فرنگی سے در پیش ہے ہمکو جنگ	مگر عرصۂ زندگانی ہے تنگ
ابہی تک تو سمجھے کیا سامنا	لڑائی بگڑنی گئی کیا بنا

[illegible]
تھا بات ... [illegible]
... [illegible]
نویسندہ سے خوب نامہ لکھا
کوئی خیر خواہ ہو نہیں تھا ذی وقار
گیا وہ کئی روز میں کوہ تک
نگہبان منقدسے کی رسم و راہ
نہ پہونچا تھا گر حاکم وقت تک
بظاہر کمک کا تو اقرار تھا
پھر اسوقت شہزادہ بیتاب ہو
بیابان و صحرا جو آخر ہوئے
کہا حال سب جو سنا تھا وہاں
کیا مرد کوہی نے اقرار کچھ
دیا شاہزادے نے خلعت اوسے
روانہ ہوا وہ تو سوئے جبال
اودھ میں ہوئی جمع اہل فرنگ
جا با پڑا فوج خونخوار کا
ہوئی جمع جب فوج پنجاب کی
مخالف تلنگے بھی اوس پار تھی
لڑائی رہی آٹھ دن وہاں
غرض توپ پل باندھنے پر چلی
پل [illegible] کیا
اور [illegible] سردار [illegible]

[illegible]
[illegible]
شکست و ظفر سب [illegible]
لکھا [illegible] نامہ [illegible] لکھا
گئے [illegible] لیکے خط [illegible]
ملی جب [illegible]
وہاں سے بڑا سوئی صاحب [illegible]
ندی اہلکاروں نے اوس [illegible]
تھا نے مگر اونکو انکار تھا
دلی ایک کو [illegible]
حضور ملک زادہ حاضر ہوئے
وہ ذی قدر کو ہا بھی تھا [illegible]
مگر دل میں کچھ اور گفتار کچھ
کیا بعد اقرار رخصت اوسے
یہاں تھوڑے عرصے میں [illegible]
کیا پھر گورنر نے سامان جنگ
ارادہ کیا گھاگھرا پار کا
تو تدبیر پل بر لب آب کی
مگر بھاگ جانیکو طیار تھے
بڑھی ناؤ پر فوج نصرانیان
دو جانب سے گولی [illegible] چلی
شتر [illegible] راستہ ہو گیا
چلی تیغ اون سے گرگھاٹ پر

پریشان ہوا لشکر حیدر سران | تعاقب مین تھی فوج والشوران
گریزان بھاگے بحال زبون | تن کشتہ سے بہ گئی جوی خون

رفتن ملکزادہ از بونڈی بسوی کوہ

عجب حال افراد عرزا ہوا | کہ حایل اوسے ایک دریا ہوا
پس پشت تھی انگریزی سپاہ | مگر موج دریا تھی پیش نگاہ
اس آفت مین ہر چند چھایا ہراس | نچھوڑی عنان سمند حواس
لب آبجو کاٹ کر زیر بند | سوارون نے دریا مین ڈالی سمند
گلے تک ہزا سوار تر ہو گیا | وہ دریا مگر تا کمر ہو گیا
سر فس گھوڑے پیرا کے وہ سب سوار | ہوئے قلزم زلبت سے ہمکنار
سنی شاہزادے نے جب یہ خبر | کہ فوج فرنگی ہے نزدیک تر
اوسی وقت رہوار پر وہ جری با | مع فوج بونڈی سے آگے بڑھا
گیا نانپارہ مین جا کر قیام | نگہبان رہے اہل لشکر تمام
وہ حبیب جو تھا خدا بخش خان | حفاظت مین تھا صورت پاسبان
پریشان تھی بیگم کی ساری سپاہ | کہ تھی متصل انگریزی سپاہ
نہ سویا کوئی رات کو ایک آن | نہ توڑا ہوا گل نہ اوتری کمان
نگہبان رہے سب پیادے سوار | کہ تھا خواب آرام مین ناگوار
ہوا جب سفید آسمان کہن | نمایان ہوئی صبح نکلی کرن
بہت تھا جو سب فوج کو ہراس | گئے متفق اہلکارون کے پاس
کہا سو رہو ہم رہے ہم مگر | کسی نے نہ لی کچھ ہماری خبر
ہٹائے نہ ہم مورچون سے قدم | نپائی غذا تو چلے آئے ہم
وہ بھوکے تھے کب اپنا اوٹھاتے ستم | مگر زخم شمشیر کھانے نہ تھے
ملکزادہ تھا اہل لشکر سے تنگ | کہ تھے سب وہ نامرد روباہ جنگ
شجاعان لندن بڑھے ناگہان | گریزان ہوا لشکر مفسدان

بہت تھے بزرگان عالی تبار
وہ لاکھہ آدمی تھے پیادہ سوار

ملے وہ سبھی اوٹھائی عنان
مگر تھا غبار سپہ میں نہان

غرض نانپارے تک تھا منزل ہی دور
سرِ تلسی پر گاؤن بھگوان پور

اوسی گاؤں میں جب ہوا دن تمام
بپا ہو گئے مثل گردون خیام

ہزاروں دکاندار ہمراہ تھے
بہت گنج بازار ہمراہ تھے

بپا تھی ہر اک جا سنگیرن کی پال
کوئی پال اوجلی تھی کوئی تھی لال

دکانیں تھیں ہر قسم کی صف بصف
کٹورے کھنکتے تھے چاروں طرف

میسر ہوا نصف شب کو طعام
غذا کھا کے سو سو رہے خاص و عام

نگہبان لشکر رہے ہوشیار
دکھسکے روند والے پیادی سوار

ہوئی چشم مہتاب جب مست خواب
کھلا صبحدم دیدۂ آفتاب

پہر دن چڑھے شاہزادی یہان
ہوئی مسند آرا بصد عز و شان

کھلے پردہ ہاے در بارگاہ
طلب ہو گئی سب سران سپاہ

سلام اہل دربار کا جب لیا
یہ ارشاد اون حاکمہ نے کیا

کہا حسن خان بہادر نے آج
کیا ہے طلب درد جان کا علاج

یہ کہتا ہے وہ ظالم ہوشمند
کہ میں تلسی پر کی گڑھی میں ہون بند

سواران لشکر بھی ہمراہ ہیں
مگر اسپ بے دانہ و کاہ میں

مقابل ہیں وان شیر ران فرنگ
اب آیا ہے نزدیک تر وقت جنگ

یہان آن دو تین افزا اگر ہوں حضور
تو ہو شمع بستی سے قلعے میں نور

یہ مضمون عرضی سنا جب تمام
کہا سب نے ہم آپکے ہیں غلام

اسی وقت سرکار اگر ہوں سوار
سواری سے پہلے چلیں جان نثار

رہا اوس جگہہ رات بھر تو قیام
ہوا صبح کو کوچ لادے خیام

گئے شام تک تلسی پر کے قریب
ہر اک سمت اوترے تلنگے نجیب

سواروں نے گھوڑے سے بند ہر جا بجا
وہ خیمے بپا ہو گئے جا بجا

وہان سے کئی کوس تھا وہ حصار
تا رشب کو لشکر رہا ہوشیار

غرض رات گذری ہوئی جب سحر
ہوا حکم یکسر سب نے باندھی کمر

یکایک گئے مخبر نیک خواہ
سراسیمہ سوئے دربار گاہ

کہے بہر مجرا وہ آقا پرست
کہا یہ کہ ناظم نے کھائی شکست

کیا آرہ نالا اوتر کر قیام
عمل مین ہے نیپال کے وہ مقام

سنی افسرون نے جو یہ داستان
کیا شاہزادی کی مان سے بیان

کہ اب کا مفر سا ہو لشکر تمام
گلریا مین جا کر ہو شب کو مقام

لب راپتی مورچے باندھ کر
لڑینگے فرنگی سے ہم بے خطر

یہ سنکر چلی شاہزادی کی مان
روانہ ہوئے سب وہ پیر و جوان

غرض دوسرے روز ہنگام شام
گلریا مین بیگم کے پہونچے خیام

ہوا عرصۂ زندگی سب کو تنگ
وہان بھی گئے ساتھ اہل فرنگ

گلریا سے تھا متصل اک مقام
سما تا نہین مگر مین جسکا نام

وہان تھے کئی ذیشرف ذی وقار
کیا تھا بہت کوٹ کو استوار

فرنگی نے گھیرا اوسے ناگہان
چلی توپ پیہم ہلا آسمان

گھٹا کی طرح فوج چھائی رہی
پہر دن چڑھے تک لڑائی رہی

غرض لڑتے لڑتے ہوا دن تمام
سر شام خالی ہوا وہ مقام

گڑہی سے نکل آئے نامرد جب
گئے شاہزادے کی خدمت مین سب

گئے اور گہ تھی جو اہل فرنگ
وہان بھی ہوئی تیسرے روز جنگ

ہٹے بزدلان ملکزادہ سب
ہوئے بیحال، جانیکو آمادہ سب

کیا جلد بیگم نے سکھپال مین
گئی جلد تر ملک نیپال مین

رئیس و فقیر و اسیر و سپاہ
گریزان ہوئے سب بحال تباہ

یہان جنگجو ہوئے سد راہ
مگر کس سے رک سکتی تھی وہ سپاہ

لب راپتی جا کے پہونچے خیام
تہ کوہ اوترا وہ لشکر تمام

برآمدن ملکزادہ بالاے کوہ مجہول

ملکزادہ ہو کر ادھر نجد ہم — طلب ہو گئے اہل خیل و حشم
دیا حکم اونہیں جاؤ لیکر سپاہ — کرو بند توپون سے دشمن کی راہ
نگہبان جو تھا تا نیپال کا — جواہر خزانہ اوسے کچھ دیا
کہا اوس سے رہنا مددگار تم — کہ ہو واقف راہ کہسار تم
رہا ایک ذیقعد لیکر سپاہ — چلا ذیکو گڑہ کی طرف ابن شاہ
کیا ٹھے پہاڑون کو جب صبح و قیام — ہوا کوہ پر تیسرے دن مقام
ہوا اوس جگہہ جایزہ فوج کا — وہین سیزدہ روز لشکر رہا
ہوا پھر جب چودہوین دن عیان — خبر ایک مخبر نے دی ناگہان
کہ نیپال کے راجہ کا بھائی سنجا — سنا ٹیکو لاتا ہے خط راجہ کا
ہوا اسطرح حکم فرزند شاہ — کہ طیار ہو سب ہماری سپاہ
ہوئی فوج آراستہ یک قلم — صف آرا ہوئے اہل خیل و حشم
لکھون فوج شہزادہ کا کیا شمار — کہ حد سے فزون تھے پیادے سوار
گیا ایک خیمہ ار فرزند شاہ — اوسے جا کے لایا سوے بارگاہ
بکثرت جو تھے لشکری و امیر — تعجب مین حیرت مین تھا وہ سفیر
پئے دید سنجہ اونسے پہرا ادھر — سوا فوج کے کچھ نہ آیا نظر
غرض تا در بارگہہ جب گیا — گرانباری رعب سے دب گیا
زمین بوس ہو کر بڑھایا قدم — ہوا شاہزادے کے مجرے کو خم
عجب شان اوس آن آئی نظر — خدا کی اوسے شان آئی نظر
سراپا ملکزادے کو دیکھ کر — تحیر سے کی اوسنے نیچے نظر
بہت چھا گیا رعب اقبال کا — گیا بھول وہ سلسلہ حال کا
تعجب سے تا دیر تکتا رہا — نہ کی بات جب تک کہ سکتا رہا
ادب سے سر خاک بوسہ دیا — غرض نذر دیکر لفافہ دیا

یہ ہاں شاہزادے نے خط لکھ لکھا
مگر محرم راز کچھ رہ گئے
غرض ہو گیا تخلیہ جب وہان
کہ تشریف لائے یہان جو حضور
قدم رنجہ فرمائے تا مکان
ملاذین جو منظور یہ بات ہو
دنا پہ تصور نہ فرمائے
غرض شاہزادے نے خط جب پڑہا
روانہ ہوا لیکے کوس و سپاہ
صعوبت اوٹھاتا گیا جابجا
چھٹے دن ہوا دو سرا کوہ طور
غرض تیس دن تک سحرگاہ و شام
ہوا اسطرح جب مہینا تمام
رہا ایک دو دن وہان ابن شاہ
وہان کے جو راجہ کا دیوان تھا
وہ تنہا ہوا باوپر سوار
سپاہ ملکزادہ کو دیکھکر
وہانسے ملکزادیکو یہ لکھا
یہان سے یہ فوج پھر جائے
پڑہا شاہزادے نے نامہ جب
ہوا جب وہ مضمون خط کا عیان
کہا ابن شاہ خوش اقبال نے
زیادہ ہے حد سے ہماری سپاہ

ہوا تخلیہ ہٹ گئے سب بشر
وفادار و دمساز کچھ رہ گئے
عیان یہ ہوا خط سے راز نہان
شرف مین ہوا کوہ یہ کوہ طور
کہ ہے سرزمین مکان آسمان
نہو جبتک یہ تو مدارات ہو
ہماری ضمانت سے ملیا رہے
ارادہ کیا خاص خیال کا
نئی تھی سر شام ہر خیمہ گاہ
نہ تھی سختی راہ کی انتہا
نظر آئی نادیدہ ہر ایک شے
کیا کوچ و نکو نوبت کو مقام
لب سہ کنین اب پہونچے خیام
اوترنے لگی تیسری دن سپاہ
اوسیکا سر کوہ فرمان تھا
گیا جانب لشکر تخت نشیں
تحیر مین وہ پھر گیا ابتو
کہ آنا مناسب نہین آیکا
قیام آپ جنگل مین فرمائے
نظر آئے سامان رنج و تعب
بزرگان لشکر ہوئے بدگمان
میکا و شگے حاکم کو خیال سے
او منہین رونددالین کی شکل گیا

وزیر ملکہ زادہ نے کہا
مناسب نہین یہ ارادہ تمھین
مناسب نہین کو ہیون سے بگاڑ
پس پشت آتی ہے فوج فرنگ
تو برسین گی دو سمت سے گولیان
مناسب ہے بٹول کو اب پھر چلو
کیا کوچ یہ کہکے دستور نے
وہ پھرنا قیامت سے کچھ کم نہ تھا
صعوبت پہاڑون مین تھی اسقدر
غرض بعد یکماہ پہونچے وہان
قضارا یہ دی مخبرون نے خبر
فرنگی سے اوسنے بھی کھائی شکست
بظاہر تو ہے خاطر ابن شاہ
ہوا یہ خبر سنکے سب کو ملال
کہ تمنے دغا کی یہ بے اشتباہ
کمک کے لئے تمسے اقرار تھا
قریب آگئی انگریزی سپاہ
غرض اوسنے خط کا لکہا یہ جواب
اگر حکم دیوان کا آئے گا
ہوا شاہزادے کو کچھ آسرا
قضارا فرنگی پڑے لیکے فوج
نگہبان جو تھے اہل خیل و حشم
کہا شاہزادے سے یہ پھر کے آہ

اگر ہو گا بد انجام اس بات کا
یہ کہتا ہے اب شاہزادہ تمھین
لڑائی دو جانب کی ہوگی یہان
اگر ہو گی نیپالیہ سے بھی جنگ
کہین تم نہ پاؤ گے جائے امان
یہان جنگ کا نام ہرگز نہ لو
بجا یا بگل نا گہ صور نے
بسر کیا کہ تیغو نہین بھی وہم تھا
کہ مرمر گئے بادپا و بشر
کہ تھا خیمہ بٹول مین پہلے جہان
کہ جو تھی سپہ حد نیپال پر
یہ کوہی بھی سب مین فرنگی پرست
تمھاری فرنگی سے ہے رسم و راہ
لکھا سرشکر کو بیگم نے حال
شریک عدو ہے تمھاری سپاہ
یہ کیا تھی خبر تم کروگے دغا
اعانت کو تمنے نہ بھیجی سپاہ
کہ لکھتا ہون دیوان کو مین شتاب
تو فدوی کمک جلد پہونچائیگا
ہر اک شخص دیکھا کیا راستا
وہ تھی فوج کثرت سے دریا کی موج
گئے پاس شہزادی کے پر الم
کہ نزدیک ہے انگریزی سپاہ

جرنیل احمد خان کہ سردار فوج فرنگ بود

ملک ... والی نیپال

ہو گی اگر اسکی تدبیر اب
ملکزادے نے جب سنی یہ خبر
لکہا سپہ لشکر کو خط دوسرا
دیا جا کے خط مرد ہشیار نے
یہ مضمون خط تہا تہین اب درنگ
تمہارے بہی گہر مین نپائی امان
جواب اوسنے خط کا لکہا اسطرح
ہمین اسقدر زور بازو نہین
ہمارا نہین اسمین کچہ اختیار
فقط آپکو ہو جو درکار امان
اتالیق و طفل و زن و ہمنشین
مگر جب کرے قصد ادہر ابن شاد
مع فوج اگر آئیگا یہان
غرض ہو چکی جب کتابت تمام
وہ نامہ جب اوس نامہ بر کو دیا
کہ بیگم جو آئین تو لانا یہان
سو بہ شاہزادہ پہرا نامہ بر
وہ خط پڑہ کے سبکو ہوا انحراف
ہوئی جمع خرد و کلان یکدگر
زنون کو روانہ کیا سوی کوہ
جدا ہو گئے جو کہ تہے ہوشمند
مگر ذیشرف ساتہ تہے پانچ چار

تو غفلت مین ہو جائینگی قتل سب
اسیرون سے کی مصلحت یکدگر
کوئی ذیشرف نامہ لیکر گیا
سنا نامہ غفلت سے سالار نے
کہ آسکے ہین نزدیک اہل فرنگ
امان بہی نپائی کمک تو کہان
کہ روکین فرنگی کو ہم کسطرح
وہ ہین جنگجو ہم جہانگیر نہین
فرنگی مین شاہنشہ و تاجدار
مع چند کس آپ آئین یہان
انہین لائیے کچہ قباحت نہین
یہ ہو حکم اوترجاے اپنی سپاہ
تو ہو گی لشکر کو جنگ گران
لفافہ کیا لکہ کے کاتب نے نام
اک ابنا ہی افسر روانہ کیا
خبر کو مگر پہلے آنا یہان
دیا خط زبانی سنائی خبر
کہ مضمون اقرار سے تہا خلاف
پس مشورہ سب نے باندہی کمر
ستم شہزادہ ذی شکوہ
اتالیق و استاد و احباب چند
گئی سپہ لشکر کی اہلکار

[illegible]
صف آرا ہوئے سب جو تھے نامدار
کہ سمجھول سے ہو جب آئے اہل فرنگ
وزیر بھی شہزادہ ہمراہ تھا
چپ و راست کے غول کا کیا اشارا
جو ازان قلب و یسار و یمین
بزرگان لشکر بھی تھے ہوشیار
میان جماعت جو سالار تھے
سمندون کو دوڑا کے تھے سوار
وہ گھوڑے سب آمادۂ جنگ تھے
دلیرانہ آگے بڑھی کچھ سپاہ
نظر آئے ناگاہ اہل فرنگ
چلی توپ پیہم وہ کارزار
دھوان توپ کا چھا گیا اسقدر
غرض توپ پیہم چلی دیر تک
سواران شہزادہ نامدار
عنان گرم کر کر کے پہونچے وہان
چلی اوس جگہہ اسقدر تیغ تیز
مگر تھے شجاعان لندن دلیر
کیا کام سنگین نے تیغ کا
ہوئے اونمین زخمی جو سنگین سے
سواروں کے گو ہاتھ مین تھی حسام
قدم سے سواروں کے چھوٹی رکاب

خبر دی یہ مخبر نے ایک آن مین
کرو جلد تدبیر و سامان جنگ
چپ و راست اوسنے جما یا پرا — نمونخان نامدار [illegible]
کہ تھی قلب مین فوج بارا ہزار
تھے آمادہ بہر دم دالبین
کمر بستہ سب تھے پئے کارزار
سرنگون سمندون پہ اسوار تھے
نگہ پر قدم تھے اسونور سے راہوار
سواران نامرد سے تنگ تھے
کہ فوج فرنگی سے ہو کینہ خواہ
چمکنے لگی رن مین شمشیر جنگ
صدا سے لرزنے لگے کوہسار
کہ پنہان ہوئے سب کو ہی سمجھا
بندھی تھی فلک تک دھوئین کی سر
گرجتے چلے مثل ابر بہار
صف آرا تھے مردان لندن جہان
کہ برہم ہوا لشکر انگریز
کیا حملہ یکبار مانند شیر
بھرا یا زمین خون نے دم بیشہ کا
اولٹ کر گرے خاک پر زین سے
سماتے تو چھٹتے میان نیام
ہوئی اونکو سنگین سے سیخ کباب

[illegible]
گرے کھا کے سنگین وہ منہ کے بل
نہ تھے استخوان انہا سے پیر و جوان
بدن چھد گئے چھار گئے پر تلے
نہ آئی او نہیں تاب جنگ گران
سو کوہ گھبرا کے بھاگے سوار
جہان کوہ پر جسنے پائی امان
جہان پہلے شہزادیکا خیمہ تھا
گئی پاس شہزادے کے سب سپاہ
ہوا جبکہ مہر کا جب ظہور
وہان تین دن تک نہ پائی رسد
سپہ حاکم کوہ کی سست بہ صفت
لگی تھین جو توپین بہت جابجا
اسیر ونکو ممکن نہوتی کچھ غذا
ہوست نہ سب ہو سکے تو باندھی کمر
سر کوہ حاکم کی تھی جو سپاہ
وہ سب فاقہ کش زندگی سو تھی تنگ
سر کوہ سالار لشکر جو تھا
کہے عازم جنگ ہو کہی سپاہ
اوسی وقت اوسنے رسالے بھیجی گی
بچھرا اوسنے یہ بیگم کو بھیجا پیام
[illegible] کو [illegible] مین آپ لشکر [illegible]
زیادہ [illegible] مین ازدحام

[illegible] اوٹھین بجلی تھی [illegible]
پڑی ضرب انگشت دست اجل
بدن مین وہ سنگین تھی استخوان
گرے سب وہ اسوار اوپر تلے
سوارون نے میدان سے پھیری عنان
پیادے تو پیچھے تھے آگے سوار
سمٹ کر گرا مثل برگ خزان
وہان انگریزون نے خیمہ کیا
پریشان و گریان بحال تباہ
وہان سے گئے سب سو ماہ [illegible]
سیاہی مین تھا مثل شب روز [illegible]
کھڑی تھی ہر اک کوہ پر ہر طرف
سر کوہ کا راستہ بند تھا
سپہ نے کئی روز فاقہ کیا
کسی راہ سے وہ بھاگے کوہ پر
لیا اوسکو ہاسلہ مین مانند ماہ
لیا عزم کوہ سے قصد جنگ
شاہ جنگجو ہی اوسنے یہ ماجرا
لڑائی بہت ہو گی پر اشتباہ
ملا سینو کھانا لڑائی تھی
[illegible] تکلیف ہو گی ولایت لاکلام
[illegible] پانچ سو آدمی ساتھ آئین
رہے ولو گرد مین عساکر تمام

یہ سنکر ہوا شاہزادہ سوار
اوسی رات کو بھیر ہوا ماجرا
کہا ہے تمہاری سے نامہ پیام
مناسب ہے قتل اوسکو کرو
جب امراؤ مرزا کو پہونچی خبر
تو فی کوٹ مین سب سی پہلے گیا
شتاب وہان بھی سے گئے بار سا
غرض وہ گرفتار اندوہ و یاس
کہا ورنہ فی قتل ہے یہ سیاہ
بہت پہلے پائین رہین درمیان
تو فی کوٹ کو اوسنے پہیری لگام

مع طفل و نسوان و خدمتگذار
بزرگان لشکر ہوئے ایک جا
کہ امراؤ مرزا کو ہے التیام
کہ آگے گئے سکو یہ جرأت نہو
سنے حفظ جان اوسنے باندہی کمر
ملکزادہ بعد اوسکے داخل ہوا
کہ تہی اونکو اوس بیگمہ کی تلاش
گیا جیب سکے دیوان حاکم کی پاس
مگر مین فرنگی کا ہون خیرخواہ
سند کچھ دکھائی تو پائی امان
رہا وہ پہنچنے تک اوسمین قیام

بردن مرزا مغل بجان بنارس ۱۲

حال اسیری جھو خان وغیرہ

جہاندیدہ دیوان نے بیشتر
کیے بہائی ملکزادہ نے
لیے خلعت ایک اوسکو گہوڑا دیا
سنو اوسکے افسر جو تہے فوج مین
بہت تہی وہان ناموافق ہوا
گئے لوگ ملک لقا کیطرف
نہ تہا کام بندوق تلوار کا
ہوا خاتمہ فوج بیمار کا
جنہین راز کہتے تہے لوگ اور جان
رہے زندہ جو صاحب احترام
علی حسب خواہش ملا ان حب اونہین

دیا شاہزادہ کو دعوت مین زر
پنہایا جواہر کا خلعت اوسے
جواہر کا گویا نگینا دیا
وہ بہتہ ننگست پہ جواہر اونہین
بہا جسنے پائی وہ شمشیرا ہوا
بنجہی فوج مین روز ماتم کی صدا
چلی تہی ہوا سنگے تیغ و تفنگ
گیا کام پانی سے تلوار کا
گئے وہ بہی سو ہی عالم شتا
اونہون نے فرنگی کو بہیجا پیام
گئے وہ شہنشاہ کی فوج مین

ملکزادہ تھا درمیان حصار
بہت دور شہر سے پیادہ و سوار

یہ دیوان حاکم نے بھیجا پیام
حضور ملکزادہ نیکنام

کہ فدوی کو کچھہ عرض کرنا ہے حال
یہان تک کوئی آئے وزیر بحال

یہ سنکر ہوا شاہزادہ سوار
لیے ساتھہ جو تھے پیادے سوار

وہ دیوان حاکم بھی سنکر خبر
گیا لینے شہزادی کو کوس بھر

زمین بوس ہوکر لشاکر گھر
ملکزادے کو لے گیا اپنے گھر

اوتارا مکان مین بعز و وقار
بٹھایا سر کرسی زرنگار

کہا شاہزادے سے اوسنے خطاب
کہ آگے بھی اکثر ہوئے انقلاب

پھر ایک سلطان سے جب فلک
تو کی دوسرے تاجور نے کمک

ہمارے نیاگان سے آگاہ ہو
جب آئے اودہر وہ کبھی سیر کو

سر کوہ جو واسطے ملک تھا
سپے نذر بے عذر حاضر ہوا

دیا ملک اوسنے سپے صیدگاہ
ملا اوسکو خلعت مع عز و جاہ

تمہارے لیے فخر کا ہے مقام
کہ ہم ہین اوسی نسل مین لاکلام

کنارہ کرو یا کرو تم مدد
کرو نام یا نیک یا نام بد

ملکزادہ یہ کہکے رخصت ہوا
مگر مرد دانا کوئی رہ گیا

کہا اوس سے دیوان حاکم نے حال
کہ ہمسے مدد کا ہے ملنا محال

فرنگی کی ہم کرچکے مین کمک
اونہین کی رفاقت مین ہین جان تک

اونھون نے دیا ہمکو گنج گران
کمک آپ کی ہمسے ہوگی کہان

البتہ ایک پروانہ مہری لکھا دو
اسی دم وزیر ملکزادہ کو

کہ وہ بڑھ سکے ناشے کو آئو یہان
سپہ کو وہین چھوڑ دیسے ہی جہان

رفیق ملکزادہ سنکر یہ حال
گیا پاس شہزادی کے پر ملال

سنا تھا جو کچھہ سب کیا وہ بیان
غم آگین ہوئی شاہزادی کی جان

پس شورہ جبر دل پر کیا
مع مہر بپروانہ لکھوا دیا

لکھا اور دستور کو خط نہاں
کہ ہر گز

کیا تھا جو نامہ اوسے پیشتر
وہ خط پڑہ اوسے کیا تہا سفر

مگر خط حقیق نہ پہونچا اوسے
قضا نے بلا مین پہنسایا اوسے

کہ بہول سے جب وہ روانہ ہوا
کیا قصد اوسنے نئے کوٹ کا

نہ تھی اوسکے ہمراہ فوج کثیر
مگر ساتھ تہے چند برنا و پیر

قضا را کمین گاہ مین قرب راہ
یہان حاکم کوہ کی تہی سپاہ

گیا ناگہاں جب وہاں تک وزیر
مع چند کس ہو گیا وہ اسیر

یہ دیوان حاکم کو پہونچی خبر
کہ دستور سے لے لی تیغ و سپر

سپہ ساتھ لیکر ہوا وہ سوار
مع انگریزان صاحب وقار

سپاہ مخالف سے جا کر کہا
کہ اب زور کا خاتمہ ہو گیا

اگر دیوو شمشیر و تیر و کمان
دلادین فرنگی سے تمکو امان

نہین تو اب اور آگے پچتاؤ گے
جہنم کو سیدہے چلے جاؤگے

دیا فوج کے افسرون نے جواب
کہ وعدے سے اپنے آپکے پہیتاب

نہین اعتبار آپکی بات کا
کہ بانی ہے اپنے دغا پر دغا

امان انگریزون سے کیا پائینگے
یہان سے کہین ہم چلے جائینگے

یہ کہکر چلے وہ پیادے سوار
کم و بیش تہے آدمی تین ہزار

لیا راستہ سب نے کشمیر کا
کیا ایک سے خانہ زنجیر کا

پہنسی جب بلا مین زن نابکار
ہوا حکم بیگم کی خدمت مین جاؤ

حال کشتہ شدن رانا بینی مادہو سنگہ شنکرپوری

وہ دیوان حاکم وہاں سے بہرا
لیا دیو گڈہ کیطرف راستا

جہان بینی مادہو کی تہی خیمہ گاہ
گئے جب وہان کو یہی کینہ خواہ

تو اوسنے یہ رانا کو بہیجا پیام
کہ لازم ہے ہمکو یہی اب التیام

تم اب اپنے گہر جا کے آباد ہو
غم و رنج و آفت سے آزاد ہو

کہا سبکے رانا نے اب گھر کہاں
فقط چاہیے دو گھڑی کی اماں

ملی جب درخواست مہلت اوسے
غنیمت ہوئی اوتنی فرصت اوسے

زر و سیم سب اوسنے یکجا کیا
خوانین سے زیور اوتروا لیا

بیجا کر او نہین دامن کوہ مین
کہا اب کرو صبر تم سب یہین

تمہین بھی ہے لازم رفاقت کا پاس
جو فرما ہی تو جائے بیگم کے پاس

غرض عورتون سے وہ رخصت ہوا
سوار سمند شجاعت ہوا

جوانون کو اپنے صف آرا کیا
سو گوہر و زر انثار کیا

کہ جسکو زر و سیم درکار ہے
وہ لیجائے حاضر یہ انبار ہے

نہو سیم و زر جسکے دل کو قبول
کرے گنج نام آوری وہ حصول

سنا سب رفیقون نے جب یہ کلام
کہا مال و زر سے نہین ہمکو کام

مگر اونمین دو تھے طلبگار زر
لیا گنج زر وہ گئے اپنے گھر

رہے ساتھہ دو سو چہل اور ہشت
رہ جان دہی سے نہ کی بازگشت

غرض مرنے والون نے باندہی کمر
اوٹھائی سر دوش تیغ و سپر

سپاہی تھے دیوان کے دو ہزار
فرنگی کے بہی تھے پیادے سوار

مقابل ہوئی دو طرف سے سپاہ
چلی توپ پہلے سر رزمگاہ

زیادہ تھے گو ہی وہ ہندی تھے کم
مگر اس کمی پر کیا یہ ستم

وہ توپون سے گولے اوڑے بیشتر
وہ باقی مگر جا پڑے توپ پر

لگی توپ چلنے سر کوہسار
گرے کچھ پیادے گرے کچھ سوار

ہوا تھا جو ابر اجل خون فشان
وہ تیغین نہ تھین بلکہ تھین بجلیان

کٹین گردنین اکثر گرے بیشتر
سوارون کی رانین پیادون کے سر

اجل کو تماشا کہ بہت قتل کیا
شفق کیطرح رنگ مقتل کیا

غرض یون لڑی بڑہ کی تہوڑی سپاہ
کہ دیوان حاکم کی بہاگی سپاہ

گئے دور تک ہندیان دلیر
تہا تب مین بہاگو کی مانند شیر

اک افسر سپہ کر سی باغ پہ
ہوا رانا صاحب کا مشتعل وہ باغ
گری خاک پر رانا صاحب جہان
بہت رانا صاحب کی تحسین کی
کیا ہر طرف اوسکو اس جرم پر
رہا شب کو دیوان حاکم وہان
روانہ وہ منزل بمنزل ہوا
وزیر ملک زادہ محبوس تھا
وہ دیوان سے عذر کرتا رہا
نہ کی دوستی کار دشمن کیا
اسیر نصاری ہوئے بیگمان
غرض یہ بکھیڑا جو طے ہو گیا
کہ ثابت نہین کچھہ خطا آپ کی
نہین ہمکو اس جرم کا کچھہ خیال
ملکزادے ہیں ہم نہین کہتے خواہ
ہو بدخواہ و بدکار ہے بدسرشت
مگر اب قسم کہا کے کہتے ہین ہم
پس و پیش دلمین نہ فرمایئے
وطن مین ہو منظور رہنا اگر
اگر قصد ہو جانب بادشاہ
دیئے جائینگے گانون بہی پانچ چار
نہو گا کبھی مخبر شہزادہ کم
مگر شاہزادہ رہیگا جہان

تفنگوں سے توپون سے [illegible]
وہین زندگی کا ہوا گل چراغ
پہر آیا وہ دیوان حاکم وہان
دغا پیشہ کو سخت نفرین کی
پس قید اوسکا کیا ضبط گہر
سحرگاہ ہیٹوں کو پہیری عنان
غرض جا کے ہیٹوں مین داخل ہوا
رہائی سے بیچارہ مایوس تہا
مگر اوسنے اوسکا تمانا کیا
سپرد شجاعان لندن کیا
وزیر ملک زادہ اور ایک خان
فرنگی کو بیگم نے نامہ لکھا
سبب بد ہی تقصیر کیا آپ کی
کہ فرزندوں کو کیا عورتوں سے وبال
کہ وہ خردسالی سے ہے بیگناہ
ہوئی اونکو تعزیر اعمال زشت
کہ تمسے نہ پہونچین گے رنج والم
مع شاہزادہ چلی آیئے
تو رستے وہین شوق سے بیخطر
تو کلکتے کی لیجئے آپ راہ
روپے ہر مہینے مین تیرا ہزار
بشان شہان دینگے تعظیم ہم
ہمارا بہی پہرا رہیگا وہان

جو ہوگا کبھی شاہزادہ سوار
ہماری طرف سے ہون نوکر تمام
یہ باتین ہون منظور اگر آپ کو
جو منظور خاطر نہو یہ پیام
نوشتہ گیا جب حضور جناب
کہ منظور تنخواہ ہمکو نہین
خدا ہے مددگار ہر حال مین
نہین ہمکو ارمان شہر و دیار
سنہ و مصر مین روشنی اب نہین
فرنگی کو جبدم یہ پہونچا جواب
کہ بیگم کو بہلا سکے سکہیال مین
نہ تہی اور بیگم کی کچہہ التجا
وہان کی تباہی جو بیگم نے راہ
ہوئی ناگہان بانگ کوس رحیل
سواری مین تہے چار خواجہ سرا
کئی تہے خواص اور خادم سکے
پرانی نئی عورتین بہی جو تہین
کئی روز مین طے ہوا جب سفر
سر کوہ جو واسطے ملک تہا
زیادہ کی تعظیم اوسنے ہر آن
ضیافت دیتا ہی پانچ نوکر دئے
ملکزادے نے بہی بہت کچہہ دیا
یہ امرا و مرزا سے ہا ئی خبر

سجایگا تاک سے پا جو عیار
نہ جانے کہین خطرہ آسکے بپام
تو منظور ہی شرط پر مہر ہو
تو ہمکو نہین شاہزادے سے کام
لکہا اسکے نامے کو اوسنے جواب
گوارا ہے تا زیست رہنا یہین
رہینگے ہم اب ملک نیپال مین
نہین عہدنامے پہ اب اعتبار
نئے عہدنامے کا کیا ہو یقین
کسیکو دیا حکم اوسنے شتاب
اسی وقت لیجاؤ نیپال مین
مگر تہی بہت خواہش کربلا
چلی سوئی نیپال بہر پناہ
چلے چاردہ بادپا ہفت فیل
خداوند عالم کا تہا آسرا
غرض ہم سفر تہے ملازم سبہی
رفاقت مین ہمراہ وہ سب گئین
تو خیمہ ہوا کوہ نیپال پر
ملکزادے کو آکے دیدے گیا
دیا شاہزادے کو عمدہ مکان
دئے بیل دو چار گہوڑے دئے
گزارا ہے خلعت عنایت کیا
اب آگے نہین کچہہ وہ انکی خبر

زفت مین جتنے تھے اہل دغا
اونہیں اوس سفر میں تھا اختیار

فرنگی کی مرضی نہ تھی ساتھ جائین
سنے کوٹ سے لکھنو کو پھر آئین

غرض کوٹ مین تھا بہت ازدحام
اترنے لگے کوہ سے خاص و عام

فرنگی نے دی یون ندا و امان
کہ اب امن ہے پھر واماندگان

وہ حاضر ہو جو چاہتا ہو پناہ
سپاہ و رعایا کے بخشے گناہ

یہ سن سنکے حاضر ہوئے مرد و زن
گئے قتل زن وہ جو تھے تیغ زن

سپاہی کے گھر کا پتا لکھ لیا
لئے سب سے ہتھیار رخصت کیا

حال آمدن گورنر بہ لکھنو و ملازمت جملہ رئیسان وحقیقت سپرد محمد علیخان

غرض ہو گئی جب لڑائی تمام
کیا انگریزون نے خوب اہتمام

ہوا ہر جگہ اسطرح بندوبست
کہ آئی خم و پیکر پر شکست

گہا زور دست ستم پیشگان
قوی ہو گئی بازوے ناتوان

ملی داد یون اہل انجیل سے
کہ چینوٹنٹی بھی دبتی نہین فیل سے

مسافر کے حافظ ہوئے راہزن
مجاور بنے تھے جو دزد کفن

یہ ہے عدل کہتے ہین انصاف اسے
کہ مان ڈرتی ہے گریۂ طفل سے

مہموس ہے یون عدل سی ہمگین
کہ سیماب کو مار سکتا نہین

رعایا نے آرام پایا بہت
ہزارون نے انعام پایا بہت

ہوئی ملک مین چھاونی ہر طرف
سڑک کنکرون کی بنی ہر طرف

بسین بستیان گھر بنے چار سو
پھر آباد کچھ کچھ ہوا لکھنو

جو مفسد تھے محبوس زندان ہوئے
جو قاتل تھے گورون کی بیجان ہوئے

ہوئی صاف دو چار شاہی مکان
گورنر بھی داخل ہوا ناگہان

یہان تک تھی ہمراہ اوسکے سپاہ
کہ ملتی نہ تھی شتریون تک گیاہ

یہ کثرت بھی تھی اوسکی آگے قلیل
کہ تھے بارکش بوجھ اوٹھانیکو فیل

یہ تھی کثرت اسپ و گاؤ و شتر
کہ چیونٹی کو دشوار تھی رہگذر

گئے لیکے نذرین سرانِ جہان
بآئین شاہان عنایات کی
بہت شاہزادونکو دین نعمتین
زر اہل وثیقہ کو اتنا دیا
جو راجو نمین دس بیس تھے خیرخواہ
کیا شاد جاگیر و انعام سے
سپاہی کو رتبہ دیا زر دیا
ہوا میر واجد علی سر بلند
لقب حاکمون نے دیا خیرخواہ
ملکزادیکا جب زمانہ ہوا
گئے خیرخواہی کے سب اوٹھتے کام
مگر جب تلنگون نے بیداد کی
ہوا ظلم و بدعت سے اوسکو ملال
بظاہر رہا حاضر بارگاہ
بہت اوسکو انجام کا تھا خیال
خردمند تھا اور تھا ہوشمند
نہ تھا اختیار اہل بیداد پر
گئے قید ہوکر کچھ اہل نگر
ہوسکے جو پیاسے تھے بیدادگر
ارادہ اوسی دم کیا قتل کا
کہ قیدی یہ مجبور و ناچار ہین
تامل ذرا چاہیے قتل مین
کہا شاہزادی کی مان سے حال

حضور و زیر فلک آستان
زبان نذیان سے کچھ بات کی
شریک اسکا عذر جو نہ تھے جنگ مین
کہ فرد عنایت کو دفتر کیا
دیے اونکو خلعت مع عز و جاہ
زیادہ دیا خاص کو عام سے
کمیدان ایک ایک کو کردیا
کہ تھا خیرخواہو نمین وہ ہوشمند
مگر پہلے تھا وہ نکو ارشاد
سپرد اوسکو دیوانخانہ ہوا
رہا اہل دربار مین نیکنام
غریبون یتیمون سے فریاد کی
وہ سمجھا ترقی کو ہوگا زوال
نہانی فرنگی سے کی رسم و راہ
فرنگی کو لکھتا رہا روز حال
ہوا کار دانشوری دل پسند
نہین تو نہ ہوتا فساد اسقدر
حضور ملکزادہ ہنگام جنگ
ہوئے شاد قیدی او نہین دیکھکر
مگر میر واجد علی نے کہا
یہ ہین بیگنہ یا گنہگار ہین
کر احوال کچھ پوچھنا ہے ہمین
نہین بیسبب خون مردم حلال

عمر ز فرنگی مین ذیجاہ ہین
ذرا چاہیئے خوف قہر الٰہ
یہ گویا ہوئی شاہزادی کی ماں
ملی جب اونہین قاتلون سے پناہ
کئی عورتین اون اسیرونمین تہین
رہے قید وہ سب میان مکان
کئی روز کے بعد اہل فساد
کہا ہم نچہوڑینگے زندہ انہین
نہ مانینگے ہم حکم سرکار کا
بہت عذر کرتا رہا خیر خواہ
غرض لاکے محبس سے میدان مین
نہ کرتا اگر کوششین خیر خواہ
جب اوسنے اجل سے بچایا اونہین
یہ احسان پر احسان زیادہ کیا
سوا اسکے اوسنے کیا اور کام
جب آئے تہے حملے کو اہل فرنگ
نہوتا اگر درمیان خیر خواہ
در آنا مکانون مین دشوار تھا
کئے تھے جو اوس وقت مین کار چند
حق خیر خواہی مین رتبہ دیا
سوا اسکے مکان زر و یا نجیاب
غرض اسطرح سب کی توقیر کی
کیا بیشتر حاکمون نے کرم

گرفتار زندان درگاہ ہین
کہ قیدی ہین بیکس و بے گناہ
جو ہین بیگنہ تو اونہین دو امان
رہا اونکی خدمت مین وہ خیر خواہ
مہ چاردہ رشک گل ناز نین
وہ صاحب کئی وہ کئی بی بیان
پہر آئے علم کرکے تیغ غضب
بہت سے اسیرون سے کہتا تہا ہمین
نہین زور ہے اپنی تلوار کا
نہ دی غیر زن صاحبون کو پناہ
کیا قتل مردونکو ایک آن مین
تو وہ عورتین بہی نہ پاتین پناہ
اسیری سے بہی پہر چہڑایا اونہین
اونہین قوم تک اونکی پہونچا دیا
زمانے مین جس سے ہوا نیکنام
سو قیصر ہی باغ ہنگام جنگ
تو ملتی بمشکل فرنگی کو راہ
ہوا باعث فتح وہ رہنما
وہ کام آئے سب حاکمونکو پسند
زر بیحد کا مہیا کیا
دیا میر واجد علیخان خطاب
عنایت ہزارون کو جاگیر دی
دیا خیر خواہونکو گنج درم

رعایا بہت شادماں ہوگئی / پس جنگ ہتول امان ہوگئی
اودہ کا تو قصہ بیان ہوچکا / سناؤن اب احوال کلکتے کا

داستان رہائی یافتن سلطان عالم از قلعہ کلکتہ و رسیدن نوید با اہل وطن

کہان ہی تو اے ساقی بحر / ذرا آج میخانے کی لے خبر
کہ خم جوش کہاتے ہین کیون اسقدر / سبو پہولے جاتے ہین کیون اسقدر
صراحی لگاتی ہے کیون قہقہے / نہین ہوتے ہمسر جو جب یون قہقہے
دل افروز کیون آج میخانہ ہی / پیالے کی کیون چال مستانہ ہے
خوشی یہ سمجہہ مین کچہہ آتی نہین / پیالے مین کیون می سماتی نہین
بجاتے ہین دف آج سب کس لئے / تہرکتی ہے بنت العنب کس لئے
نسیم سحر ناز کرتی ہے کیون / عروس گلستان سنورتی ہی کیون
قلمرو مین جب ہوگیا انتظام / ہوا کام سب مفسدون کا تمام
جو خودسر تہے ملک اودہ کی سو / ہوئی گوشمالی انہین جابجا
سنا ملک ہندوستان سے خلل / بدستور سابق ہوا پہر عمل
گورنر نے فرمان دیا ناگہان / برآمد ہون قلعے سے شاہ زمان
یہ سلطان عالم کو بہیجا پیام / کہ تکلیف سے شاہ کو لا کلام
نہین گو اذیت میان حصار / مگر حبس کا نام ہے ناگوار
اوسی باغ مین شاہ ہون جلوہ گر / جہان رونق افروز تہے پیشتر
پہونچتے مین ذی مرتبہ پانچ چار / کہ لیجائین شہ کو بعز و وقار
غرض سب کو جب یہ خبر ہوگئی / جو سوکہی تہی وہ شاخ تر ہوگئی
چلے باغ سے بادشہ کے ندیم / گئی باد صرصر تو آئی نسیم
ہوئے سب مکانداروں کا چیت / جو بیمار تہے وہ ہوئے تندرست
ہوئی مستعد کام پر اہلکار / مکانون نہین ہرشے سے جہاڑا غبار
لگا بایا گیا منگا گاؤ سے / ہوا صحن سیراب چہڑکاؤ سے

یکایک جو محلوں کو پہونچی خبر
کیا سجدہ حضرت کو بے صبر یا
پڑی نول [illegible] کو داغ رنج و ملال
پس شکر معبود تعجیل کی
ہر اک حور پیکر پری بن گئی
گندھا سر تو موباف میں بل ہوا
سکے زیب تن پیرہن زر نگار
ہوئے ایسے خواجہ سرا دست بند
دم خندہ با چھین کھلیں کان تک
غرض ہو گئیں دور دل تنگیاں
لب بام نقارہ نے دی صدا
وہ اوتنا ہی عرصہ بہت شاق تھا
کسی کی سڑک کی طرف تھی نظر
چلی توپ ناگہہ میان حصار
زیارت کو سب اہل شہر آ گئے
سڑک پر تھے گورے بے اہتمام
فرنگی فراوان تھے گورے کثیر
بصد شان و شوکت بصد کر و فر
دو رویہ جواہر لٹاتے چلے
یہ بندل فراوان سے ظاہر ہوا
سواری نکل آئی میدان میں
زیادہ ہوئی سرخی روی گل
ہوا غل سواری گئی باغ میں

سے بے شکر [illegible]
کیا تو نے کرم [illegible]
مگر خوش کیا تو نے بندوں کو سال
کیا شانہ پوشاک تبدیل کی
کہاری تہا دو سکے بن ٹھن گئی
مسی ملکے سخت دہو کے کاجل ہوا
کئے سب نے سو سو طرح سے سنگار
کہ لوٹے تراشے قبا و ونکے بند
ہنسی پاک لب سے گریبان تک
لگی چہچہے ہر سمت سارنگیان
مبارک ہو محلوں کو دن آج کا
کہ جو تھا وہ حضرت کا مشتاق تھا
کسی نے کہا کوئی لاوے خبر
کہا سب نے حضرت ہوئے اب سوار
ہزاروں گدا ہاتھ پھیلائے تھے
چپ و راست تھے دور تک خاص و عام
سواری میں سب تھے امیر و وزیر
چلے سوئے گلشن شہ داد گر
جمال مبارک دکھاتے چلے
کہ کلکتہ کا ان جو اہر ہوا
گئی تا در باغ ایک آن میں
بڑہی شاہ کے لینے کو بوی گل
کہ باد بہاری گئی باغ میں

گئے قصر مین شاہ عالی مقام
لیے نذر حاضر ہوئے خاص و عام

ملک رونق افروز مسند ہوئے
تصدق دُر و لعل بیحد ہوئے

زہے بخشش شاہ عالیجناب
دیئے خلعت ایک ایک کو بے حساب

گذرنے لگی نذر ہر خاص و عام
لٹانے لگے سیم و زر خاص و عام

درم نذر لائے نجوم سپہر
دکھایا فلک نے بھی دینار مہر

شگفتہ دل مرد و زن ہو گئے
تر و تازہ نخل چمن ہو گئے

بہار چمن رقص کرنے لگی
صبا نقش گلزار بھرنے لگی

خزان دیدہ پتا گل تر ہوا
دماغ عنادل معطر ہوا

خوش آواز شہنا کی آنے لگی
ظفر کوس نصرت بجانے لگی

ہوا پھر مجلس بڑا اہتمام
لہکنے لگی دیگ نذر امام

دماغون مین بوئی گل تر گئی
خزان اوس چمن سے سفر کر گئی

توقع پس یاس پیدا ہوئی
گلون مین بھی بو باس پیدا ہوئی

دلونسے مٹے داغ اندوہ و رنج
ہوئے طایر بوستان نغمہ سنج

جب اہل وطن کو ہوئی یہ خبر
کہ زندان سے یوسف گیا اپنے گھر

خبر مین بھی تاثیر شربت ہوئی
کہ سنکر مریضون کو صحت ہوئی

سنائی جو سو کو خبر ایک نے
کیا سجدۂ شکر ہر ایک نے

محل تھے جو شہ کے میان وطن
ہوئے شاد وہ بعد رنج و محن

اونہون نے کیا شاعرونکو بہم
پئے شاہ لکھوائے خط یکقلم

ہوئی شاعرون کی بڑی منزلت
لکھے نظم مین نامۂ تہنیت

حقیقت، جو موزون ہوئی بھیجدی
رہائی کی تاریخ بھی بھیجدی

گئے خط جو ازواج ذیجاہ کے
لفافے کھلے سامنے شاہ کے

پڑھے شہ نے یکدست امی شتاب
لکھے یک قلم سب کے موزون جواب

ہوئی خط سے شیرین بیانی عیان
لگین چاٹنے حرف کو مکھیان

غرض بعد تحریر شوق وصال / روانہ کئے خط مع گنج ومال
صلہ بھیر تا ریگلو تو دیا / ہر اک کا دہیا بقدر دیا
مدد تو مورخ نے اکثر گئے / صلہ حبیب ملا گوہر وزر گئے
دل شہ مین تھی حب اہل وطن / کہ بھیجا بہت زر پئے ہر دوزن
لگے ہو وطن الفت شاہ مین / محل بھی گئے خدمت شاہ مین

کہا یہ مورخ نے شکر الہ
چھٹے رنج زندان و محبس سے شاہ

حال رجہان گذشتن مادر و برادر حضرت سلطان عالم و نواب زمانہ مرزا ولیعہد از لندن

پلا ساقیا مجکو جام شراب / کہ پہونچی ہے اب خاتمے پر کتاب
مجھے اور درکار ہے ایک جام / پلا دے پلا دے پئے اختتام
گئے تھے جو لندن کو عالیوقار / برادر پسر مادر شہریار
خطون سے یہ احوال اونکا کھلا / کہ پہونچا جو لندن مین وہ قافلا
ہوئی رسم سب سے کئی ماہ مین / گئے بارگاہ شہنشاہ مین
عجب شان درگاہ آئی نظر / زمین بھی فلک جاہ آئی نظر
سپہر برین آستان بوس ہے / فرشتہ نوازندہ کوس ہے
بتا وہ مکانون کی ہے چھت بلند / مثال فلک ہے عمارت بلند
بزرگی مین ہے کاہ مانند کوہ / مگر کوہ سے ہے زیادہ شکوہ
علم وہ ضیا بار لشکر مین ہے / کہ جسکی چمک ہفت کشور مین ہے
سب ارکان دولت ہین عالیجناب / فریدون کوئی کوئی افراسیاب
کبھی دادرس ہین وہ فتیح کبھی / انوشیروان گاہ رستم کبھی
حوالے ہین اون سب کے کار سترگ / خردمند ہین خرد عاقل بزرگ
شہنشہ کے اقبال کا زور ہے / صدا کوس کی رعد کا شور ہے
خدا کا ہے سایہ شہنشاہ پر / نشیمن ہما کا ہے درگاہ پر

غرض جب وہ ہر ایک ذیشان لیا — حضور شہنشاہ و کشور رسا
دیے پیشکش میں جواہر خوش آب — زمرد گہر لعل سب لاجواب
شہنشہ نے تحفے پذیرا کیے — گرانمایہ شاہانہ خلعت دیے
تسلی دے داد یابی ہوئی — مگر کچھ دنوں میں خرابی ہوئی
کہ ہندوستان میں ہوا انقلاب — وہاں دادخواہوں نے پایا جواب
ادہر کشور ہند میں تھا فساد — گرفتار ادہر تھے طلبگار داد
تردد میں تھے عاقلان فرنگ — مسافر وہ تھے زندگانی سے تنگ
اجل پر کسیکا نہیں اختیار — گدا ہو کہ ہو شاہ عالی وقار
مرض مادر شہ کو کوئی ہوا — پیام آگیا ناگہاں موت کا
روانہ ہوئی روح سوئے جنان — گیا تا فلک شور اہل فغان
جنازے کے ہمراہ پوتا گیا — پسر ماں کے ماتم میں روتا گیا
پس دفن بھی جان کھو یا گئی — وہ مادر کو دادی کو رویا کیے
وہ دونوں تھے گو مبتلائے الم — مگر تھا پسر کو بہت ماں کا غم
جگر ناوک رنج سے چھن گیا — رہا داغ مادر مرض بن گیا
طبیبوں نے سو سو طرح کی دوا — بچھوڑا مرض نے نہ پائی شفا
گیا وہ بھی ہستی سے سوئے عدم — نہ چھوڑے پس مرگ ماں کے قدم
اجل نے سلایا زمیں پر اوسے — ملا پہلوئے گور مادر اوسے
زمین دونوں کا مقبرہ بن گیا — خبر سنکے تاریخگو نے کہا

مجھے شک ہے شعبان و شوال میں
قضا دو کو یوں لیگئی سال میں

سنا کشور ہند سے جب فساد — ولیعہد تنہا پھرے نامراد
کہا آکے سب حال ماں باپ سے — ملے بعد شہ نسل ماں باپ سے
سنائی ستی شاہ نے غم — الم بھائی کا ماں کا ماتم کیا

ہمہ تو دستے سب وابستہ ہوئی — دل افسردہ پہر بزم عشرت ہوئی
تہ سیاہ جو پہر مشتر کو آیا خیال — وہ حسن سے طلب ہو شادی کو ل
سخاوت مین یون دست والا رہا — کہ حاتم سے بہی بول بالا رہا
الہی سدا مست رہین بادشاہ — جہانتاب جب تک رہین مہر و ماہ
تہ حکم سلطان ہو روئے زمین — ملین شاہ کو تخت و تاج و نگین
یہی سنے جس روز تک یہ کتاب — اوسی باغ مین تہے سلیمان جناب
اب آگے نہین علم ہوتا ہے کیا — لکہونگا مگر مین جو زندہ رہا
یہان تک تو معلوم تہا ای صغیر — جو دیکہا سنا وہ لکہا اے صغیر

حال خواب مصنف کتاب

سناؤن کچہ احوال اب خواب کا — کہ چکا ہے دیباچے مین تذکرا
نظر آئی مجکو بڑی بارگاہ — بزرگی مین تھی مثل عرش اله
وہ سب لعل و یاقوت کا تہا مکان — چمن اوسمین تہے رشک باغ جنان
پس دید ایوان و سیر چمن — سوے صدر آئے نظر انجمن
ستارے سے تہے سب ایک ماہ مبین — وہ سب تہے پس و پیش مسند نشین
حقیقت مین وہ نور یزدان تہے سب — مگر ایک درویش تھا باادب
وہ تھا خادم صاحب بارگاہ — وہ تہا مہر ابر گلیم سیاہ
جہکا لب فرش بہر سلام — یہ بولا وہ درویش عالیمقام
کہ ہے کس لئے اسقدر اضطراب — محبت سے ہے تجہے صدمۂ انقلاب
بلائین گے اوسکو پس چند سال — کہ کٹ جائینگے جس سے رنج و ملال
مگر تو کوئی تحفہ تیار کر — کہ ہو وہ وسیلہ برائے خبر
سنا یہ تو بیدار مین ہو گیا — یہ ارشاد سنکر خوشی ا ہو گیا
یہی مثنوی سنے تا چار سال — لکہا پہر تحقیق تہم تہم کے حال
عیان ہے سکے حال تقدیر کا — مگر منتظر ہو نہین تعبیر کا

وہ تاریخی آغاز میں نام ہے — طبع تازہ یہ تاریخ اتمام ہے
وطن کی ہے چھوٹی ہوئی سرزمین — کئی سال سے ہو گئیں صحرانشین
نہیں دل کو ہے لکھنؤ کے قرار — کہ یاد آتے ہیں آشنا دوست یار
بیابان میں ہمجنس اپنے کہاں — مگر ہمنشین ہے غم دوستان
سناؤں کسے داستان سخن — یہاں کون ہے قدردان سخن
شب و روز فریاد ہے آہ ہے — خدا دل کی حالت سے آگاہ ہے
یہی پنجگانہ ہے اب تو دعا — کہ پہونچا دے پھر لکھنؤ میں خدا
ہوا دشت میں اختتام سخن — روانہ کرون اوسکو سوی وطن
مگر یہ دعا مانگ اب اے صغیر — کہ ہے تو دریچشن کا نقشیر
کہ خار خطائے سخن پھول ہو — یہ گلدستہ نظم مقبول ہو

خطاپوش کا بول بالا رہے
مگر روی بدخواہ کالا رہے

تاریخ تصنیف فخر الاساتذہ تدبیر الدولہ بہادر سید مظفر علی اسیر

نامہ بر آورد ز دست صغیر — نامہ بہیجید بنام اسیر
صورت الفاظ فزائے چمن — معنی او نکہت مشک ختن
بود رقم مثنوی گفتہ ام — گوہر نایاب سخن سفتہ ام
نسبت در و حال جہان خراب — آنچہ گذشت است درین انقلاب
نیز در و خواہش تاریخ بود — الفت دیرینہ ازو رو نمود

گفت دلم مصرعۂ تاریخ سال
واہ عجب مثنوی بے مثال

تاریخ تصنیف امراؤ مرزا متخلص بہ مرزا

عجب مثنوی نظم کردہ صغیر — کہ سرور گرفتہ بہر شیخ و رند
چو شد فکر مرزا بتاریخ سال — ندا داد ہاتف تو تاریخ ہند

تاریخ از آغا حیدر افسون

زہی مثنوی از صغیر سخنور — کہ مشتاق اشعار او ہست عالم
رقم مصرع سال افسون نمودم — دریار تاریخ کاہے جگر شد فراہم
[illegible]

تاریخ از امیر علیخان ہلال

صغیر سخنور نے ابتدا سے — مفصل لکھی گردش چرخ دوار
سیاہی مین ہے تیرہ روزی عالم — تو سرخی مین ہے اشک چشمان خونبار
عجب مثنوی نظم کی ہے یہ سچی — حقیقت مین موزونی اسکی ہے ہموار
بس اعجاز ہے شاعری یہ نہین ہے — صداقت سے مملو ہین سب اسکی اشعار
نہین شائبہ کذب کا اسمین ہرگز — صفا مین اظہر ہین سب مہر انوار
کہ احوال ہین اسمین سب چشم دیدہ — کسیکو نہین اسکی صحت مین انکار
گذرجاے شاہ اودہ کی نظر سے — خدا سے یہی ہے دعا اسکی ہر بار
تو تاریخ ہندای ہلال اسکو کہیے — اگر اسم تاریخی اسکا ہے درکار
تمامی کی بہی سال الہہ حیرت افزا — عجایب ہین سلطان عالم کے اخبار
[illegible]

تاریخ از سید کاظم حسین تنویر

اسکے رتبے فکرت بلند صغیر — شاعری سکے ہین لازم و ملزوم
کارنامہ یہ شاہنامہ کہا — یا یہ تاریخ ہند کی مرقوم
دیکھکر حسن شاہد معنی — کیون نہ تڑپے نگاہ اہل علوم
جابجا شہرہ در ہو سکے اشعار — شاعرو نمین ہے مثنوی کی دہوم
ہے بری سب عیوب شعری سے — اسمین نقص کلام ہے معدوم
پہر تاریخ مجہسے حکم ہوا — مین ہوا حکم دوست کا محکوم
عالم الغیب کی ہوئی تایید — رہبری نظم کی ہوئی معلوم
ہے کلید تفکر اے تنویر — کہل گیا ذہن پہر در مفہوم
صاف لکہا یہ مصرع تاریخ — پاک ہے یہ وقایع منظوم
[illegible]

تاریخ از شیخ بهادر حسین وحید

مثنوی خسروی نظم خوش اسلوب صغیر	انتخاب دور گردوست و نایاب زمن
حرف و لفظش بهتر از شیرینی قند و نبات	هر ورق هر صفحه اش چون کوثر و نهر لبن
هر کجی مصرع و هر بیت آن رشک بهار	هر دو تو گلزار مضمون غیرت رنگ چمن
طوطی دل گفت دو تاریخ تهنیت لطیف	شهد اشتهار سخن [illegible] / شاداب گلزار سخن [illegible]

تاریخ از میر قربان علی رضوی

شیرین نسخه تسعیر نامے	خوش طبع و فصیح و خوش بیانے
در هند قلم و سعب نی	مانا گلشن سحر اسنے
با شوق کمال مثنوی گفت	در گردش تازه آسمانے
از نیک و بد زمانه درسے	پیداست جدا جدا نشانے
هر جا بمقام خود هویداست	آن قصه که شد بهر مکانے
پر جے ز دُرر ارمی فصاحت	در جے به سخن گهر فشانے
روشن ز نقاط روشن او	شانے ز نشان کهکشانے
از جدول ابد ار معنی	سرسبز شگفته بوستانے
نورانی نور یاش حرفش	برق افگن طبع نکته دانے
هر بیت نگار خانه چین	از رنگ زرنگ یا و لبانے
گلدسته بزم خسروی کرد	از بد و بهار تا خزانے
ثنائے که به گلشن مدیحش	شد بلبل طبع نغمه خوانے
پاکیزه نژاد و پاک مشرب	روشن گهر و گهر فشانے
تا بسید خدم قسم جهانے	نیک اختر و با شکوه و شانے
عالم تن و اوست جان عالم	لطفش سحبان جهان جهانے
از دولت حسن بدره بدره	بخشید بفقر صد بدر خوانے
حاتم بسر اسے دولت او	محتاج و فقیر بهر نانے

خوش صورت و خوش جمال و خوشخو — خوش قامت و خوبرو جوانے
از فیض وجود اوست موجود — در قالب جود تازہ جانے
دانشور و اہل دل سخن سنج — خوش خلق کریم مہربانے
صاحب کرم و بزرگ ہمت — ذیقدر و شعور قدردانے
از حسن و جمال و خوبی او — قاصر بمدیح شد زبانے
فکرم ز حلاوت کلامش — چون شان مگس بود نشانے
وصفش ز حد بشر برونست — آرد ز کجا لب و دہانے
خوش فکر صغیر را چہ یارا — کز مدحت او کند بیانے
لیکن پئے سخت آزمودن — فی الجملہ نوشت داستانے
تاریخ رقم نمود رضوی — شیرازۂ دفتر جہانے

سنہ ۱۲۶۷ ہجری

تاریخ از منشی جواہر سنگھ جوہر

شاعر رنگین لکھنو نام صغیر — نظم اونہون نے یہ جب کیا قصّا
لکھی جوہر نے یہ سن عیسوی — کیا ظفرنامہ عاشقانہ کہا

سنہ ۱۸۶۹

تاریخ از منشی جہاؤلال مہجور

صریر دلکش کلک صغیر دانش رای — بتاریخ دل آرا مثنوی گل کرد مہر خاب
بگو مہجور سالش ہجری و فصلی و عیسائی — تواریخ جہان تاریخ نو نواخت تا قیبا

سنہ ۱۲۶۷ ہجری — سنہ ۱۲۷۵ فصلی — سنہ ۱۸۶۹ ع

تاریخ از علی مرزا جلیل

اے جلیل آنچہ نظم رنگینست — کہ عیان گشت از دو بہار طلسم
بلبل طبع گفت تاریخش — گل بہار لالہ زار طلسم

سنہ ۱۲۶۷ ہجری

تاریخ از میر مرزا حضور

شد مثنوی مرتب در وقت سعد صد شکر — اشعار خوب رنگین مشتاق اوست عالم
آمد ندائے ہاتف فکرت حضور بیجا — خود مثنوی بگوید تاریخ واجدی ام

سنہ ۱۲۶۷ ہجری

تاریخ از میر نواب موزون

خوشا مثنوی فصیح از صغیر — زہے تازہ مضمون تو اریخ ہند
بتاریخ سال اس سے یادگار — رقم کرد سوز دل تو اریخ ہند

تاریخ از محمد جہانگیر خان

اے زہے نظم صغیر خوشگو — ہے ہر اک بیت مقام [illegible]
یاس نے اوسکی یہ لکہی تاریخ — ہے عجب [illegible]

الیضاً

صغیر سخن سنج کی مثنوی — عجب جا [illegible] تاریخ سے
لکہی یاس نے اوسکی تاریخ سال — کہ یہ واجد [illegible] تو ادہم سے

تاریخ از راجہ رام پال سنگہ

میرے استاد ذی کمال صغیر — نظم تاریخ [illegible] سے کی اچہی
وصف میں اونکے ہے زبان قاصر — جو لکہی بیت وہ لکہی اچہی
پہونچی جب انتہا کو شاخ کتاب — گلشن دہر میں پہلی اچہی
یہ لکہی رام پال نے تاریخ — واہ کیا خوب مثنوی اچہی

ایضاً زبان بھاشا

[illegible]

تاریخ از مرزا علی بہار

مثنوی شاعر رطب اللسان نامش صغیر — رزم خوان امتحان شہنامہ نیک ازادود
سال اتمامش چکیدہ از سر کلک بہار — قصہ ہندوستان شہنامہ نیک ازادود

تاریخ از سید اقبال علی اقبال

مثنوی چون صغیر کرد آغاز — گشت در دہر نام او قایم
گفت اقبال سال در مقطع — مثنوی مشتہر بود دایم

ایضاً تاریخ اتمام

[illegible] اقبال سنہ سن ہجری کا یہ لکھو	[illegible] اسکو [illegible]

تاریخ از امراؤ مرزا استاد

خوش نگفتا مثنوی استاد من شیخ صغیر	در بیان حال سلطان [illegible]
قصہ شہزادہ جہانیا [illegible] بیان چون [illegible]	کرد طبع انتساب انگریزیان [illegible]
شان [illegible] نسبت در اوراق [illegible]	را نمود [illegible]
تاج [illegible] بیان [illegible]	شہر [illegible]
سال تاریخش چو از [illegible] شمشاد	بر زبان دل [illegible]

تاریخ تصنیف میر حیدر حسین نانکپوری شاگرد صغیر

صغیر خوش بیان کی مثنوی ہین	سفینہ ہین سب ہین رشک لعل و گوہر
دو ایر حسن مین ہین خیر [illegible] مادہ	نقاط حرف ہین مانند اختر
لکھا ای حیدر تو اب تاریخ اتمام	سمجھ جائیں گے یہ صنعت سخنور
سر آئین اختر کو ملا دے	سن ہجری مین بارا سی یہ جھتر

تاریخ لالہ سیکو لال بریلوی شاگرد صغیر استاد

تصنیف صغیر دستان سے	پڑھنے سننے سے ہو گا جی خوش
لفظوں کے سرون مین مادہ ہی	تاریخ سے ہونگے آدمی خوش

تاریخ یہ چھاپے کی ہی سیکو

مضمون خوش و طبع مثنوی خوش

سنہ ۱۲۸۹ ہجری

تاریخ تصنیف رام رتن شاگرد مصنف کتاب

صغیر سخن سنج کی مثنوی	پس چند مدت چھپی مثنوی

دم فکر تاریخ لکھہ اسے من
کہی خوب اچھی ہوئی مثنوی

[illegible] ہجری

[illegible]

اشتہار

واضح رہے کہ یہ مثنوی حسب فرمائش مصنف اس مطبع اودہ پریس محلہ یحیی گنج مین بصحت تمام چھاپی گئی ہے اور نیز مصنف صاحب نے حق تصنیف بدست راقم فروخت فرمایا ہے چنانچہ واسطے آگاہی ہر خاص و عام کے اشتہار سند مذکورہ درج ذیل ہے کوئی صاحب قصد اسکے چھاپنے کا نفرماوین العبد چندن لال مالک مطبع اودہ پریس

ہمکہ فقیر حقیر مصنف مثنوی آئین اختر ظفر نامہ استاد راجہ رام پال سنگہ بہادر دام اقبالہ کا ہون

جو کہ منمقر نے تصنیف اس مثنوی آئین اختر ظفر نامہ کا بدست منشی چندن لال صاحب مالک مطبع اودہ پریس شہر لکھنو محلہ یحیی گنج کے فروخت کیا ہے کوئی شخص بدون اجازت منشی صاحب موصوف کے مجاز چھاپنے کا نہوگا اگر کوئی شخص چھاپیگا تو اوسپر دعوی نقصان منشی صاحب موصوف کا عاید ہوگا فقط المرقوم تاریخ ۹ - نومبر سنہ ۸۲ عیسوی

العبد
فقیر صغیر استاد راجہ رام پال سنگہ بہادر
مصنف آئین اختر ظفر نامہ

64 31